مشاہیر الاسلام

ترجمہ

وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان مما ثبت بالنقل والسماع

او اثبتہ العیان للعلامۃ القاضی احمد ابن خلکان

جس میں

تقریباً نصف اول صدی ہجری سے نصف ساتویں صدی تک کے

علما فقہا قضاۃ شعرا متکلمین ادبا نحویین اطبا منجمین مہندسین مورخین محدثین زہاد

عباد امرا فقرا سلاطین حکما مجتہدین صناع مغنی اہل سنت شیعہ خوارج زیدیہ عیسائی صابی وغیرہ

ہر قسم کے دو تین ہزار سے زیادہ اکابر و اہل کمال کا ذکر ہے

اور جس کا

مولوی عبد الغفور خان صاحب رامپوری

مترجم التاریخ الکامل للعلامہ ابن الاثیر

و مروج الذہب ومعادن الجواہر للامام المسعودی از اصل عربی

و مترجم سیاحت ٹیورنیر و سیاحت تھیونو و نظام اکبری وغیرہ از انگریزی

و مصنف نمونہ حساب و گورنمنٹ جہانگیر و تاریخ دکن وغیرہ وغیرہ

نے

باضافہ حواشی کثیرہ جن مین تاریخی جغرافی لغوی فقہی وغیرہ مشکلات کے حل کرنے مین حتی الوسع

کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا ہے اور جس سے کتاب کی خوبی دوبالا ہو گئی ہے

بایام قیام حیدرآباد دکن

اصل عربی سے اردوے سلیس مین

ترجمہ کیا

جلد سوم

مطبع صحیفہ حیدرآباد دکن مین چھپی

فہرست مضامین

مشاہیر الاسلام

جلد سوم

حرف الباء موحدہ

	۲۶۹		[illegible]	•	[illegible]	•	[illegible]	[illegible] تھا۔
	۲۷۰		[illegible]	•	[illegible]	•	•	[illegible] علوم و فنون کا [illegible] تھا
۱۱۸	۲۷۱	۵۰	[illegible] الدین	ذی الحجہ ۵۵۹	۵۷۹	•	حلب	یونانی زبان سے بہت علوم کا عربی میں اس کے عہد میں ترجمہ ہوا تھا سلطان صلاح الدین کا بھائی تھا۔
			[illegible]					
۱۱۹	۲۷۲	۳۷	تاج الدولہ ابو سعید تتش	رمضان ۴۵۸	۴۸۸	•	دمشق	بلاد شام کا حاکم تھا دمشق و حلب بھی اس کے قبضہ میں تھا
	۲۷۳		شمس الملوک دقاق	•	ربیع الاخر	•	دمشق	دمشق کا حاکم تھا اور اپنے [illegible] بعض [illegible] ہوا تھا
	۲۷۴		رضوان بن تتش	•	[illegible]	•	حلب	حلب کا حاکم تھا۔
	۲۷۵		دقاق بن تتش	•	[illegible]	•	دمشق	دمشق کا حاکم تھا۔
	۲۷۶		ظہیر الدین طغتکین	•	صفر ۵۲۲	•	دمشق	دمشق کا حاکم اور تتش کا آزاد کردہ غلام تھا
	۲۷۷		تاج الملوک ابو سعید بوری	•	۲۱ رجب ۵۲۶	•	دمشق	فرقہ باطنیہ کے ہاتھ سے زخمی ہو کر مارا گیا دمشق کا حاکم تھا [illegible] نام اور لقب [illegible] صلاح الدین [illegible]
	۲۷۸		شمس الملوک اسمٰعیل بن بوری	•	ربیع الاخر ۵۲۹	•	دمشق	دمشق کا حاکم تھا۔
	۲۷۹		شہاب الدین محمود بن بوری	•	شوال ۵۳۳	•	دمشق	ایضاً
	۲۸۰		محمد بن بوری	•	شعبان ۵۳۴	•	دمشق	ایضاً
	۲۸۱		مجیر الدین بن بوری	•	۵۶۴	•	بغداد	دمشق کا حاکم تھا اور آخر کو بغداد کو چلا گیا تھا۔
	۲۸۲		معین الدین انر غلام طغتکین	•	ربیع الآخر ۵۴۴	•	•	دیکھو تذکرہ ۱۸۶ [illegible] دمشق مجیر الدین کا وزیر تھا نور الدین محمود اور سلطان صلاح الدین کا معاصر تھا۔
۱۲۰	۲۸۳	۷۰	ام علی تقیہ	محرم [illegible]	شوال ۵۷۹	دمشق		
	۲۸۴		ابو الفرج غیث	•	۵۰۹	•	•	تقیہ کا باپ تھا۔
	۲۸۵		علی بن عبد السلام	•	ربیع الآخر ۴۸۷	•	صور	تقیہ کا دادا تھا۔
	۲۸۶		ابو الحسن علی	•	۱۵ صفر ۶۰۳	•	اسکندریہ	علم قرأت اور خطاطی میں اچھا تھا۔
	۲۸۷		فاضل بن سعد اللہ	شوال ۵۲۹	ربیع الاول ۵۶۵	دمشق	اسکندریہ	تقیہ کا شوہر اور ابو الحسن علی کا باپ تھا۔
۱۲۱	۲۸۸	۴۴	ابو غالب التیانی	•	جمادی الاول ۴۳۶	•	مرسیہ	لغت میں اپنے وقت کا امام تھا۔
نوٹ ۲	۲۸۹		ابو الجیش مجاہد	•	۴۳۶	•	دانیہ و جزائر [illegible]	ہشام بن الحکم خلیفہ اندلس کا وزیر اعظم یا حاجب تھا۔
۱۲۲	۲۹۰	۴۴	تمیم بن المعز بن المنصور	۳۳۷	۳۷۴	•	مصر	معز حاکم مغرب کا بیٹا اور اچھا شاعر اور عالم تھا

نوٹ			نمبر	نام	ولادت	وفات	مولد	مقام وفات	کیفیت
نوٹ ۵			۲۹۱	ابو علی [illegible] القاسمی		سنہ [illegible]ھ	•	•	تاریخ الشام [illegible] کا مصنف تھا۔
نوٹ ۵			۲۹۲	محمد بن النعمان		سنہ ۳۸۹ھ	قیروان	مصر	اسکندریہ کے مدینہ اور شام کا قاضی تھا۔
”			۲۹۳	علی بن النعمان	•	سنہ ۳۷۴ھ	•	”	ایضاً
نوٹ ۱			۲۹۴	محمد بن عبد الملک [illegible]	•	سنہ ۵۲۱ھ	•	•	کتاب [illegible] التاریخ کا مصنف ہے۔
۱۲۳		۴۲۳	۲۹۵	تمیم بن المعز بن بادیس	۱۳ رجب سنہ ۴۲۲ھ	رجب سنہ ۵۰۱ھ	منصوریہ	[illegible]	افریقیہ کا حاکم تھا بڑا سخی اور شاعر تھا اور اس کے سو سے زیادہ بیٹے اور ساٹھ بیٹیاں تھیں۔
۱۲۴		۵۰	۲۹۶	ملک معظم توران شاہ	•	غرہ صفر سنہ [illegible]ھ	•	اول سکندریہ پھر دمشق	سلطان صلاح الدین کا بڑا بھائی تھا۔
			۲۹۷	عبد الغنی بن محمد	•	سنہ ۵۹۹ھ	•	یمن	یمن کا حاکم تھا۔
			۲۹۸	حسام الدین عمر	•	[illegible]	•	دمشق	ست الشام بنت ایوب بہن صلاح الدین کی بیٹا اور ناصر الدین والی حمص کا بیٹا تھا۔
			۲۹۹	شبل الدولہ کافور بن عبد اللہ الحسامی	•	رجب سنہ ۶۲۳ھ	•	دمشق	بہت بڑا خیر اور حسام الدین کا غلام اور کارپرداز تھا۔
			۳۰۰	ست الشام	•	۱۶ ذی قعدہ سنہ ۶۱۶ھ	•	دمشق	ست الشام بنت ایوب [illegible] نجم الدین [illegible] صاحب حمص کی بی بی تھی اور اس کے مرنے کے بعد [illegible] کے کام کرلیا
				حرف ثاء مثلثہ					
۱۲۵		۳۰۰	۳۰۱	ابو الحسن ثابت بن قرہ	سنہ ۲۲۱ھ	۲۶ صفر سنہ ۲۸۸ھ	حران	بغداد	بڑا طبیب اور عالم [illegible] اس نے عربی میں ترجمہ کیا تھا۔
			۳۰۲	ابراہیم بن ثابت	•	•	•	•	یہ بھی اپنے باپ کی طرح [illegible] اور بڑا اچھا طبیب تھا
				اسلامی تاریخ کے مورخین اور ان کے تاریخیں سنہ [illegible] تک سلسلہ وار					
نوٹ ۵			۳۰۳	محمد بن جریر الطبری	•	سنہ ۳۱۰ھ	•	•	اسلام کا سب سے اول مورخ۔
			۳۰۴	احمد بن [illegible]	•	•	•	•	
			۳۰۵	عبید اللہ بن احمد [illegible]	•	•	•	•	یہ دونوں باپ بیٹے طبری کے ہم عصر مورخ تھے۔
			۳۰۶	ابو الحسن ثابت بن سنان	•	ذی قعدہ سنہ ۳۶۵ھ	•	بغداد	یہ بھی اپنے باپ دادا کی طرح صابی [illegible] طبیب اور عالم تھا طبری کے بعد [illegible] تاریخ لکھی ہے۔
			۳۰۷	القرغانی	•	•	•	-	اس نے کتاب طبری کی تاریخ کا ذیل لکھا ہے۔
			۳۰۸	ہلال بن المحسن	•	سنہ ۴۴۸ھ	•	بغداد	اس کے کتاب اپنے ماموں ثابت بن سنان کی تاریخ کا ذیل ہے
			۳۰۹	محمد بن ہلال بن المحسن	•	سنہ ۴۸۰ھ	•	بغداد	اپنے باپ کے تاریخ کا ذیل لکھا ہے۔
			۳۱۰	محمد بن عبد الملک [illegible]	•	سنہ ۵۱۲ھ	•	•	
			۳۱۱	الراغونی حنبلی	•	سنہ ۵۲۷ھ	بغداد	بغداد	[illegible] فصاحت و بلاغت کی [illegible]

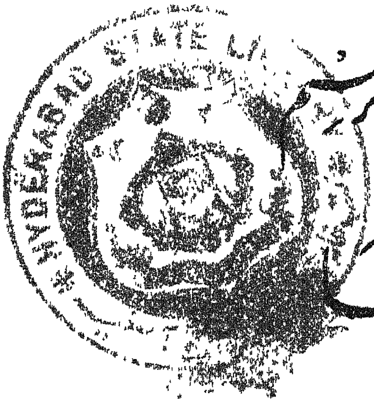
	۳۱۲		عفیف الدین حداد	۰	سنہ ۵۷۰ھ	۰	۰	یہ سب [illegible] ہیں جنہوں نے اسلامی تاریخ کا سلسلہ
	۳۱۳		ابن الجوزی	۰	سنہ ۵۹۷ھ	۰	۰	[illegible] رکھا ہے۔
	۳۱۴		ابن القادسی	۰	سنہ ۶۱۶ھ	۰	۰	
	۳۱۵	۰	ابو بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی	سنہ ۳۹۲ھ	سنہ ۴۶۳ھ	بغداد	بغداد	بہت بڑا مورخ ہے جس نے تاریخ بغداد لکھی ہے۔
	۳۱۶		ابوالحسن عبید اللہ بن [illegible]	۰	۰	۰	بغداد	اس نے بھی تاریخ لکھی ہے اور خلیفہ المہدی کے زمانہ کے حالات بیان کئے ہیں۔
۱۲۶	۳۱۷	۵۹	ابوالفیض ثوبان بن ابراہیم ذوالنون	۰	ذی قعدہ سنہ ۲۴۵ھ	مصر	مصر	یہ ایک بڑے مشہور صالح ہیں۔
			حرف الجیم					
۱۲۷	۳۱۸	۶۳	جریر شاعر	۰	سنہ ۱۱۰ھ	۰	یمامہ	جریر فرزدق اخطل اسلام کی نسبت عربی [illegible] جریر بڑا شاعر تھا جنہوں نے ایک دوسرے کی ہجو گوئی [illegible]
	۳۱۹	۷۱	جعفر صادق	رمضان سنہ ۸۳ھ	شوال سنہ ۱۴۸ھ	۰	مدینہ	حضرات امامیہ کے بارہ اماموں میں سے ایک امام ہیں علم جفر انہیں کے ایجاد بتاتے ہیں۔
	۳۲۰		محمد الباقر	۰	۰	۰	ایضاً	
	۳۲۱		علی زین العابدین	۰	۰	۰	ایضاً	ان سب کو شیعہ لوگ اپنا امام سمجھتے ہیں۔
	۳۲۲		حسن بن علی	۰	۰	۰	ایضاً	
۱۲۹	۳۲۳	۷۳	جعفر بن یحییٰ برمکی	۰	غرہ صفر سنہ ۱۸۷ھ	۰	عمر	ایرانی مذہب اور خلیفہ رشید کا وزیر تھا جسے خلیفہ نے بغاوت اور فساد کے اندیشہ سے پکڑوا کر قتل کرا دیا۔
نوٹ صفحہ ۱	۳۲۴		عبد الملک بن صالح	۰	سنہ ۱۹۳ھ	بغداد	بغداد	دمشق کا والی اور خلفائے بنی عباس کا بہت سرغنہ سردار تھا۔
"	۳۲۵		ابراہیم بن صالح	۰	سنہ ۱۷۶ھ	بغداد	مصر	مصر کا والی اور یہ بھی اپنے بھائی کی طرح بڑا سردار تھا
	۳۲۶		خالد بن برمک	سنہ ۹۰ھ	سنہ ۱۶۵ھ	۰		خلیفہ سفاح اور منصور کا وزیر تھا۔
	۳۲۷		سفاح	۰	۱۳ ذی الحجہ سنہ ۱۳۶ھ	۰	۰	خلافت عباسیہ کا بانی اور اس خاندان کا سب سے اول خلیفہ تھا
	۳۲۸		ابوایوب الموریانی	۰	۰	۰	۰	خلیفہ منصور عباسی کا وزیر تھا۔
	۳۲۹		عباسہ بنت المہدی	۰	۰	۰	۰	خلیفہ رشید کی بہن اور خلیفہ مہدی کی بیٹی تھی
نوٹ ۱۳۱	۳۳۰		علیہ بنت المہدی	سنہ ۱۶۰ھ	سنہ ۲۱۰ھ	بغداد	بغداد و غالباً	خلیفہ مہدی کی بیٹی مکنونہ لونڈی کے بطن سے موسیٰ عباسی کی زوجہ تھی
	۳۳۱		جبرئیل	۰	۰	۰	۰	جعفر برمکی کا دوست اور طبیب تھا۔
	۳۳۲		سندی ابن شاہک	۰	سنہ ۲۰۴ھ	۰	بغداد	خلفائے عباسیہ کا بڑا افسر اور بغداد کا قاضی تھا
۱۲۲	۲۹۰	۶۳	رقاشی	مصر	۰	بصرہ	بغداد	شاعر تھا۔

نوٹ ۵	۳۳۴		ابو عبید البکری	.	۴۸۷ھ	قرطبہ	قرطبہ	ایک جغرافیہ کے کتاب کا مصنف ہے۔
۱۳۰	۳۳۵	۹۹	جعفر بن الفرات	۳ ذی الحجہ ۳۰۸ھ	ربیع الاول ۳۹۱ھ	مصر	مدینہ منورہ	مصر کا وزیر اور حدیث کا بہت بڑا عالم بھی تھا اور بڑا نامی تھا اس نے ایک مسند اور کئی کتاب اسماء رجال وغیرہ
نوٹ ۲	۳۳۶		مسلم بن عبید اللہ	.	.	مصر	مصر	خلیفہ معز فاطمی کا وزیر تھا معز نے مسلم کے بیٹی اپنی بیٹی کے لئے مانگی تھی مسلم کے انکار پر خلیفہ نے اوسے قتل کروا دیا تھا
نوٹ ۶	۳۳۷		محمد بن جعفر الخرائطی	.	۳۲۷ھ	.	عسقلان	ایک عالم آدمی تھا۔
نوٹ ۷	۳۳۸		بغوی	۲۱۴ھ	۳۱۷ھ	بغداد	بغداد	بڑا عالم تھا ایک معجم کا مصنف ہے جس میں اصحاب رسول اللہ کے نام ذکر ہیں۔
نوٹ ۱۱	۳۳۹		حسین بن النعمان	.	۳۹۵ھ	.	مصر	مصر کا قاضی تھا۔
۱۳۱	۳۴۰	۱۰۰	جعفر القاری البغدادی	۲۱۸ھ	صفر ۳۰۳ھ	بغداد	بغداد	بہت بڑا محدث تھا۔
نوٹ ۲	۳۴۱		ابن شاہین	.	۳۸۵ھ	بغداد	بغداد	بہت بڑا عالم اور مصنف تھا۔
نوٹ ۳	۳۴۲		ابن خلال	.	۴۳۹ھ	بغداد	بغداد	” ”
نوٹ ۴	۳۴۳		ابن غیلان	.	۴۴۰ھ	.	بغداد	” ”
۱۳۲	۳۴۴	۱۰۲	ابو معشر البلخی	.	۲۷۲ھ	بلخ	بلخ	ایک منجم تھا۔
۱۳۳	۳۴۵	۱۰۳	جعفر بن حمدان	.	۳۶۴ھ	.	اندلس	مسیلہ اور زاب علاقہ افریقیہ کا حاکم تھا۔
۱۳۴	۳۴۶	۱۰۴	جعفر بن فلاح	.	۷ ذی قعدہ ۳۶۰ھ	.	دمشق	معز صاحب افریقیہ کے طرف سے دمشق کا حاکم تھا
۱۳۵	۳۴۷	۱۰۶	جعفر بن شمس الخلافہ	محرم ۵۴۳ھ	۱۲ محرم ۶۲۲ھ	مصر	کوہ مقطم مصر	شاعر خوشنویس اور مصنف تھا۔
	۳۴۸		شمس الخلافہ	۵۲۰ھ	ذی الحجہ ۵۹۶ھ	مصر	مصر	جعفر بن شمس الخلافہ کا باپ تھا۔
۱۳۶	۳۴۹	۱۰۷	امیر جعبر	.	۴۷۹ھ	.	.	قلعہ جعبر کا حاکم تھا اور قطاع الطریقی کرتا تھا ملک شاہ سلجوقی نے مارا
۱۳۷	۳۵۰	۱۰۸	جقر	.	۹ ذی قعدہ ۵۳۹ھ	.	موصل	عماد الدین زنگی اتابک کا حاکم جزیرہ شام موصل کے طرف سے موصل کا حاکم تھا بڑا ظلم کرتا تھا خفاجی نے اسے قتل کر دیا تھا
	۳۵۱		زین الدین علی	.	.	.	.	موصل کا حاکم تھا۔
	۳۵۲		عمر بن شبہ	.	.	.	.	ایضاً
۱۳۸	۳۵۳	۱۰۹	جمیل شاعر	.	۸۲ھ	.	مصر	ایک شاعر اور بثینہ قبیلہ بنی عذرہ کی ایک عورت کا عاشق تھا
نوٹ ۳	۳۵۴		ہدبہ بن خشرم					ہجو مرثیہ قصیدہ اور شعر گو عرب کا درجہ اول کا شاعر تھا۔
نوٹ ۴	۳۵۵		حطیئہ					ایضاً
نوٹ ۵	۳۵۶		زہیر	.	.	.	.	یہ اون سات شاعروں میں سے ہے جن کا کلام بے نظیر فصاحت و بلاغت کی وجہ سے خانہ کعبہ پر لٹکا دیا گیا تھا

نوٹ ۱۳۵	۳۵۶		ہارون بن عبد اللہ			[illegible]	[illegible]	مصر کا قاضی تھا
نوٹ ۱۳۸	۳۵۸		عبد العزیز بن مروان	.	۸۵ھ	.	مصر	مصر کا والی تھا
۔۔	۳۵۹		عبد اللہ بن عبد الملک	.		.	.	ایضاً
۱۳۹	۳۶۰	[illegible]	[illegible] النعومی	.	ذی قعدہ [illegible]	.	مصر	[illegible]
	۳۶۱		ابو الحسن [illegible]	.	ذی قعدہ ۹۵ھ	.	.	مدرسہ دار العلوم مصر کا شیخ تھا
۱۴۰	۳۶۲	۱۲۰	جنید زاہد	.	۲۹۷ھ	.	بغداد	مشہور زاہدوں میں [illegible] ابن سریج [illegible]
۱۴۱	۳۶۳	۱۲۳	قائد جوہر [illegible]	.	۲۰ ذی قعدہ [illegible]	.	قاہرہ	معز فاطمی [illegible] سپہ سالار تھا اسی نے مصر [illegible]
	۳۶۴		احمد بن علی اخشیدی	.	.	.	.	مصر کا والی تھا
	۳۶۵		ابو محمد الحسین	.	.	.	.	احمد اخشیدی کا نائب تھا -
	۳۶۶		افلیح	.	.	.	.	معز فاطمی کی طرف سے برقہ کا حاکم تھا -
	۳۶۷		[illegible]	.	.	.	.	معز کا ایک امیر [illegible]
	۳۶۸		[illegible]	.	.	.	.	[illegible] سردار تھا اور جوہر کے ساتھ مصر [illegible]
	۳۶۹		حسین بن جوہر	.	.	.	.	خلیفہ الحاکم صاحب مصر کا سپہ سالار تھا -
۱۴۲	۳۷۰	۱۲۲	ابو المنصور [illegible]	.	۶۰۸ھ	.	دمشق	دولت صلاحیہ کا بڑا امیر تھا - قاہرہ میں [illegible]
			حرف الحاء					
۱۴۳	۳۷۱	۱۲۱	ابو تمام حبیب شاعر	۱۹۰ھ	۲۳۱ھ	.	موصل	بنی عباس کے زمانہ کا نہایت مشہور شاعر ہے دیوان حماسہ اسی کا جمع کیا ہوا ہے
	۳۷۲		عبد الصمد بن المعذل	.	.	.	.	بصرہ کا شاعر اور ابو تمام کا ہم عصر تھا -
نوٹ ۲	۳۷۳		ابو القاسم الآمدی	.	۳۷۱ھ	.	.	ایک عالم اور مصنف تھا
نوٹ ۱۹	۳۷۴		محمد بن حمید الطوسی	.	۲۱۴ھ	.	آذربائیجان	خلیفہ مامون کا ایک بڑا سردار تھا -
نوٹ ۱۸	۳۷۵		داؤد بن نصیر طائی	.	۱۶۵ھ	.	.	ابو حنیفہ کا شاگرد اور صاحب زہد و تقوی تھا
نوٹ ۲۲	۳۷۶		یعقوب [illegible]	.	.	.	.	خلیفہ مہدی اور رشید کے زمانہ میں [illegible] کا امیر تھا
۱۴۴	۳۷۷	۱۴۲	حجاج بن یوسف	.	رمضان ۹۵ھ	.	واسط	عراق اور خراسان کا والی تھا [illegible] ظالم مشہور [illegible]
	۳۷۸		فارعہ بنت ہمام	.		.	.	حجاج بن یوسف کی ماں تھی -

	۳۸۹		زیاد بن ابیه	۔	۔	۔	۔	حضرت معاویہ کا بھائی تھا [illegible]
	۳۹۰		نصر بن حجاج	۔	۔	۔	۔	[illegible]
	۳۹۱		نصر بن عاصم	۔	۔	۔	۔	قرآن شریف [illegible] حجاج کے حکم سے [illegible]
	۳۹۲		نجیح	۔	۔	۔	۔	[illegible] کا مالک تھا
	۳۹۳		سعید بن نجاح	۔	۔	۔	۔	[illegible] کا حاکم تھا
	۳۹۴		حسین بن سلامه	۔	۔	۔	۔	[illegible] کا وزیر [illegible] یمن کا حاکم تھا
	۳۹۵		اسحاق زرشہر	۔	۔	۔	۔	ایضاً
	۳۹۶		قیس	۔	۔	۔	۔	[illegible] اور ملک یمن کا حاکم تھا
	۳۸۷		مرجان	۔	۔	۔	۔	مرجان [illegible] زیاد کے آخری بادشاہ یمن کا وزیر تھا
	۳۹۹		محمد بن یوسف	۔	رجب ۹۱ھ	۔	یمن	یمن کا والی تھا
نوٹ ۱	۳۸۸		روح بن زنباع	۔	۸۴ھ	۔	۔	عبد الملک بن مروان کا بہت بڑا امیر تھا اور تابعی تھا
۱۴۵	۳۹۰	۱۵۴	ابو عبید مسعود [illegible]	۔	۱۴۳ھ	۔	۔	ایک مشہور زاہد تھا
۱۴۶	۳۹۱	۱۵۵	ابو فراس حارث	۳۲۰ھ	ربیع الاخر ۳۵۷ھ	۔	حمص	حمدانی بادشاہوں کے خاندان سے تھا اور بڑا شاعر تھا
	۳۹۲		سعید	۔	رجب ۳۷۱ھ	۔	موصل	موصل کا حاکم تھا
	۳۹۳		ابو المعالی	۔	۔	۔	۔	سیف الدولہ حاکم شام کا بیٹا تھا
۱۴۷	۳۹۴	۱۵۶	حرملة التجیبی	۱۶۶ھ	شوال ۲۴۳ھ	مصر	مصر	امام شافعی کا شاگرد اور بڑا عالم تھا
	۳۹۵		حرملة بن عمران	۸۰ھ	۱۶۰ھ	۔	۔	حرملہ کا دادا تھا
۱۴۸	۳۹۶	۱۶۰	حسن بصری	۲۱ھ	۱۱۰ھ	مدینه	بصره	بنی عجل [illegible] کے باعث تصوف میں ان کی بڑی عزت [illegible] ہے
	۳۹۷		زید بن ثابت	۔	۔	۔	مدینه	رسول اللہ کے صحابہ میں [illegible] علم الفرائض [illegible] تھا
	۳۹۸		خیرہ	۔	۔	۔	۔	حسن بصری کی ماں اور بی بی ام سلمہ زوجہ رسول اللہ کی آزاد کردہ لونڈی تھی
	۳۹۹		عمر بن ہبیرہ	۔	۔	۔	۔	عراق اور خراسان کا والی تھا
۱۴۹	۴۰۰	۱۶۳	حسن زعفرانی	۔	رمضان ۲۶۰ھ	۔	بغداد	امام شافعی کا شاگرد اور بڑا محدث تھا
نوٹ ۴	۴۰۱		وکیع بن الجراح	۱۲۹ھ	۱۹۷ھ	کوفه	فید	حنفی فقیہ اور محدث تھا
نوٹ ۵	۴۰۲		یزید بن ہارون	۱۱۸ھ	۲۰۶ھ	واسط	بغداد	ایضاً
نوٹ ۱۵	۴۰۳		ابن قانع	۲۶۵ھ	شوال ۳۵۱ھ	بغداد	بغداد	حافظ حدیث تھا ایک معجم الصحابہ اوسکے تصنیف سے اوسکی یادگار ہے
۱۵۰	۴۰۴	۱۶۶	حسن اصطخری	۲۴۴ھ	جمادی الاخری ۳۲۸ھ	اصطخر		شافعی فقیہ اور قم کا قاضی تھا
۱۵۱	۴۰۵	۱۶۷	ابن ابی ہریرہ		رجب ۳۴۵ھ		بغداد	شافعی فقیہ اور عراق عرب و عراق عجم کا امام وقت تھا
۱۵۲	۴۰۶	۱۶۸	حسن طبری		۳۵۰ھ			شافعی فقیہ اور بہت بڑا مصنف تھا خلافیات کے فن میں سب سے اول اسی نے کتاب لکھی
۱۵۳	۴۰۷	۱۶۹	ابو علی حسن فارقی	ربیع الآخر ۴۳۳ھ	محرم ۵۲۸ھ	میافارقین	واسط	شافعی فقیہ اور واسط کا قاضی تھا
نوٹ ۲	۴۰۸		محمد کازرونی	۔	۵۵۸ھ	میافارقین	بغداد	شافعی فقیہ اور بڑا عالم تھا
نوٹ ۳	۴۰۹		ابو الکرم خمیس	۴۴۲ھ	۵۱۰ھ	۔	واسط	بڑا عالم اور محدث تھا

۱۵۴	۴۱۰	۱۶۹	ابن المرزبان قاضی سیرافی	۰	[illegible]	سیراف	بغداد	بڑا نحوی اور چند کتابوں کا مصنف ہوا
	۴۱۱		ابن معروف	۰	۰	۰	بغداد	بغداد کا قاضی تھا۔
۱۵۵	۴۱۲	۱۷۱	ابو علی فارسی	۲۸۸ھ	۱۷ ربیع الآخر ۳۷۷ھ	فسا	بغداد	بڑا زبردست نحوی تھا۔
۱۵۶	۴۱۳	۱۷۴	ابو احمد عسکری	۱۶ شوال ۲۹۳ھ	۷ ذی الحجہ ۳۸۲ھ	عسکر مکرم	عسکر مکرم	صاحب اخبار و نوادر اشعار تھا کا راوی مخلد دیگر تصانیف کے اسنے ایک تذکرہ شعرا بھی لکھا ہے
	۴۱۴		صخر بن عمر	۰	۰	۰	۰	ایک شاعر جو لڑائی میں مجروح ہو کر مدت تک بیمار رہا تھا
۱۵۷	۴۱۵	۱۷۸	ابو علی حسن بن رشیق	۰	۴۶۳ھ	مہدیہ	مازر جزیرہ صقلیہ	ایک فاضل اور بلیغ شخص تھا۔
نوٹ ۱	۴۱۶		ابن رشیق الکاتب	۰	قبل ۴۴۰ھ	۰	۰	جزیرہ میجارقہ کا والی تھا۔
۱۵۸	۴۱۷	۱۸۱	شیخ الجید العسقلانی	۰	۴۸۳ھ	عسقلان	قاہرہ	بڑا عمدہ نثر نویس تھا۔
۱۵۹	۴۱۸	۱۸۳	ابن زولاق المصری	شعبان ۳۰۶ھ	ذی قعدہ ۳۸۷ھ	مصر	مصر غالباً	مصر کی تاریخ اور وزیر اور تاریخ کی کتابوں کا مصنف ہے
نوٹ ۲	۴۱۹		یوسف الکندی	۰	۳۴۶ھ	۰	”	کتاب فضائل مصر وغیرہ کا مصنف تھا۔
	۴۲۰			۰	[illegible]			ایک نابینا فقیہ اور عالم تھا۔
۱۶۰	۴۲۱	۱۸۵	ابو نزار ملک النحاۃ	۴۸۹ھ	۸ شوال ۵۶۸ھ	بغداد	دمشق	بہت ہی بڑا نحوی تھا۔
نوٹ ۲	۴۲۲		عبد القاہر جرجانی	۰	۴۷۱ھ	جرجان	جرجان	عربی زبان کا بہت بڑا عالم تھا۔
۱۶۱	۴۲۳	۱۸۶	عسکری الدمقتفر	ربیع الاول ۲۳۲ھ	ربیع الاول ۲۶۰ھ	بغداد	سر من رای	امامیہ فرقہ کے ایک امام ہیں۔
۱۶۲	۴۲۴	۱۸۷	ابو نواس بن ہانی	۱۴۵ھ	۱۹۵ھ	اہواز	بغداد	ایضاً
	۴۲۵		والبہ بن الحباب	۰	۰	کوفہ	کوفہ	ابو نواس کا استاد اور شاعر تھا۔
	۴۲۶		توزون	۰	جمادی الاول ۲۵۵ھ	بغداد	بغداد	بہت بڑا عالم صاحب کمال تھا۔
۱۶۳	۴۲۷	۱۹۳	ابن وکیع التنیسی		جمادی الاول ۳۹۳ھ	تنیس	تنیس	بہت بڑا شاعر و عالم تھا۔
	۴۲۸		وکیع	۰	۳۰۶ھ	بغداد	بغداد	بڑا عالم اور اہواز کا قاضی تھا
	۴۲۹		عبدان الاہوازی	۰	۳۰۶ھ	اہواز	عسکر مکرم	اہواز کا قاضی تھا۔
	۴۳۰		مرتضی شیزری	۰	۵۹۸ھ	شیزر	مصر	امام شافعی کی تربت پر مدرس تھا۔
۱۶۴	۴۳۱	۱۹۸	ابو بکر بن العلاف	۰	۳۱۸ھ	نہروان	نہروان غالباً	بڑا شاعر اور عالم تھا۔
نوٹ ۱	۴۳۲		ابو عمر حفص الدوری	۰	شوال ۲۴۶ھ	بغداد	بغداد	بڑا عالم تھا قرآن کے مختلف قراتوں کو اسی نے سب سے اول جمع کیا ہے۔
نوٹ ۲	۴۳۳		نصر بن علی جہضمی	۰	۲۵۰ھ	۰	۰	محدث اور عالم تھا۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف الف

۱۰۵۔ ابو مناد بادیس بن المنصور بن بُلُکّین (۱) بن زیری بن مناد حمیری (۲) صنہاجی (۳)۔

معز (۴) بن بادیس کا باپ تھا جس کا ذکر آیندہ آئے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ اور باقی نسب بھی اوس کا اوس کے پوتے امیر تمیم (۵) کے ذکر مین حرف تا مین مذکور ہوگا۔ یہ بادیس حاکم عُبیدی کی طرف سے جو مصر مین خلافت کا مدعی تھا نائب کے طور پر مملکت افریقہ کا والی تھا۔ حاکم نے اُسے نصر الدولہ یا نصیر الدولہ کا لقب دیا تھا وہ اپنے باپ منصور کے بعد وہان کا والی مقرر ہوا تھا۔ اوس کے باپ کی وفات بروز پنجشنبہ ۳ ماہ ربیع الاول ۳۸۶ھ (مارچ ۹۹۶ء) شہر صَبْرہ (۵) کے باہر اپنے قصر کبیر مین ہوئی تھی۔ دوسرے روز اوسی جگہ دفن ہوا

یہ بادیس بڑا زبردست بادشاہ پختہ رائے اور ایسا شدید القوت تھا کہ نیزہ کو فقط ہاتھ کے ہلانے سے توڑ ڈالتا تھا۔ شب یکشنبہ ۱۳۔ ربیع الاول ۳۷۴ھ (اگست ۹۸۴ء) کو شہر آشیر (۶) مین جس کا ذکر ابراہیم بن قرقول (۷) کے تذکرہ مین آچکا ہے پیدا ہوا تھا۔

بادیس مدتون تک والی رہا۔ کام اس کا خوب درست تھا۔ ایک مرتبہ اوس نے بروز سہ شنبہ ۲۹۔ ذی قعدہ ۴۰۶ھ کو اپنے لشکر کو پیریڈ کا حکم دیا۔ وہ سب قاعدہ کے موافق اوس کے روبرو حاضر ہوئے بادیس ایک قبہ مین بیٹھا ہوا ظہر کے وقت تک اون کی سیر دیکھتا اور سلام لیتا رہا۔ لشکر کی خوبصورتی اونکی لباس اور اون کے شان و شوکت کو دیکھکر بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد لوٹکر اپنے قصر کو چلا آیا۔ اسی روز شام کو پھر اچھی سواری پر سوار ہوکر گیا۔ لشکر سے اپنے سامنے قواعد کرائی۔ لشکر کا انتظام خوب اچھا دیکھکر

نہایت ہی شاداں و فرحاں اپنے قصر کو لوٹ آیا۔ دسترخوان بچھایا گیا۔ اپنے خواص اور حاضرین کے ساتھ کھانا تناول کیا۔ حاضرین نے دیکھا کہ وہ ایسا خوش ہے کہ پہلے کبھی کسی نے اوسے نہ دیکھا تھا۔ مجلس کے برخاست ہونے پر سب چلے آئے نصف شب گزری ہوگی کہ یکایک مرگیا رحمہ اللہ تعالےٰ۔ یہ دن چہارشنبہ کا اور تاریخ سلخ ذی قعدہ ۴۰۶ھ تھی۔ اعیان سلطنت نے اوس کی موت کو چھپا دیا۔ اور اوس کے بھائی کرامت بن منصور کو ظاہراً حاکم بنایا۔ پھر اوس کے بیٹے معزکے پاس جاکر اوسے والی کردیا۔ اور وہ مستقل حاکم ہوگیا۔

کتاب الدول المنقطعۃ[۴] میں اوس کی موت کا سبب اس طرح لکھا ہے کہ اوس نے طرابلس کا قصد کیا تھا۔ اور اوس کے قریب پہونچکر اس ارادے سے پڑگیا تھا کہ جب موقع ہو حملہ کرے۔ اور قسم کھائی تھی کہ یہاں سے اوس وقت تک واپس نہ ہوگا جب تک کہ اوس کی زمین ویرانہ بنا کر زراعت کے قابل نہ کر دے۔ اس کا سبب کچھ ایسا ہی ہوا تھا جن نے یہاں اہالت کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔ مورخ کہتا ہے۔ اس پر اہل شہر ایک مودب تیتی مدرس کے پاس گئے جس کا نام محرز تھا۔ اور جو زہد و ورع میں بہت مشہور تھا۔ کہا اے ولی اللہ بادیس نے جو کچھ کہا ہے وہ تو تو نے سن لیا۔ اللہ سے دعا مانگ کہ وہ ہم کو اس سے نجات عطا فرمائے۔ اوس نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور کہا اے رب بادیس تو ہمیں بادیس سے بچا۔ اوسی رات کو وہ خناق کی بیماری سے مرگیا۔ واللہ اعلم۔

صنہاجی بضم یا بکسر صاد مہملہ و نون و ہا و الف و جیم صنہاجہ کی طرف منسوب ہے جو حمیر کا ایک مشہور قبیلہ ہے یہ لوگ ملک عرب میں رہتے ہیں۔ ابن درید کہتا ہے۔ صنہاجہ بضم صاد مہملہ ہے اور کسی طرح پڑھنا درست نہیں مگر اور لوگ کسرہ بھی پڑھتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

اس کے باپ دادا کے ناموں کا ضبط آئندہ آتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

(۱) ان ناموں کا تلفظ میں نے وہی اختیار کیا ہے جو ابن خلکان نے لکھا ہے تذکرہ زیری ۲۲۴۔ اور بلکین ۱۱۶ دیکھنا چاہیے

(۲) یعنی قبیلہ حمیر اور اوس کے بطن صنہاجہ سے ہے۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۱۰۷ ۴۷ دیکھو تذکرہ ۱۲۳

(۵) شہر مغرب جسے منصور بن قائم کے نام پر منصوریہ بھی کہتے ہیں پہلے صبرہ کہلاتا تھا از مراصد الاطلاع۔ بکری نے اس شہر کا حال تفصیل سے لکھا ہے۔ دیکھو تذکرہ ۹۵

(۶) شہر آشیر کو زیری بن مناد نے ۳۲۴ھ (۹۳۵ء) میں آباد کیا تھا۔ اس کی جگہ قدرتی طور پر ایسے دشوار گذار ہے کہ اوسے

دس آدمیون کی حفاظت دشمن سے محفوظ رکھنے کے لئے کافی تھی - اوس کے اندر دو بڑے بڑے حوض تھے جن کا پانی نہایت عمدہ تھا - ماخوذ از ٹوئیری -

(۷) دیکھو تذکرہ ۱۸۰

(۸) بادیس کے مرنے پر بڑے بڑے اعیان سلطنت جو اوس وقت رجّالہ کہلاتے تھے مجتمع ہوئی اور باہم مشورہ کرکے اوس کے بھائی کرامت کو بظاہر والی مقرر کردیا - تاکہ جو اضطراب کہ پھیل گیا تھا وہ دفع ہوکر امن چین قائم ہوجائے - اور اوس کے بعد وہ سلطنت کا کام معزبن بادیس کے حوالے کردے - چونکہ اون کے مشورہ کا حال سب اہلکارون کو معلوم نہ تھا اس واسطے معز کی طرف دار کچھ افروختہ ہوئے اور کرامت کے حکومت سے ناراضی ظاہر کی لیکن اصلی غرض جب کرامت کے تقرر کی ان کو بتا دی گئی تو سب خاموش ہوگئے - از ٹوئیری -

(۸) دیکھو تذکرہ ۶۸ نوٹ ۴

۱۰۶ - ابو منصور بختیار ملقب عزّ الدّولہ

معزالدولہ ابی الحسین احمد بن بویہ دیلمی کا بیٹا تھا - اسکے باپ کا ذکر اور باقی نسب[۱] اوپر بیان ہوچکا ہے اعادہ کی حاجت نہین - جس[۲] روز اس کا باپ مراہے اوسی روز عزالدولہ اپنے باپ کا قائم مقام ہوا - امام طائع نے اپنی بیٹی شاہ زمان[۳] اس کے نکاح مین دی تھی - مہر ایک لاکھ دینار باندھا گیا تھا - اور قاضی ابوبکر بن قریعۃ نے جس کا ذکر آیندہ حرف میم مین آئے گا انشاء اللہ تعالےٰ نکاح کا خطبہ پڑھا تھا - یہ واقعہ ۳۶۴ھ (۷۴-۹۷۵ء) کا ہے عزالدولہ ایک بڑا اچھا بادشاہ اور جسم کا نہایت قوی و توانا تھا کہ بڑے بیل کے سینگ پکڑلیتا تو زمین پر دے مارتا تھا - اوس کے اخراجات بھی بہت کثرت سے تھے ہر کام مین بڑا تکلف کرتا اور وظائف اور تنخواہین بڑی بڑی دیا کرتا تھا - ہلال بن شمع افروز بغداد بیان کرتا تھا کہ جب عضدالدولہ بن بویہ جو عزالدولہ مذکور کے چچا کا بیٹا تہا عزالدولہ کو قتل کرنے کے بعد بغداد کا مالک ہوکر وہان آیا تو کسی نے اوس کے سامنے پوچھا کہ عزالدولہ کے روبرو جو شمع جلا کرتی تھی اوس کا ماہوار خرچ کیا تھا - ہم نے کہا کہ اوس کے وزیر ابوالطاہر محمد بن بقیہ کو جلانے کے لئے ایک ہزار پونڈ موم ماہوار دیا جایا کرتا تھا - اس کثرت کا حال سنکر عضدالدولہ نے اس کا خرچ آیندہ پورا ہونا جاری رکھنا مناسب نہ سمجھکر کم کردیا - اس وزیر کا ذکر بھی حرف میم مین انشاء اللہ تعالےٰ

آیندہ آے گا۔ عزالدولہ اور اوس کے چچیرے بھائی عضدالدولہ مین بادشاہی اور ملک گیری کے باعث جھگڑا رہتا تھا جس سے آخرکار تنازع کی نوبت پہونچ گئی۔ فریقین مین صف آرائی اور لڑائی ہوئی۔ ۱۸ شوال روز چہارشنبہ ۳۶۷ھ (مئی ۹۷۸ء) کو فریقین کا مقابلہ ہوا۔ لڑائی مین عزالدولہ مارا گیا۔ اسوقت اوس کی عمر چھتیس[۳] برس کی تھی جب اوس کا سر کاٹا گیا اور ایک طشت مین رکھکر عضدالدولہ کے روبرو لایا گیا۔ تو دیکھتے ہی اپنی پگڑی اوتار کر آنکھون پر رکھ لی۔ اور دہاڑین مار کر بہت رویا۔ رحمہما اللہ تعالے۔ عضدالدولہ (ابو شجاع فنا خسرو) کا بھی ذکر انشاءاللہ تعالے آیندہ آے گا۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۱۷

(۲) معزالدولہ بروز دوشنبہ ۱۷۔ ربیع الآخر ۳۵۶ھ کو مرا تھا دیکھو تذکرہ ۱۷

(۳) شاہ زنان۔ یہ عورتون کا عجیب نام ہے۔ لیکن اوس زمانہ مین یہ خلاف قاعدہ نہ تہا۔ اور بہی بعض نام اسی طرح کے کتابون مین مذکور ہین۔

(۴) دیکھو تذکرہ ۶۲۷

(۵) ایک نسخہ مین بجاے لم یُعاوِدُوا کے لم یُعاوِدْہ۔ میرے نزدیک یہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ اور اسی واسطے مین نے صیغہ واحد مین ہی ترجمہ کیا ہے۔

(۶) دیکھو تذکرہ ۶۷۰

(۷) دیکھو تذکرہ ۵۰۵۔

۱۰۷۔ ابو المظفر برکیاروق بن سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق بن دقاق ملقب رکن الدین شہاب[۱] الدولہ مجد الملک

سلجوقی خاندان کا ایک بادشاہ تھا جن مین سے بعض کا ذکر اپنے اپنے مقام پر انشاءاللہ تعالے آیندہ آئیگا یہ اپنے باپ کی وفات کے بعد۔ ملک کا مالک ہوا۔ باپ کی قلمرو اتنی وسیع تھی کہ کوئی اور (اس خاندان مین) اتنے بڑے ملک کا مالک نہ ہوا جس کا ذکر انشاءاللہ تعالے اپنے موقع پر آئیگا۔ وہ سمرقند اور بخارا مین داخل ہوا۔ بلاد ما وراالنہر پر چڑھائی کی اوس نے سلطان سنجر اپنے بھائی کو جس کا ذکر حرف سین مین آئیگا

خراسان پر اپنا نایب مقرر کیا تھا۔ اسی کی لڑائی مین اوسکا چچا تاج الدولہ تتش بن الب ارسلان مارا گیا جس کا ذکر انشاء اللہ تعالےٰ حرف ت مین آئیگا۔ برکیارق[2] بڑا صاحب اقبال عالی ہمت تھا۔ اوس مین اگر کوئی عیب تہا تو صرف یہی تھا کہ شراب پیتا اور دائما مخمور رہا کرتا تھا۔ ۴۷۴ھ (۱۰۸۱ء) مین پیدا ہوا۔ ۱۲۔ ربیع الآخر یا ربیع الاول ۴۹۸ھ (۱۱۰۴ء) کو بُرُوجِرد مین مرگیا۔ بارہ سال کئی مہینے سلطنت کی۔ رحمہ اللہ تعالےٰ۔

بَرکیارُوق بفتح باے موحدہ و سکون را و کاف و یائے تحتانیہ والف و را و واو ساکنہ و قاف و بروجرد بضم باۓ موحدہ و را و سکون واو و کسر جیم و سکون را و دال مہملہ اٹھارہ فرسخ پر ہمدان سے ایک شہر کا نام ہے۔

---

(۱) شہاب چہوٹتے ہوے تارہ کو کہتے ہین۔

(۲) برکیارق کا مفصل حال تاریخ خاندان سلجوقیہ مصنفہ میر خرند مین ملے گا۔

---

۱۰۸ ابو الطاہر برکات بن شیخ ابی اسحاق ابراہیم بن شیخ ابی الفضل طاہر بن برکات بن ابراہیم بن علی بن محمد بن احمد بن العباس بن ہاشم[1] نے

جس کے لقب خشوعی دمشقی جیرونی قرشی رَفّا اور انماطی تھے بڑے بڑے محدثین سے حدیث سنی اور اجازت حاصل کی تھی۔ اس باب مین جنہی اوسے جو حدیث پڑہانی کی اجازت ہوئی تھی[2] اوس مین وہ اپنے عہد مین یکتا تہا۔ اس وقت کوئی دوسرا اور اجازت یافتہ نہ تھا اوسی نے اصاغر کو اکابر سے ملایا کیونکہ وہ اپنی آخر عمر مین ایک ہی شخص رہ گیا تھا جس نے ابو محمد ہبتہ اللہ بن احمد الاکفانی سے حدیث سنی اور اجازت حاصل کی تھی۔ ابو محمد القاسم حریری بصری صاحب مقامات سے بھی[3] ایک شخص باقی تھا جس نے اجازت حاصل کی تھی۔ یہ اجازت اوسے ۵۱۲ھ (۱۱۱۸ء) مین بصرہ مین حاصل ہوئی تھی۔ وہ محدثین کے خاندان سے تہا۔ خود بھی محدث تھا۔ اوس کا باپ بھی محدث تھا اوس کا دادا بھی محدث تھا۔ کسی نے اوس کے[4] باپ سے پوچھا کہ تمہین خشوعی (عجز والا) کیون کہتے ہین۔ کہا ہمارا جد اعلےٰ ایک مرتبہ امامت کر رہا تھا کہ محراب مین ہی (حالت خشوع مین) اوسکا انتقال ہوگیا۔ اسی لئے ہمین خشوع[5] سے نسبت کرکے خشوعی کہنے لگے ہین۔ ابو الطاہر مذکور ماہ رجب ۵۱۰ھ (۱۱۱۶ء) مین بمقام دمشق پیدا ہوا اور شب ۲۷۔ صفر ۵۹۸ھ (نومبر ۱۲۰۱ء) کو دمشق مین ہی وفات پائی دوسرے روز باب فرادیس مین اپنے باپ کے پاس مدفون

ہوا۔ رحمہما اللہ تعالے الحریری یہی آخر شخص ہے جس نے اجازت حاصل کی ہے۔ فُرشی بضم فا و سکون را و شین معجمہ فرش فروش کو کہتے ہین اور ایسے ہی انماطی بھی وہ ہی شخص ہے جو نمط بیچا کرتا ہے۔ رفا مشہور[6] لفظ ہے۔ مین ابوطاہر کے اصحاب مین سے کتنے ہی لوگون سے ملا ہون اور حدیث سنی اور اون سے اجازت حاصل کی ہے۔ اوس کا بیٹا بھی مجھے مصر مین ملا تھا۔ میرے پاس بہت آتا جاتا اور جو کچھ اوس نے باپ سے سنا اور اجازت حاصل کی تھی اوس سب کی اوس نے مجھے بھی اجازت دی تھی۔

(۱) یہ اجازت اکثر تحریری ہوتی اور بڑی عزت کی عزیز خیال کی جاتی تھی۔ مین نے یہان کسی قدر تفصیل کر دی ہے کہ اصلی مطلب معلوم ہو جائے۔

(۲) الحق الاصاغر بالاکابر محدثین کے محاورات مین بہت بولا جاتا ہے۔ اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہمارے بزرگون کے حالات اور خیالات اوس نے ہم تک پہونچا دے۔ کہ جس سے ہم اون کو جان گئے۔ کہ وہ ہمارے بزرگ تھے اور ایسے تھے۔

(۳) ابوالطاہر اوس وقت صرف دس سال کی عمر کا ہوگا۔ بشرطیکہ اوس کے تاریخ ولادت جو ابن خلکان نے لکھی ہے صحیح ہو۔

(۴) دیکھو تذکرہ ۱۶ نوٹ ۳

(۵) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوالطاہر کا جد اعلےٰ حالت سجدہ مین مرا ہوگا۔ جو اللہ تعالے کے عبادت مین سب سے زیادہ خضوع و خشوع کا مقام ہے۔

(۶) رَفّا رفوگر کو کہتے ہین۔ انماطی کے معنے ہین قالین فروش انماط جمع نمط بمعنی قالین کی ہے۔ جیرونی باشندہ جیرون۔ جیرون دمشق کا ایک دروازہ ہے۔ اوس کے پاس کے محلہ کو محلہ جیرون کہتے ہین دمشقی دمشق کا رہنے والا۔

۱۰۹ استاد[1] ابوالفتوح برجوان

جس کے نام سے قاہرہ مین ایک محلہ حارۃ برجوان مشہور ہے عزیز صاحب مصر کے خدام و مدبرین دولت سے تھا۔ امورات سلطنت مین اوسے بے انتہا اختیار حاصل تھا۔ ایام حاکم ۳۸۶ھ (۹۹۶ء) مین دیار مصر حجاز شام مغرب اور مین حضرت سلطانی کے کامون کا ناظر رہا تھا۔ عزیز نزار کے بیان مین اس کا کچھ اور بھی حال آئیگا انشاء اللہ تعالے۔ یہ رنگ کا سیاہ فام تھا۔ بروز پنجشنبہ شام کے وقت ۲۶۔ ربیع الاول کو یا بروز پنجشنبہ نصف جمادی الاولیٰ ۳۹۰ھ (۱۰۰۰ء) مین شہر قاہرہ کے قصر مین حاکم کے حکم سے مارا گیا۔ ابوالفضل ریدان صقلبی چہتری بردار نے اوس کے شکم مین چھری ماری تھی۔ اوسی سے مر گیا۔ ابن الصیرفی کاتب مصری نے اخبار وزرائے مصر مین لکھا ہے کہ برجوان کو مملکت کا

تا ظر رمضان ۳۸۹ھ مین ہوا تھا جب مارا گیا تو ہزار سراویل (پائجامہ) دبیقی[3] شہر کے بنے ہوئے ہزار ریشمی کمربند[4] ساتھ چھوڑے تھے۔ ملابس فرش آلات[5] کتب اور دیگر نوادر کی تو کچھ انتہا نہ تھی۔ واللہ اعلم

اسی ریدان کے نام سے جس کا اوپر ذکر ہوا محلہ ریدانیہ مشہور ہے جو باب الفتوح قاہرہ کے دروازہ کے باہر واقع ہے[6]

جب برجوان[7] مارا گیا تو حاکم نے وہ تمام اقتدار جو برجوان کو تھا سپہ سالار ابو عبد اللہ الحسین بن القائد جوہر کو دیدیا جس کا ذکر آیندہ اوس کے باپ کے بیان مین آئیگا۔ پھر اسی حاکم نے ریدان مذکور کو بھی اوائل ۳۹۳ھ (۱۰۰۲ء) مین قتل کرا دیا۔ اسی مسعود الصقلبی شمشیر بردار نے قتل کیا تھا۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

برجوان بفتح باے موحدہ وسکون راے مہملہ وجیم مفتوحہ و واو والف و نون۔ ریدان۔ بفتح راے مہملہ و سکون یاے تحتانیہ و دال مہملہ والف و نون صقلبی۔ بفتح صاد مہملہ وسکون قاف ولام و یاے موحدہ صقالبہ[8] قوم کی طرف منسوب ہے جس مین سے خدام و خواجہ سرا امرا کے یہان بہت لئے جایا کرتے ہین۔

(۱) استاد وہ شخص ہے جو کچھ علم و ہنر کسی کو سکھاتا ہے اوس زمانہ مین چونکہ خواجہ سرا امرا اور سردارون کے بچون کے اکثر استاد ہوا کرتے تھے یہ لقب اون کو دیا جاتا تھا۔

(۲) مگر مقریزی اس کے برخلاف کہتا ہے۔ کہ وہ گورے رنگ کا خواجہ سرا تھا۔

(۳) شہر دبیق فرما اور تنیس شہرون کے درمیان واقع تھا اور اس زمانہ مین کپڑون کے ساخت مین بہت مشہور تھا۔ از مراصد

(۴) تکہ عربی مین کمربند کو کہتے ہین۔

(۵) آلات سے یہان غالباً آلات موسیقی سے مراد ہوگی۔ کیونکہ مقریزی کہتا ہے کہ برجوان کو غنا و سرود کا بڑا شوق تھا۔

(۶) مقریزی کہتا ہے کہ ریدانیہ ایک باغ کا نام تھا۔

(۷) مسٹر دی ساسی نے خلیفہ حاکم کے حالات مین اس برجوان کے عروج و زوال کا خوب تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

(۸) صقالبہ وہ قوم ہے۔ جسے اہل یورپ اسکلیوونین کہتے ہین۔ Sclavonian

۱۱۰ ابو معاذ بشار بن برد بن یرجوخ مولائے قبیلہ عقیل

نابینا مشہور شاعر تھا۔ ابو الفرج اصفہانی صاحب کتاب اغانی نے اوس کے چھبیس[26] اجداد کے نام لکھے ہین جو سب عجمی ہین۔ طول کلام اور عجمیت کے سبب سے مین نے اونھین چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ ان مین کبھی کبھی تصحیف و تحریف بھی ہو جایا کرتی ہے۔ کسی نے اون کا ضبط نہین کیا ہے۔ اس لئے اطالت بلا فائدہ کی

مجھے حاجت نہین معلوم ہوئی۔ ابوالفرج نے اوس کے اور بھی بہت حالات لکھے ہین۔ یہ بصرہ کا رہنے والا تھا مگر بغداد مین وطن اختیار کر لیا تھا۔ مُرَعَّث اوس کا لقب تھا۔ اس کے آباؤ اجداد طخارستان کے رہنے والے تھے۔ مہلب بن ابی صُفرہ کے سپاہیون مین پکڑے آئے تھے۔ بعض کہتے ہین کہ بشار غلامی کی حالت مین پیدا ہوا تھا قبیلۂ عقیل کی ایک عورت نے آزاد کر دیا تھا۔ اسی سے اوسے عُقیلی کہتے ہین۔ اندھا پیدا ہوا تھا۔ انکھون کے حدقہ ابھرے اور سرخ گوشت سے ڈھکے ہوئے تھے۔ بدن کا بڑا تنومند و تناور مونھ پر چیچک کے داغ قد و قامت کا لمبا۔ اول درجہ کے محدثین اور شعرائے مجیدین مین سے تھا مشہور ہے کہ نسبت اوس نے شعر کہے ہین جو اس قبیل کے شعرون مین اپنا نظیر نہین رکھتے۔

اِذَا بَلَغَ الرَّایُ الْمَشُوْرَۃَ فَاسْتَعِنْ بِحَزْمِ نَصِیْحٍ اَوْ نَصِیْحَۃِ حَازِمٍ

جب کسی تجویز مین مشورہ کی حاجت پڑے تو کسی نصیحت کرنے والے کے حزم یا صاحب حزم کی نصیحت سے مدد لینا۔

وَلَا تَجْعَلِ الشُّوْرٰی عَلَیْکَ غَضَاضَۃً فَرِیْشُ الْخَوَافِیْ تَابِعٌ لِلْقَوَادِمِ

اپنے مشورہ سے تو ناخوش مت ہو۔ بڑے پرون کے پیچھے ہی چھوٹے پر بھی (اون کے تقویت کے لئے) بازو مین ہوا کرتے ہین۔

وَمَا خَیْرُ کَفٍّ اَمْسَکَ الْغُلُّ اُخْتَہَا وَمَا خَیْرُ سَیْفٍ لَمْ یُؤَیَّدْ بِقَائِمِ

اوس ہاتھ سے کیا خیر ہو سکتی ہے جسکا دوسرا زنجیر مین پھنسا ہو۔ اور کیا کام دیسکتی ہے جس کا قبضہ کچھ مدد نہ دیتا ہو۔

یہ بیت بھی اوسی کے ہے لوگون مین بہت مشہور ہے۔

هَلْ تَعْلَمِیْنَ وَرَاءَ الْحُبِّ مَنْزِلَۃً تُدْنِیْ اِلَیْکِ فَاِنَّ الْحُبَّ اَقْصَانِیْ

تجھے معلوم ہے۔ کیا اوس سے آگے اور بھی کوئی محبت کا درجہ باقی ہے کہ تیرے قربت کے لئے مجھے اوسکا طے کرنا بھی ضروری ہو۔ محبت نے مجھے تو اپنی انتہائی حد تک پہونچا دیا ہے۔

یہ بھی اوسی کے اشعار سے ہے جو مولدین کے اقوال مین سب سے زیادہ عمدہ ہے۔

اَنَا وَاللہِ اَشْتَہِیْ سِحْرَ عَیْنَیْکِ ــــــ وَاَخْشٰی مَصَارِعَ الْعُشَّاقِ

واللہ مجھے تیرے آنکھون کے سحر کا تو اشتیاق ہے مگر پھر بھی اون بتیا روسے خوف ہے جس سے اس قدر عشاق پچھاڑے گئے ہین

یہ بھی اوسی کے ہین

یَا قَوْمِ اُذْنِیْ لِبَعْضِ الْحَیِّ عَاشِقَۃٌ وَالْاُذْنُ تَعْشَقُ قَبْلَ الْعَیْنِ اَحْیَانًا

اے میرے لوگو۔ میرے کان اوس قبیلے کے ایک شخص پر فریفتہ ہو رہے ہین۔ کیونکہ کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ آنکھ سے قبل کان ہی دام محبت مین گرفتار ہو جاتے ہین۔

قَالُوا بِمَنْ لَا تَرَى تَهْذِي فَقُلْتُ لَهُمْ   الْأُذْنُ كَالْعَيْنِ تُوفِي الْقَلْبَ مَا كَانَا

لوگ کہتے ہین تو اوس کے حکم پر چلتا ہے جسے تو نے کبھی دیکھا ہی نہین تو مین اوس کے جواب مین کہتا ہون کہ کان بھی تو آنکھ کی طرح دل کو واقعات کی خبر دیا کرتے ہین۔

ان دونون بیتون مین سے اول بیت کا مضمون ابو حفص عمر معروف ابن شحنۂ موصلی نے اپنے ایک قصیدہ مین باندھا ہے جس کی ایک سو تیرہ بیتین ہین اور جس مین اوس نے سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کی مدح کی ہے۔ وہ شعر یہ ہے

وَإِنِّي امْرُؤٌ أَحْبَبْتُكُمْ لِمَكَارِمٍ   سَمِعْتُ بِهَا وَالْأُذْنُ كَالْعَيْنِ تَعْشَقُ

مین ایسا شخص ہون کہ تمہارے مکارم و خوبیاں سنکر تم سے محبت کرتا ہون۔ کیونکہ جیسے آنکھ کے دیکھنے سے عشق پیدا ہوتا ہے۔ اوسی طرح کان کے سننے سے بھی پیدا ہوا کرتا ہے۔

بشار کے شعر بہت کثرت سے لوگون مین مشہور ہین اس لئے ہم اسی پر اختصار کرتے ہین یہ امیر المومنین مہدی بن منصور کی مدح کیا کرتا تھا۔ مگر لوگون نے مہدی کے پاس اوس پر زندقہ[3] کا الزام لگایا۔ خلیفہ نے اوسے پٹنے کا حکم دیا۔ ستر کوڑے مارے گئے تھے کہ بطیحہ مین بصرہ کے قریب اس کے صدمہ سے مرگیا۔ اوس کا کوئی رشتہ دار اوٹھا کر وہان سے لے گیا۔ اور بصرہ مین جا کر دفن کر دیا۔ یہ واقعہ ۱۶۷ھ یا ۱۶۸ھ (۷۸۳ء) کا ہے۔ اسوقت اوس کی عمر نوے برس سے اوپر ہو گئی تھی۔ کہتے ہین کہ وہ خاک پر آگ کو فضیلت دیتا تھا۔ اور ابلیس[4] کی رائے کو کہ اوس نے آدم کے سجدہ سے انکار کیا اچھا بتاتا تھا۔ یہ شعر جس سے آتش کو فضیلت نکلتی ہے اوسی کا بتاتے ہین۔

الْأَرْضُ مُظْلِمَةٌ وَالنَّارُ مُشْرِقَةٌ   وَالنَّارُ مَعْبُودَةٌ مُذْ كَانَتِ النَّارُ

زمین سیاہ ہے اور آگ روشن ہے۔ آگ کی اوسی وقت سے عبادت کی جاتی ہے جب سے کہ وہ آگ ہوئی ہے۔

کہتے ہین کہ اوس کے مرنے کے بعد اوس کی کتابون کی تفتیش کیگئی۔ مگر کوئی شئے اوس مین ایسی نہ نکلی جس کا اوس پر الزام لگایا گیا تھا البتہ ایک تحریر مین اوس کی یہ لکھا ہوا تھا کہ مین نے آل سلیمان[5] بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کی ہجو کا ارادہ کیا تھا۔ مگر جب مجھے خیال آیا کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار ہین تو مین خاموش ہو گیا۔ اللہ ہی حقیقت حال خوب جانتا ہے۔ طبری نے اپنی تاریخ مین بیان کیا ہے کہ مہدی نے جو بشار کو قتل کیا۔ اوس کی وجہ یہ تھی کہ مہدی نے صالح بن داؤد یعقوب[6] بن داؤد اپنے وزیر کے بھائی کو جب ایک ولایت کا والی

مقرر کیا تو بشار نے اوس کی ہجو کی اور یعقوب کی نسبت یہ شعر لکہا۔

هُمُو حَمَلُوا فَوْقَ الْمَنَابِرِ صَالِحًا ۔۔۔ اَخَاكَ فَضَجَّتْ مِنْ اَخِيكَ الْمَنَابِرُ

انھون نے منبر (۱) پر تیرے بہائی صالح کو چڑہا دیا ہے۔ مگر تیرے بہائی سے منبر فریاد مچا رہے ہین۔

یعقوب کو جب اس ہجو کا حال معلوم ہوا تو مہدی کے پاس گیا او عرض کیا کہ بشار نے تیری ہجو کی ہے۔ پوچھا کیا ہجو کی ہے۔ کہا۔ امیرالمؤمنین مجھے معاف فرمائین تو بیان کرون سخت ناگوار کلمات کہے ہین۔ مہدی نے کہا اچھا کہو مین معاف کرتا ہون۔ کہا یہ شعر کہے ہین۔

خَلِيفَةٌ يَزْنِي بِعَمَّاتِهِ ۔۔۔ يَلْعَبُ بِالدَّبُّوقِ وَالصَّوْلَجَانِ

خلیفہ نیست کہ بعمات خود زنا میکند و بدبوق وچوگان بازی مشغول می ماند

اَبْدَلَنَا اللهُ بِهِ غَيْرَهُ ۔۔۔ وَدَسَّ مُوسَى فِي حِرِ الْخَيْزُرَانِ

اللہ تعالٰے در بدل او خلیفہ دیگر مارا عطا فرماید و موسیٰ (۸) را بشرم گاہ خیزران بپوشاند

مہدی نے اس پر بشار کو ڈہونڈوایا۔ یعقوب کو خوف ہوا کہ اگر بشار کہین خلیفہ کے روبرو ہوکر اوس کی مدح کردے اور خلیفہ معاف کردے تو بڑی مشکل پڑجائیگی اس لئے کسی اپنے آدمی کو بشار کی تلاش مین بہیجا اور بطیحہ (نالا) مین گرواکر مروا دیا۔ یرجوخ بفتح یاے تحتانیہ وسکون راے مہملہ وضم جیم و واو و خاے معجمہ عقیلی بضم عین مہملہ وفتح قاف وسکون یاے تحتانیہ ولام عقیل بن کعب کی طرف منسوب ہے جو ایک بڑا قبیلہ ہے مُرَعَّث بضم میم وفتح راے مہملہ وتشدید عین مہملہ مفتوح وثاے مثلثہ اوس شخص کو کہتے ہین جس کے کان مین رعاث ہو۔ رعاث کے معنی بندے کے ہین اوس کا واحد رعثہ بمعنی بندہ۔ لڑکپن مین اوس کے کان مین بندہ پڑا رہتا تہا۔ اسی سے اوس کا لقب مرعث ہوگیا تہا۔ مرغ کا رعثات اون پرون کو کہتے ہین جو اوس کی چونچ کے نیچے لٹکتے ہوتے ہین۔ رعث استرسال (لٹکنے) اور تساقط (گر پڑنے) کو کہتے ہین۔ گویا بندہ کا نام اسی معنی سے مشتق ہے۔ اوس کے لقب کی نسبت اور بہی لوگون نے توجیہین بیان کی ہین مگر یہی سب سے اصح ہے۔ طخارستان بضم طاے مہملہ وفتح خاے معجمہ والف وراے مہملہ وسین مہملہ وتاے فوقانیہ والف ونون ایک بڑا علاقہ ہے دریاے بلخ کے پار جسے جیحون (۹) بہی کہتے ہین۔ اوس مین بہت شہر ہین اور وہان بہت کثرت سے علما ہوگزرے ہین۔

(۱) دیکہو تذکرہ ۲۵ ۷ (۲) مولدون کے لئے دیکہو تذکرہ ۹۱ نوٹ ۱۰

(۳) زندیق مجوسیون کے مذہب کی کتاب ہے جسے زردشت نے بنایا تہا۔ اور جس کی رو سے آتش پرست اور مذہب

ثنویہ کی بنیاد پڑی ہے۔ اس کے پیرووں کو زندی کہتے ہین۔ عربی مین اوسے معرب کرلیا۔ اور اول اوس مذہب کو زندقہ سے
تعبیر کرنے لگے۔ لیکن بعد مین اوس کے معنے اور بھی بڑھ گئے ہین۔

(۴) سورۂ اعراف کے آیت میں ہے قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ
مِنْ طِينٍ (اللہ تعالی نے ابلیس سے پوچھا کہ جب ہم نے تجکو حکم دیا۔ تو آدم کے آگے جھکنے سے تجکو کون چیز مانع ہوئی۔ وہ بولا اس سے
بہتر ہون۔ کیونکہ مجکو تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اوس کو خاک سے۔

(۵) سلیمان بن علی العباس خلیفہ سفاح کا چچا تھا جس نے اوسے ۱۳۳ھ میں بصرہ اور اوس کے قرب وجوار کا والی مقرر کیا تھا
اوس نے ۱۴۲ھ مین وفات پائی ہے۔

(۶) ابو عبید اللہ بن یعقوب بن ابی داؤد ایک مولی کا بیٹا تھا۔ اوس کے بھائی اور باپ نصر بن سیار امیر خراسان کے ملازم تھے۔ اور اوسکو خلیفہ مہدی
نے اپنا وزیر بنالیا تھا۔ مگر بعد مین مہدی نے اسی مطبق مین بھیجدیا تھا اس کے پاس سے ایک شاہی قیدی بھاگ گیا تھا جسے مہدی نے
اس کی نگرانی مین دیا تھا۔ لیکن رشید کے تخت نشینی پر اسی خلاصی مل گئی اور یہ مکہ چلا گیا تھا۔ اور وہین اوسکا ۱۸۶ھ و ۱۸۷ھ
مین انتقال ہوگیا۔ بعض کے زمانہ مین اوس کی بینائی جاتی رہی تھی (از تاریخ فخر الدین)

(۷) صوبون کے والیون کو منبر پر خطبہ کہنے کا بادشاہ کے طرف سے اختیار ہوتا تھا۔

(۸) موسی مہدی کا بیٹا اور خیزران اوس کی بی بی تھی۔

(۹) متن مین علی جیحون لکہا ہے۔ مگر دُمُوجیحون ہونا چاہئے۔ کیونکہ جہان سے یہ فقرہ لیا گیا ہے۔ کتاب لباب ابن اثیر مین
اسی طرح ہے۔ دیکھو تقویم البلدان ابو الفداء۔

۱۱۱ ابو نصر بشر بن الحارث بن عبد الرحمن بن عطا بن ہلال بن ماہان بن عبد اللہ مروزی معروف بالحافی

رجال طریقت[۱] سے تھا۔ رضی اللہ عنہم۔ عبد اللہ کا نام بعبور[۲] تھا۔ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ
پر مسلمان ہوا تھا۔ بشر الحافی کبار صالحین اور اتقیاے متورعین سے تھا۔ اصل مین وہ مرو کے قریب ایک قریہ مابرسام[۳] کا
باشندہ تھا۔ مگر بغداد مین سکونت اختیار کرلی تھی۔ اس کے آبا واجداد رؤسا اور کتاب سے تھے۔ اوس کی توبہ کا حال
یون بیان کرتے ہین۔ کہ کہین راستہ مین ایک ورق کاغذ کا پڑا تھا۔ اوس پر اللہ تعالی کا نام لکھا تھا جو راستہ مین پیرون کے

نیچے نکل گیا تھا۔ بشر نے اوسے اوٹھالیا۔ اور کچھ درہم اس کے پاس تھے۔ اوس کا غالیہ(۵) مول لیا۔ ورق کو لگایا اور دیوار کی ایک درز مین رکھدیا۔ رات کو خواب مین دیکھتا ہے کہ کوئی کہ رہا ہے۔ اے بشر تو نے میرے نام کو خوشبو لگائی۔ مین دنیا و آخرت مین تیرے نام کو مہکا دونگا۔ جب وہ بیدار ہوا تو توبہ کی اور خدا کی طرف متوجہ ہوگیا۔ ایک حکایت یہ بھی بیان کرتے ہین کہ بشر ایک مرتبہ معافی(۶) بن عمران کے دروازہ پر آیا۔ اور زنجیر(۷) کھٹکھٹائی۔ اندر سے پوچھا کون ہے کہا بشر الحافی (یعنی برہنہ پا) اوس لڑکی نے کہا۔ اگر تو چھ دانق(۸) کے مول لے لیتا تو حافی کا نام تجھ سے جاتا رہتا۔ حافی اوس کا نام اس لئے ہوگیا تھا کہ ایک موچی کے پاس آیا۔ اور ایک جوتی کا تسمہ مانگنے لگا جو ٹوٹ گیا تھا۔ موچی نے کہا تم لوگون کو بہت تکلیف دیتے ہو۔ بشر نے ہاتھ کی جوتی ہاتھ سے اور پانون کی جوتی پیر سے نکالکر پھینک دی اور قسم کھائی کہ اب جوتا کبھی نہ پہنونگا۔

ایک مرتبہ بشر سے کسی نے پوچھا کہ روٹی کس چیز سے کھایا کرتا ہے۔ کہا مین عاقبت اور آرام کو یاد کرتا ہون اور اسیکو سالن بناکر کھاتا ہون۔ وہ دعا مانگا کرتا تھا۔ اے اللہ اگر تو نے دنیا مین میری شہرت اس لئے کی ہے کہ آخرت مین میری فضیحت کرے۔ تو میری شہرت و نیکنامی و دنیا کی مجھ سے چھین لے۔ یہ بھی اوسی کا کلام ہے کہ دنیا مین عالم کی عقوبت یہی ہے کہ اوس کے قلب کی بینائی جاتی رہے۔ یہ بھی وہ کہا کرتا تھا جو شخص دنیا کو طلب کرتا ہے اوسے ذلت کے لئے سر جھکا کر چلنا چاہئے۔ ایک شخص اوسکا قول بیان کرتا ہے کہ وہ اہل حدیث سے کہا کرتا تھا۔ تم حدیث کی زکوۃ دیا کرو۔ پوچھا کہ اوسکی زکوۃ کیا ہے(۹)۔ کہا جس قدر حدیثین تمہین آتی ہین ہر سو حدیثون مین سے پانچ پر عمل کیا کرو۔ سری السقطی وغیرہ بہت صالحین اوس سے روایت کرتے ہین۔ رضی اللہ عنہم۔

۱۵۰ھ (۷۶۷ء) مین پیدا ہوا۔ اور ماہ ربیع الآخر ۲۲۶ھ (۸۴۱ء) یا ۲۲۷ھ مین یا بروز چہارشنبہ ۱۴ محرم یا رمضان مین شہر بغداد مین یا بمقام مرو وفات پائی (رحمہ اللہ تعالی)

بشر کی تین بہنین تھین جن کے نام تھے۔ مضغہ۔ مخہ۔ زبدہ۔ یہ بھی سب کی سب بڑی زاہدہ عابدہ متورعہ تھین۔ مضغہ بڑی تھی۔ اپنے بھائی بشر سے پہلے ہی مرگئی تھی۔ بھائی کو اوس کی موت سے کمال رنج ہوا۔ اور بہت رویا۔ کسی نے کہا اس قدر رنج والم کیون۔ کہا مین نے ایک کتاب مین پڑھا ہے۔ جب بندہ اپنے رب کی خدمت مین کوئی تقصیر کرتا ہے تو وہ اوس کا انیس چھین لیتا ہے۔ یہ مضغہ میری بہن دنیا مین میری انیس تھی۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل کہتا ہے ایک عورت ایک مرتبہ میرے باپ پاس آئی۔ اور پوچھا ابو عبداللہ مین ایک عورت ہون رات مین چراغ کی روشنی مین کاتا کرتی ہون۔ اور جب کبھی چراغ گل ہوجاتا ہے تو چاندکی روشنی مین کاتتی رہتی

ہون ۔ تو کیا مجھے چراغ کے کاتے اور چاند کے کاتے ہوے مین فرق کرنا چاہئے۔[10]

میرے والد نے کہا اگر تیرے نزدیک ان دونون مین فرق ہے تو تجھے ان مین بے شک تمیز کرنا چاہئے ۔ پھر پوچھا ابو عبد اللہ مریض کا کراہنا کیا خدا تعالیٰ کا شکوی ہوتا ہے ۔ کہا مجھے اُمید ہے کہ ایسا نہین ہے ۔ بلکہ وہ اللہ تعالےٰ کے روبرو اپنے دکھ درد کا اظہار ہے ۔ پھر وہ لوٹ گئی ۔ عبد اللہ کہتا ہے پھر مجھ سے میرے باپ نے کہا ۔ بیٹا مین نے کبھی کوئی آدمی ایسی باتین پوچھتے نہین دیکھا ۔ جا دیکھ کہ یہ عورت کس جگہ جاتی ہے اور کون ہے ۔ عبد اللہ کہتا ہے ۔ مین پیچھے پیچھے گیا ۔ تو دیکھا کہ وہ بشر الحافی کے گھر مین گھس گئی ۔ معلوم ہوا کہ وہ بشر کی بہن تھی ۔ مین باپ پاس آیا ۔ اور اوس سے بیان کر دیا ۔ کہ وہ بشر کی بہن تھی ۔ باپ نے کہا ۔ واللہ یہ صحیح ہے ۔ بشر کی بہن کے سوا اس کا اور کوئی ہونا محال تھا ۔

عبد اللہ سے ایک روایت اس طرح بھی آئی ہے کہ مخہ بشر الحافی کی بہن میرے باپ پاس آئی اور کہنے لگی ۔ ابو عبد اللہ میرا راس المال دو دانق ہین ۔ اون سے مین روئی خریدتی اور کاتکر بیچتی ہون ۔ اور نصف درہم[11] مجھے قیمت ملجاتی ہے ۔ اوس مین سے ایک دانق مین ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک خرچ کرتی ہون ایک مرتبہ شب کی گشت کرنے والے چوکیدار[1] آئے اون کے ساتھ مشعل بھی تھی ۔ مشعل کی روشنی مین مین نے غنیمت سمجھی ۔ اور اوس مین دو پونیان کات لین ۔ بعد مین مجھے خیال آیا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اوسی روشنی مین جو مین نے کات لیا اور جو میرا مال نہ تھا کہین مجھ سے مطالبہ[12] تو نہ کرے اوسوقت سے مجھے بڑی فکر ہے ۔ اس سے مجھے مخلصی کی کوئی تدبیر بتا ۔ اللہ تعالےٰ آپ کو نجات دے ۔ باپ نے کہا کہ تو اپنے دو دانق بھی خدا کی راہ مین خرچ کر دے ۔ اس کے بعد تو بلا راس المال کے اوس وقت تک صبر کر جب تک کہ خدا تعالےٰ کوئی بہتر معاوضہ نہ دے ۔ عبد اللہ کہتا ہے مین نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ نے اوس سے یہ کہدیا کہ اپنا راس المال خرچ کر دے ۔ کہا بیٹا ۔ اوس کے سوال کے حل کرنے کی بجز اس کی اور کوئی صورت ہی نہ تھی ۔ یہ کون عورت ہے ۔ مین نے کہا مخہ بشر الحافی کی بہن ہے ۔ کہا مین نے یہی سمجھکر اوسکو اس طرح کا جواب دیا تھا ۔ بشر الحافی کہا کرتا تھا مین نے تورع اپنی بہن سے سیکھا ہے وہ اس امر کی کوشش مین رہتی تھی کہ وہ چیز نہ کھائے جسمین کسی مخلوق کی صنعت کو دخل ہو

---

(۱) رجال طریقت (مردان راہ) یہ لقب بڑے بڑے اکابر صوفیہ کو دیا جاتا ہے اس سے مراد وہ لوگ ہین جو زہد و تقوی کے طریق پر چلتے ہین اور بجز اوس طریق کے جو اونھین خدا تک پہونچا دے اور کسی طرف نگاہ نہین اوٹھاتے اور اسی واسطے لفظ طریقت کے معنے ہی تعلیم علوم روحانی کے ہوگئے ہین ۔ جو صوفیون کے نزدیک ریاضت باطنی کے دوام عمل سے حاصل ہوتی ہے ۔

(۲) اکثر عربون کے سوا دوسرے نومسلمون کے نام جب وہ مسلمان ہوجاتے تو بدل کر مسلمانون کے سے رکھدیے جاتے تھے ۔ کیونکہ عربون کے سوا اور قومون کے نامون سے اکثر شرک کی بو آتی ہے ۔ بنبورد (؟) ایک بت کے نام اور پود (بیٹے) سے مرکب ہے ۔

(۳) چونکہ اکابر صوفیہ کے نزدیک تصوف مین سب سے بڑا درجہ حضرت علی کا ہے۔ اس سبب سے عبداللہ کا اون کے ہاتھہ پر مسلمان ہونا عزت کا سبب ہے۔ ورنہ مسلمان ہونے کے لئے کسی کے ہاتھہ کی ضرورت نہین ہے۔

(۴) مراصد مین اس کا تلفظ بارسام لکہا ہوا ہے۔ یعنی بجاے تاے فوقانیہ کے باے موحدہ ہے۔

(۵) غالیہ (جوش کہائی ہوئی) ایک مرکب خوشبو ہے جو مشک عنبر کافور روغن بان کو جوش دیکر بناتے ہین۔ کہتے ہین عبداللہ بن جعفر ایک مرتبہ حضرت معاویہ کے پاس گئے۔ اونہون نے ان کے کپڑون کی خوشبو پاکر پوچہا عبداللہ کیسی خوشبو ہے۔ عبداللہ نے کہا کہ یہ مشک عنبر اور روغن بان کو ملاکر بنائی ہے۔ حضرت معاویہ نے کہا کہ یہ بڑے غالیہ مینی بڑی گران قیمت ہے۔ اس سے اسکا نام پڑگیا۔

یہان جو بات حضرت معاویہ نے کہی اوس سے یہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ ایسے گران قیمت شئے کا استعمال اونہون نے پسند نہ کیا اور اسکو اسراف سمجہا تہا جو درحقیقت عبداللہ بن جعفر پر اعتراض تہا اور اس سے حضرت معاویہ کے چال چلن کی اصلی خوبی ٹپکتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ گو وہ ایک عظیم الشان سلطنت کے مالک تہے۔ تاہم بدویت کے سادہ زندگانی کا لطف اونہین فراموش نہین ہوا تہا

(۶) ابو مسعود مُعافی ابن عِمران قبیلہ ازد سے اور مُوصل کا رہنے والا تہا۔ حدیث بہت علما سے سیکہے اور فقہ سفیان الثوری سے پڑہے تہے۔ علم راست بازی سخاوت اور زہد و تقوی مین مشہور تہا۔ ۱۸۴ھ (۸۰۰ء) مین اوسکا انتقال ہوا ہے۔ منقول از نجوم الزاہرہ

(۷) مین نے حلقہ کے معنی یہان زنجیر کے لئے ہین۔

(۸) دانق دانگ کا معرب ہے اور ایک نہایت چہوٹا چاندی کا سکہ تہا۔ جو درہم کا چھٹا حصہ نقدی اور وزن مین شمار ہوتا تہا۔ مگر مسلمانون کا دانق ۲½ خرنوب کا تہا۔ اور یونانی دانق دو خرنوب کا تہا اسلامی درہم ۱۶ خرنوب کا اور یونانی درہم ۱۲ خرنوب کا ہوتا تہا خرنوب خیار شنبر کو کہتے ہین۔

(۹) زکوۃ واجب ہے چالیسوان حصہ یا ڈہائی فیصدی مویشی سونے چاندی نباتاتی پیداوار اور مال تجارت پر سال مین ایک مرتبہ باختلاف اقوال المجتہدین۔ جس کی مقدار دسوین پانچ ہوتے ہے۔

(۱۰) چاندکی روشنی مین جب کاتا گیا تو خرچ کم ہوا۔ اور چراغ کا تیل بچ گیا جس سے اوسے اپنے پیشہ مین زیادہ نفع ہوا۔ اس سبب اوسے یہ خیال پیدا ہوا کہ آیا مجہے زکوۃ کچھ زیادہ دینا چاہئے۔ یہ حکایت اوس بی بی کے بے انتہا زہد تقوی کے ایک مثال ہے یہ عورتین گو بظاہر انسان تہین مگر فی الواقع ان کے دل فرشتون سے بہی بہتر تہے۔

(۱۱) دیکہو نوٹ ۸۔

(۱۲) مشعل اوس بی بی کے نہ تہے اوس نے خیال کیا کہ اس روشنی کے استعمال کا مجہے حق نہین ہے اور جو کچھ اوس روشنی مین اوس نے پیدا کیا وہ حلال کی کمائی نہین ہو سکتی ہے۔ بلکہ وہ غصب کا مال ہے۔

۱۱۲ ابوعبدالرحمن بشر بن غیاث بن ابی کریمۃ المریسی

حنفی مذہب کا فقیہ اور متکلم اور حضرت زید[1] بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے موالی سے ہے۔ فقہ تو قاضی ابو یوسف حنفی سے پڑہی تھی۔ مگر کلام کی طرف بڑی توجہ تھی۔ سب کے برخلاف کہتا تھا کہ قرآن[2] مخلوق ہے (ازلی نہین) اس باب مین اوسکے اقوال شنیعہ بہت آئے ہین۔ مرجئین[3] کے فرقہ سے تھا۔ مرجئہ فرقہ مین طائفہ مریسیہ اوسی کی طرف منسوب ہے۔ وہ کہتا تھا کہ شمس و قمر کو سجدہ کرنا کفر نہین۔ البتہ کفر کی علامت ہے۔ امام شافعیؒ سے مناظرہ کیا کرتا تھا نحو اوسے نہین آتا تھا۔ اس لئے اوس سے زبا ندانی مین فاحش غلطیان ہوا کرتی تھین۔ حدیث کی روایت حماد[4] بن سلمہ۔ سفیان بن عیینہ۔ ابو یوسف قاضی وغیرہ سے کیا کرتا تھا۔ رحمہم اللہ تعالی۔ کہتے ہین کہ اوس کا باپ یہودی تہا اور کوفہ مین رنگریز[5] کا کام کرتا تھا۔ ماہ ذی الحجہ ۲۱۸ھ (۸۳۳ء) یا ۲۱۹ھ مین بمقام بغداد مرا ہے۔ مَرِیسی بفتح میم وکسر رائے مہملہ و سکون یائے تحتانیہ و سین مہملہ مریس کی طرف منسوب ہے جو مصر مین ایک قریہ ہے۔ یہ بات ابو سعد نے اپنی کتاب التحف والطرف (مضامین چیدہ و نوادر) مین لکھی ہے مگر مصر والے مجھ سے کہتے تھے کہ سودان (حبشی) جو بلاد نوبہ اور اسوان کے درمیان دیار مصر مین رہتے ہین۔ مریس اون کی ایک جنس ہے غالباً نوبہ والون مین سے وہ ہونگے۔ اونکا ملک اسوان کے متصل ہے یہان موسم سرما مین ایکسرد ہوا جنوب کی جانب سے چلا کرتی ہے۔ اوسے باد مریسی کہتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ وہ اسی طرف سے آتی ہے۔ واللہ اعلم۔ پھر مین نے ایک ایسے شخص کے قلم کا لکھا ہوا دیکھا جو اس فن[6] مین کامل تھا۔ اوس نے لکھا ہے کہ بشر مذکور بغداد کے دَرْبُ المریس (محلہ مریس) مین رہا کرتا تھا۔ اسی سے اوسے مریسی کہتے ہین۔ وہ کہتا ہے کہ یہ درب الحجاج اور البزازین ندیون کے درمیان واقع ہے۔ مگر میرے نزدیک مریس بغداد مین اوس تیلی روٹی کو کہتے ہین جس کا گھی اور کھجور مین ملیدہ کیا جائے اور جس مین مصر والے بجائے کھجور کے شہد ملایا کرتے ہین۔ اسی کو بسیسہ (ملیدہ) بھی کہتے ہین

---

(۱) ابو عمر زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ رسول مقبول کے صحابہ مین سے تھے اور حضرت عمر بن الخطاب خلیفہ ثانی کے بڑے بھائی اور اون سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ رسول اللہ کے ساتھ جنگ بدر مین شریک تھے۔ ۱۲ھ مین حضرت ابو بکر نے لشکر دیکر اونہین مسیلمہ کذاب کے مقابلہ کو بہیجا تھا جہان وہ بڑی بہادری کے ساتھ شہید ہوئے۔ ان کی شہادت سے حضرت عمر کو بہت بڑا رنج ہوا تھا۔ ماخوذ از سیر السلف ایامی۔ اس کی تفصیل تاریخ طبری مین دیکھنا چاہئے۔

(۲) اہل اسلام مین خلق قرآن کے جو علما قائل ہوتے تھے وہ مبتدعین مین شمار ہوتے تھے۔ دیکھو تذکرہ ۱۹ نوٹ ۲۔ بلکہ اگر سچ پوچھو تو جو لوگ علم وکمال مین نامور ہوئے ہین اور جنہون نے اسلام کو فلسفہ سے مطابق کرنا چاہا ہے وہ تقریباً سب کے سب بدعتی

مشہور ہوے ہین۔ کیونکہ جب اہل علم نے فلسفہ اور باریک نظری سے اسلام کے تائید مین کام لیا تو جہال نے اونہین ضلالت و بدعت کا عیب لگانے بغیر کبھی نہ چھوڑا۔ اس وقت دوسرے عالم جو جہال مین اپنی نمود چاہتے تھے اون کے مقابلہ پر جہال کی تائید کو کھڑے ہو جاتے اور نیک نامی و شہرت کا فائدہ اوٹھاتے تھے۔ اگرچہ اس سے اسلام کو فائدہ بھی پہونچتا تھا۔ مگر جو نقصان ہوتا وہ بدرجہا اس سے زیادہ ہوتا تھا۔ اس سے سلطنت کے جھگڑے اور خانہ جنگیان اسقدر کثرت سے ہوئین کہ حکومت اسلامیہ کو فن حکمرانی مین ترقی کرنے کا موقع ہاتھ نہین آیا۔

(۳) مرجئین مسلمانون مین وہ گروہ ہے جو کلمۂ شہادت کو مقدم سمجھتے ہین اور عمل کو موخر جانتے ہین۔ وہ کہتے ہین کہ ایمان کے ساتھ معصیت سے کچھ ضرر نہین ہوتا جس طرح کفر کے ساتھ طاعت کچھ فائدہ نہین بخشتی۔

(۴) ابو سلمہ حماد بن سلمہ بنی تمیم کے ایک مولی کے نسل سے اور حماد الطویل کے بہن کا بیٹا تھا۔ دیکھو تذکرہ ۸۰ نوٹ ۱۔ وہ علم و زہد اور ورع کے لحاظ سے مشہور تہا۔ حدیث مین اوسکو بہت بڑا ثقہ مانتے تھے۔ بصرہ مین پیدا ہوا ۱۶۸ھ (۷۸۴ء) مین وفات پائی۔ از النجوم الزاہرہ۔

(۵) میرے عربی نسخہ مین یہان صَبّاغ لکھا ہے۔ مگر بعض، دوسرے نسخون مین صَوّاغ (ستار) بھی آیا ہے۔

(۶) یعنی اس فن سیر مین کامل تھا۔

۱۳۔ قاضی ابو بکر بکار بن قتیبہ بن ابی بروعہ بن عبید اللہ بن بشیر بن عبید اللہ بن ابی بکرہ نفیع بن الحارث بن کلدۃ الثقفی۔

حنفی مذہب تھا اوس کا دادا حارث بن کلدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی تہا یہ بکار مصر مین ۲۴۸ھ (۸۶۲ء) یا ۲۴۹ھ مین قاضی ہوا۔ بعض کہتے ہین کہ متوکل خلیفہ کی طرف سے بروز جمعہ ۸۔ جمادی الاخری ۲۴۶ھ کو قضا کا متولی ہو کر مصر مین آیا تھا۔ اوس کی حسن سیرت سب جگہ مشہور ہے۔ احمد بن طولون صاحب مصر کے ساتھ جو حالات گزرے ہین وہ تاریخون مین لکھے ہوے ہین۔ ابن طولون اوسے ہر سال وظیفہ مقررہ کے سوا ہزار دینار دیا کرتا تھا۔ قاضی بکار اونہین تھیلی مین بغیر مہر توڑے رکھ چھوڑتا اور خرچ نہ کرتا تھا جب ابن طولون نے اوسے بولایا کہ موفق بن متوکل کی بیعت ولی عہدی کو جو معتضد کا باپ تھا فسخ کرے۔ تو اوس نے انکار کیا۔ یہ قصہ خوب مشہور ہے۔ اس پر ابن طولون نے بکار کو قید کر دیا۔ اور جو روپیہ ہر سال دیا کرتا تھا اوس سے طلب کیا۔ قاضی نے مہر کیا کرایا اوسے بھجوا دیا۔

اٹھارہ توڑے تھے جب یہ دینار واپس پہونچے تو ابن طولون شرمندہ ہوگیا۔ اوسکا خیال تھا کہ قاضی نے خرچ کرڈالے ہونگے واپس نہ کرسکیگا۔ اسی لیے طلب کئے تھے جب ابن طولون نے اوسے قید کیا تو حکم دیا کہ قضا کا کام محمد بن[2] شاذان جوہری کے حوالہ کردے۔ چنانچہ اوس نے ایسا ہی کیا اور اوسے اپنا خلیفہ اور قائم مقام کردیا۔ کئی سال قید مین رہا۔ ابن طولون اوسے بارہا لوگون کے روبرو لایا کرتا تھا۔ قاضی قید خانہ کے ایک طاق مین سے طلبہ کو حدیث پڑہایا کرتا تھا۔ ارباب حدیث نے ابن طولون سے شکایت کی تھی کہ بکار سے جو حدیث ہم پڑہتے تھے اوس کے قید مین ہونے سے ہم اوس سے محروم ہوگئے ہین حدیث پڑہانے کی اجازت اوسے دیدیجے۔ اس واسطے والی مصر نے اجازت دیدی تھی جیسا ہم نے ذکر کیا۔ اور وہ حدیث پڑہایا کرتا تھا۔ قاضی بکار اون لوگون مین سے تھا جو کتاب اللہ عزوجل کی تلاوت کے وقت[3] رویا کرتے ہین جب وہ کسی فیصلہ سے فارغ ہوتا تو تخلیہ مین جاتا۔ اور جتنے واقعات مقدمہ کے ہوتے اور جو کچھ اوس نے حکم دیا ہوتا اوسے یاد کرکے روتا اور اپنے نفس سے کہتا کہ بکار تیرے روبرو فلان شخص مین فلان مقدمہ لاتے اور فلان فلان مدعی مدعی علیہ فلان جھگڑا لائے اور تونے اوس مین فلان حکم دیا۔ بھلا یہ تو بتا کہ کل[4] کو تو فلان بات کا کیا جواب دیگا۔ اور جب فریقین مین سے کسی کو قسم دینے کا ارادہ کرتا تو اکثر اون کو نصیحت کرتا اور یہ آیت پڑھا کرتا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَاَیْمَانِھِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِکَ لَاخَلَاقَ فِی الْاٰخِرَۃِ وَلَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۔

وہ اپنے امینون کی ہمیشہ جانچ پرتال کرتا۔ اور ہروقت اہل شہادت سے سوال کیا کرتا تھا۔

بصرہ مین ۱۸۲؁ھ (۷۹۸؁ء) مین پیدا ہوا۔ اور بحالت عہدہ قضا قید خانہ مین ہی بروز پنجشنبہ ۶۔ ذی الحجہ ۲۷۰؁ھ (جون ۸۸۴؁ء) مین شہر مصر مین مرا۔ اوس کے بعد تین سال تک مصر مین کوئی قاضی نہین رہا۔ اوس کی قبر شریف[8] ابن طباطبا کی قبر کے پاس ہے اور مشہور ہے۔ اور مصلائے[9] بنی مسکین کے متصل راستہ کے کنارہ کوم کے نیچے واقع ہے لوگون مین مشہور ہے کہ اوس کی قبر کے پاس دعا قبول ہوا کرتی ہے۔ بعض نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ ۲۴۶؁ھ مین قاضی ہوا تھا یہی صحیح ہے مگر بعض نے ۲۴۵؁ھ بھی بتائے ہین رحمہ اللہ تعالے۔

---

(۱) نفیع بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا صحابی تھا۔ اور جنگ طائف مین قلعہ پر سے ایک کنوین کے گھرنے کے ذریعہ سے لٹک آیا تھا۔ رسالتمآب نے اوسے ابوبکرہ کا لقب عنایت فرمایا تھا۔ بکرہ کے معنے کنوئین کی گھرنے کے ہین۔

(۲) ابوبکر محمد بن زکریا بن شاذان الجوہری بہت بڑا نامور محدث تھا۔ ۲۸۲؁ھ (۸۹۵؁ء) مین انتقال کیا۔ ایک روایت مین ۲۸۳؁ھ بھی آئی ہین۔ مرتے وقت اوس کی عمر ۷۰ برس کی تھی۔ ماخوذ از تاریخ قضاۃ مصر مصنفہ ابن حجر العسقلانی۔

(۳) جو اللہ کے نیک بندے اور خدا سے ڈرنے والے ہین وہ قرآن کے پڑہتے وقت اپنے گناہون کے عذاب کو دیکھکر رویا کرتے

اورخدا سے اپنی مغفرت کے طلبگار رہتے ہین۔ یہ ایک بہت بڑی عبادت ہے۔ اس وقت انسان کو بڑا اخلوص ہوتا ہے جو اور وقت نہین ہوا کرتا۔

(۴) کل سے مراد یہان فردائے قیامت ہے۔

(۵) فقہ اسلامیہ مین قسم پر بھی بعض مقدمات کا تصفیہ ہوجاتا ہے۔ مثلاً جب کوئی مدعی مقدمہ دیوانی مین اپنے ثبوت کے لئے شہادت نہ پیش کرسکے تو مدعا علیہ سے اوس کے انکار کی تائید مین قسم لے سکتا ہے۔ مگر مقدمات فوجداری مین قسم مقبول نہین ہوا کرتی

(۶) ترجمہ جو لوگ اپنے عہد کے بدلے جو خدا سے کیا تھا۔ اور نیز اپنے قسمون کے بدلہ بے حقیقت دنیاوی معاوضہ لے لیتے ہین اور قول و قسم کا پاس نہین کرتے یہی لوگ ہین جن کو آخرت مین کچھ بہرہ نہین۔ اور قیامت کے دن خدا اون سے بات بھی نہین کریگا۔ اور نہ اون کے طرف نظر بھر کر دیکھیگا۔ اور نہ اون کو گناہون کے گندگی سے پاک کریگا۔ اور اون کے لئے عذاب دردناک ہے۔ سورہ آل عمران آیت ۷۷۔

(۷) امین کے معنی ہین امانت دار یہان وہ عہدہ دار دفتر قضا کے مراد ہین جو دفتر کے کاغذات کے ذمہ دار ہوتے تھے اور رشوت کے دباؤ سے مقدمہ پر اثر پہونچا سکتے تھے۔ اور بارہا قاضی کو تحقیقات مین مدد دیتے اور تمام دفتر ان کے سپرد ہوتا تھا

(۸) دیکھو تذکرہ ۵۲ (۹) یہ مصلے غالباً قرافہ صغریٰ مین تھا۔

۱۱ سنہ ابو بکر بن عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم قرشی مخزومی۔

مدینہ کے فقہائے سبعہ مین سے تھا۔ اس کی کنیت ہی اس کا نام ہے[۱]۔ مورخین کی یہ عادت ہے کہ کنیت مین جو لفظ مضاف الیہ ہوا کرتا ہے اوس کے حرف اول کے موافق اوس کا نام ترتیب مین لکھا کرتے ہین۔ یہان مضاف الیہ بکر ہے اس لئے مین نے بھی حرف با مین اوسکا نام لکھا ہے۔ بعض مورخین کا یہ بھی قاعدہ ہے کہ کنیتون کے واسطے ایک جداگانہ باب مقرر کیا کرتے ہین۔

ابو بکر مذکور سادات تابعین[۲] سے تھا۔ اور قریش کا راہب کہلاتا تھا اس کا باپ حارث ابوجہل بن ہشام کا بھائی اور اجلّ صحابہ رضی اللہ عنہم سے تھا۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت مین پیدا ہوا۔ اور سنہ ۹۴ھ (۷۱۲ء) مین وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالےٰ۔ یہ سنہ فقہا کا سنہ کہلاتا ہے۔ کیونکہ اس سنہ مین ان

فقہامین سے کئی لوگ مرے ہین یہ ساتون فقہا مدینہ مین تھے۔ اور سب ایک ہی زمانہ مین تھے۔ انہین سے دنیا مین علم اور فتوے منتشر ہوا۔ ان مین سے ہرایک کا ذکر بترتیب حروف اپنے اپنے موقع پر آئیگا۔ اور ہم جہان اونکا ذکر کرینگے اس امر کے طرف اشارہ کرینگے۔ انشاء اللہ تعالی بعض علما نے اون کے نام دو بیتون مین جمع کردیے ہین وہ یہ ہین۔

اَلَا کُلُّ مَن لَا یَقتَدِی بِاَئِمَّۃٍ　　فَقِسمَتُہُ ضِیزٰی عَنِ الحَقِّ خَارِجَۃٌ

یاد رکھو جو شخص کسی امام کی اقتدا نہین کرتا۔ قسمت اوس کی اچھی نہین حق اوس کا (پورا پورا قیامت کے دن) نہ ملیگا

فَخُذْھُم عُبَیدُ اللہِ عُروَۃُ قَاسِمٌ　　سَعِیدٌ سُلَیمَانُ اَبُوبَکرٍ خَارِجَۃ

اون کے نام یاد کرلو۔ عبید اللہ۔ عروہ۔ قاسم۔ سعید۔ سلیمان۔ ابوبکر۔ خارجہ ہین

اگر ہمارے زمانہ کے فقہا کو انکی معرفت کی بحث حاجت نہوتی تو مین اونکا ذکر نہ کرتا کیونکہ اس مختصر کتاب مین ایسے مشہور اکابر کی ضرورت نہین ہے انھین فقہاے سبعہ (ہفتگانہ) اس لئے کہتے ہین اور اس سبب سے اون کا یہ نام خاص کر رکہا ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم کے بعد فتوے کا کام ان پر آپڑا تھا۔ اور اس مین یہ لوگ مشہور ہوگئے تھے۔ حالانکہ ان کے زمانہ مین علماے تابعین سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ کی طرح اور بھی بہت لوگ تھے۔ مگر فتوی اونھین سات سے لیا جاتا تھا۔ یہ راے وہ ہے جو حافظ سلفی نے بیان کی ہے۔

(۱) کنیت وہ نام ہے جس مین اول لفظ اب (باپ) ام (مان) ابن (بیٹا) بنت (بیٹی) ہو۔ اس طرح کے نام تعظیمی ہوتے ہین اور ہمارے ملک مین بھی کبھی کبھی بولے جاتے ہین۔

(۲) تابع کے لئے دیکھو دیباچہ مصنف نوٹ ۱

۱۱۵　ابوعثمان بکر بن محمد بن عثمان (جس کا نام بعض نے بقیہ یا عدی بھی بیان کیا ہے) بن حبیب مازنی

بصرہ کا رہنے والا نحو ادب مین اپنے زمانہ کا امام تھا۔ اب ابوعبیدہ اللہ اصمعی ابو زید انصاری وغیرہ سے پڑھا تھا۔ اور اوسکا شاگرد ابو العباس المبرّد تھا جس نے اوس سے بہت نفع اوٹھایا اور اوس سے بہت روایت کیا کرتا تھا۔ بکر کی تصانیف سے یہ کتابین ہین۔ کتاب ما تلحن فیہ العامۃ (وہ کتاب جس مین اون لفظی غلطیو کا بیان ہے جو عوام کے زبان سے نکلا کرتے ہین) کتاب الالف واللام (عربی حرف تعریف کا بیان) کتاب التصریف کتاب العروض

کتاب القوافی کتاب الدیباج (ریشمی کپڑون کے بیان مین) جو اوس نے ابو عبیدہ(۱) کی ایک کتاب کے جواب مین لکھی ہے
ابو جعفر طحاوی حنفی مصری کہتا ہے کہ مین نے قاضی بکار بن قتیبہ قاضی مصر کو کہتے سنا ہے کہ مین نے کبھی کوئی نحوی ایسا
نہ دیکھا جو فقہا کے مشابہ ہو بجز صیان بن ہرمہ اور مازنی یعنی ابو عثمان مذکور کے مازنی بڑا متورع اور پرہیزگار تھا
مبرد اوس کی پارسائی کی حکایت بیان کرتا ہے۔ کہ کوئی شخص اہل ذمہ(۲) سے ابو عثمان کے پاس آیا۔ اور چاہا کہ سیبویہ
کی کتاب اوس سے پڑہے اور اوس کے پڑہانے کے عوض سو دینار اوسے دے۔ ابو عثمان نے اوس کے
پڑہانے سے انکار کر دیا۔ مبرد کہتا ہے مین نے کہا مین تیرے قربان تجھ پر تو یہ فاقہ کشی اور تنگی گزر رہی ہے
یہ فائدہ کیون کہوتا ہے۔ کہا اس کتاب مین تین سو (تعداد مین) اور ایسی ایسی (اوصاف مین) کتاب اللہ عزوجل کی آتین موجود
ہین میری غیرت وحمیت اجازت نہین دیتی کہ ایک ذمی کو یہ چیزین پڑہا دون۔ مبرد کہتا ہے اتفاقاً ایک لونڈی نے خلیفہ
واثق (باللہ) کے روبرو عرجی(۳) کا یہ شعر پڑہا۔

أظلومُ إنَّ مصابَكم رجلاً ... أهدى السلامَ تحيةً ظلمُ

اے ظالم تیرا ایسے شخص کے ساتھ بدسلوکی کرنا جس نے تحیۃ سلام کیا ہے بڑا ظلم ہے۔
اسوقت جو دربار مین حاضرین تھے اون مین رجلاً کے اعراب کی نسبت اختلاف ہوا۔ کوئی تو کہتا تھا کہ اوسے نصب
دینا چاہئے وہ اِنَّ کا اسم ہے اور کوئی کہتا تھا کہ وہ اوس کی خبر ہے رفع ہونا چاہئے۔ مگر لونڈی مصر تھی کہ اوس کے
استاد ابو عثمان مازنی نے اوسے نصب بتایا ہے۔ واثق نے حکم دیا کہ مازنی کو بولاؤ۔ ابو عثمان کہتا ہے کہ جب مین
اوس کے سامنے پہونچا تو اوس نے پوچھا یہ کس قبیلہ کا آدمی(۴) ہے۔ مازنی کہتا ہے مین نے کہا بنی مازن سے جون پوچھا
کونسی مازن سے مازن تمیم۔ مازن قیس یا مازن ربیعہ سے۔ مین نے کہا مازن ربیعہ سے۔ خلیفہ نے اس پر میری قوم
کی بولی مین مجھ سے کلام کیا۔ اور کہا باسمک (تیرا نام کیا ہے) کیونکہ بنی مازن میم کو ب اور ب کو میم کے ساتھ بدلکر بولتے تھے
مازنی(۵) کہتا ہے اپنی قوم کی بولی مین مجھے جواب دینا اچھا نہ معلوم ہوا۔ تاکہ وہ مجھے مکر سے دیجائے یکرکے) مخاطب نہ کرے
مین نے کہا بکر امیر المؤمنین خلیفہ میرا مقصود پہچان گیا۔ اور خوش ہوا۔ پھر پوچھا اس شاعر کے قول أظلومُ إنَّ
مصابَكم رجلاً مین رجلاً تیرے نزدیک رفع ہے یا نصب۔ مین نے کہا امیر المؤمنین نصب پوچھا کیون۔ مین نے
کہا مصابکم مصدر ہے اِصابتکم کے معنی مین۔ اس پر یزیدی مجھ سے معارضہ کرنے لگا۔ مین نے کہا وہ ایسی
ہی ہے جیسے تم کہا کرتے ہو اِنَّ ضربک زیداً ظلمٌ (زید کو تیرا مارنا ظلم ہے) رجل اس لئے مصابکم کا
مفعول ہے۔ اور اس واسطے منصوب ہے اور دلیل اوس پر یہ ہے کہ جب تک ظلم ہے نہ کہو کلام معلق رہیگا۔ واثق نے

اسے بہت پسند کیا[6]۔ اور پوچھا تیرے کوئی اولاد ہے مین نے کہا ہان ایک چھوٹی لڑکی ہے۔ پوچھا جب تو گھر سے چلا تھا تو اوس نے کیا کہا تھا مین نے کہا اعشیٰ[7] کا یہ قول پڑہا تھا۔

اَیَا اَبَتَا لَا تَرِمْ عِنْدَنَا ... فَاِنَّا بِخَیْرٍ اِذَا لَمْ تَرِمْ

اے باواجان ہمارے پاس آپ کو ڈہونڈنا نہ پڑے (یعنی آپ ہمارے پاس ہی رہئے) اگر تم کو ڈہونڈنا نہ پڑے (یعنی آپ اگر ہمارے پاس ہی ہو گئے) تو ہم خوش وخرم رہینگے۔

اَرَانَا اِذَا اَضْمَرَتْکَ الْبِلَا ... دُ نُجْفٰی وَتُقْطَعُ مِنَّا الرَّحِمْ

ہم جانتے ہین کہ جب تم کو دور کے ملک (ہماری نگاہ سے) چھپا لینگے تو ہم پر جفا وظلم ہوگا۔ اور رحم کے ناتے (ہمارے رشتہ دارون کی طرف سے) ہم پر سے قطع ہو جائیگی۔

پوچھا تو نے کیا کہا۔ کہا مین نے یہ جریر شاعر کا قول پڑہا۔

ثِقِیْ بِاللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ شَرِیْکٌ ... وَمِنْ عِنْدِ الْخَلِیْفَۃِ بِالنَّجَاحِ

اللہ پر بہروسہ کر۔ اوسکا کوئی شریک نہین ہے۔ خلیفہ کے پاس سے بامراد آتا ہون۔

کہا انشاء اللہ تعالے بامراد ہی جائیگا۔ پہر مجھے ہزار دینار دے۔ اور بہ اکرام تمام رخصت کیا۔ مبرد کہتا ہے جب وہ بصرہ آیا۔ تو مجھ سے کہا۔ ابو العباس دیکھا ہم نے جو اللہ کے واسطے سنو پہیر دئے تھے۔ اوسکا عوض اوس نے ہزار کر دیا۔ مبرد یہ بھی روایت بیان کرتا ہے۔ کہ ایک شخص مجھ سے سیبویہ کی کتاب مدت دراز تک پڑہتا رہا جب آخر تک پہونچ گیا تو مجھ سے کہا خدا آپ کو تو جزائے خیر دے (کہ آپ نے مجھے پڑہایا) مگر مین تو اوسکا ایک حرف بھی نہ سمجھا۔

ابو عثمان مازنی مذکور ۲۴۹ھ (۸۶۳ء) یا ۲۴۸ھ مین اور ایک قول مین ہے کہ ۲۳۶ھ مین بمقام بصرہ مرا ہے۔ رحمہ اللہ تعالے۔

(۱) دیبلج دیبا کا معرب ہے اچھے حریر کو کہتے ہین یہ قدیم زمانہ مین بادشاہون کے پہننے کا کپڑا اور شاہی علامت تہا کشف الظنون مین ابو عبیدہ کے کتاب کا نام تو ہے۔ مگر یہ نہین لکہا کہ اوسکا مضمون کیا تہا۔

(۲) ذمی وہ شخص ہے جس کی حفاظت کا مسلمانون نے ذمہ لیا ہو مسلمان حکومت مین جب عیسائی یہودی صابی رہتے ہین تو اونکو ذمی کہتے ہین۔ دشمن جب مسلمانون کے ملک پر آتا ہے تو ایسے غیر مسلم کی وہ خود دشمن سے لڑکر حفاظت کرتے ہین اونکو لڑنے کی تکلیف نہین دیتے اور اس حفاظت کے عوض ذمیون سے ایک محصول جزیہ لیتے ہین۔

(۳) عبد اللہ بن عمر العرجی (متوطن عرج جو طائف کے پاس ایک مقام کا نام ہے) حضرت عثمان خلیفہ چہارم کا پوتا تہا مشہور شاعر تہا

اس کے سوانح عمری اپنی کتاب انیتھولوگی کریٹیکل صفحہ ۴۲۵ مین سیوطی کے کتاب شرح شواہد المغنی سے لیکر دی ہے۔

(۴) چونکہ خلیفہ ایک بہت بڑے درجہ کا شخص تھا اور مازنی ایک غیر شخص اور ابھی تک اوسکی لیاقت بھی مسلم نہ ہوئی تھی۔ خلیفہ کو اوس سے صیغہ غائب مین خطاب کرنا یا یہ کہو کہ الفاظ مین اپنے دربار سے اور معانی مین مازنی سے اس طرح خطاب کرنا ایک فطرتی بات تھی۔

(۵) مکر کے معنی چالاکی اور فریب کے ہین۔ معزز مقامات پر ایسے الفاظ جس مین ایک قسم کا شبہ اور ذلت ہو استعمال کرنا مناسب نہین سمجھا جاتا۔ بلکہ ممکن ہے کہ مخاطب اون کو خلاف ادب تصور کرے یا وہ شگون کے خلاف سمجھی جائین۔ اس لئے مازنی نے اپنے قوم کی بولی مین جواب نہین دیا بلکہ بکر کہا۔

(۶) مازنی کے ویسل درحقیقت صحیح اور پختہ ہے ہمارے نزدیک جو لوگ خلیفہ کے دربار مین اس وقت موجود تھے وہ اس شعر کا مطلب بھی نہ سمجھتے تھے۔ اگر وہ اسکا مطلب سمجھتے ہوتے تو اسقدر بحث کی اس پر ضرورت ہی نہ تھی اول وہلہ مین وہ خود ہی اسکا تصفیہ کر سکتے تھے۔ مازنی کے طلب کرنیکی حاجت ہی نہ پڑتی۔

(۷) الاعشیٰ کے سوانح عمری مسٹر دی ساسی نے اپنے کتاب کرسٹامیتھی کی جلد دوم صفحہ ۴۷۱ مین دی ہے۔

۱۱۶ ابو الفتوح بُلُکّین[1] بن زیری بن مناد حمیری صُنہاجی

بادیس کا دادا ہے جس کا ذکر اوپر[2] آچکا ہے۔ اس کا نام یوسف بھی تھا۔ مگر بُلُکّین کے نام سے بہت مشہور تھا۔ یہی شخص ہے جسنے معز بن منصور عُبَیدی جب کہ وہ دیار مصر کو گیا تھا تو افریقیہ پر اپنا خلیفہ کر آیا تھا۔ یہ واقعہ روز چہارشنبہ ۲۳۔ ذی الحجہ ۳۶۱ھ (اکتوبر ۹۷۲ء) کا ہے۔ خلیفہ کر کے اوس نے حکم دیا۔ کہ لوگ اوس کی اطاعت کرین۔ اور اوس کی بات کو مانین۔ پھر ملک اوس کے حوالہ کر دیا۔ اور تمام عمال اور خراج گیر اوس کے نام سے کام کرنے لگے۔ معز نے چلتے وقت اوسے بہت کچھ نصیحتین کی تھین۔ اور اوس کی تعمیل کی نہایت تاکید کی تھی۔ پھر کہا اگر اون نصائح کو جو مین نے اسوقت کی ہین۔ تو بھول جاسے تو تو ان تین باتون کو ہرگز نہ بھولنا۔ ایک اہل بادیہ سے خراج نہ موقوف کرنا دوسرے بربر قوم کی گردن سے تلوار نہ اوٹھانا۔ تیسرے اپنے بھائیون اور بنی عم سے کسی کو والی نہ کرنا۔ کیونکہ اون کا خیال ہے کہ تیری بہ نسبت وہ اس رتبہ کے زیادہ حقدار ہین۔ اور شہریون کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا۔ پھر وہان سے چلدیا۔ اور وہ بھی وداع کر کے واپس ہو گیا۔ اور اپنی ولایت پر تصرف کر لیا۔ یہ شخص جب تک زندہ رہا۔ نہایت خوبی سے مُلک داری کی مصالح دولت و رعیت کا خوب لحاظ و پاس رکھتا تھا۔ آخر بروز شنبہ ۲۳ ذی الحجہ

سنہ ۳۷۳ھ (مئی ۹۸۴ء) کو ایک مقام مین جس کا نام وارگلان ہے اور جو افریقیہ کے حدود پر واقع ہے مرگیا بعض کہتے ہین کہ اوسے قولنج کی شکایت ہوئی تھی۔ اور بعض کا قول ہے کہ ہاتھ مین ایک پھوڑا نکلا تھا۔ اوسی سے انتقال ہوا ہے اوس کے پاس چارسو کنیزین تھین۔ اور اولاد اوس کی کثرت سے ہوتی تھی۔ یہان تک کہ کہتے ہین ایک دن مین سترہ بچون کے پیدا ہونے کا مژدہ اوسے سنایا گیا تھا۔

بُلُکِّیْن بضم باے موحدہ ولام وتشدید کاف مکسورہ و یاے تحتانیہ ونون۔ زِیْرِی بکسر زاے معجمہ وسکون یاے تحتانیہ وکسر راے مہملہ و یاے تحتانیہ اوسکا باقی نسب اور نسبت اور الفاظ کا ضبط المعرف ت مین اوس کے پرپوتے امیر تمیم[۲] بن المعز بن بادیس کے بیان مین ذکر کرینگے۔ رحمہم اللہ تعالے وارگلان بفتح واؤ والف وراے مہملہ مفتوحہ وکاف ساکن ولام والف ونون۔

(۱) بُلُکِّیْن کو اکثر مصنفین ومؤلفین نے بَلْکِین یا بُلْکِین لکھا ہے۔ مگر صحیح تلفظ اسکا یہی ہے جو ابن خلکان نے یہان دیا ہے

(۲) دیکھو تذکرہ ۱۰۵۔ (۳) دیکھو تذکرہ ۱۲۳

۱۱۷ بُوْرَان

حسن بن سہل[۱] کی بیٹی تھی جس کے باپ کا حال آیندہ آئیگا انشاء اللہ تعالے۔ کہتے ہین اوس کا نام خدیجہ تہا اور بوران لقب تہا۔ مگر پچھلی ہی بات زیادہ مشہور ہے۔ مامون اس کے باپ کی بہت خاطر کرتا تھا۔ اسی لئے اس سے شادی کرلی تھی۔ باپ نے بیٹی کے کہنے سے بڑی خوشی کی تھی۔ اور ایسے ولیمہ[۲] پکواے اور خوشیان کین کہ کسی زمانہ مین ایسی نہ ہوئی ہونگی۔ یہ شادی فم الصلح مین ہوئی تھی۔ اور اس قدر خرچ کیا تھا کہ ہاشمیین[۳] سپہ سالاران کتاب[۴] اور معززین دربار پر مشک کی گولیان نثار کی تھین جس مین کاغذ کے پرچون پر جاگیرون۔ کنیزون اور قسم قسم کے جانورون وغیرہ کے نام لکھے ہوے تھے جب گولی کسی کے ہاتھ مین پڑتی تو وہ اوسے کھولتا اور پرچہ کو پڑہتا پھر ایک وکیل کے پاس جاتا جو اسی غرض سے مقرر کیا گیا تھا۔ اور وہ پرچہ اوسے دیتا جو کچھ اوس مین لکھا ہوتا کوئی جاگیر ہوتی یا کوئی ملک ہوتی یا گھوڑا لونڈی غلام وغیرہ کوئی چیز ہی کیون نہ ہوتی وہ وکیل اوس شخص کے حوالہ کردیتا تھا پھر اس کے بعد باقی لوگون پر دینار ودرہم مشک کے نافہ عنبر کے بیضہ لٹاے۔ پھر مامون اور اوس کے سپہ سالارون اور تمام اصحاب کو اور نیز تمام فوج لشکر اور خدام وتوابع کو جو بے شمار تھے۔ ہر قسم کا خرچ دیا یہان تک کہ شتربانون اور کرایہ کے اونٹ والون ملاحون کو اور نیز جس قدر آدمی لشکر کے ساتھ تھے۔ اون سب کی ہر قسم کی خاطرداری کی

لشکر مین کوئی ایسا شخص نہ تھا جس نے اپنے اور اپنے جانور کے لئے کوئی شئی مول لی ہو۔ طبری نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے۔ کہ مامون حسن کے یہان اونیس روز رہا۔ اس تمام وقت مین مامون اور اوس کے تمام ہمراہیون کے واسطے مایحتاج شئے اوسی کے یہان سے آتی تھی حسن کے اس مین پانچ کروڑ درہم کل خرچ ہوے تھے۔ مامون نے واپسی کے وقت اوسے ایک کروڑ درہم دئیے۔ اور فم الصلح جاگیر مین عنایت کیا۔ اس پر حسن نے دربار کیا۔ اور یہ سب مال خلیفہ کے سپہ سالارون اصحاب اور لشکر کو تقسیم کر دیا۔ پھر طبری نے اس کے بعد لکھا ہے کہ مامون حسن کے پاس ۸ رمضان کو گیا۔ اور فم الصلح سے ۲۳ شوال ۲۱۰ھ کو آیا۔

حمید بن عبد الحمید عید الفطر کے روز مرا تھا۔

طبری کے سوا اورون نے بیان کیا ہے کہ حسن نے مامون کے واسطے زربفت بورے کا فرش بچھایا تھا جب دولہ فرش پر پہنچا تو کثرت سے موتی اوس پر نثار کئے۔ مامون نے دیکھ کر کہا ابو نواس[8] کو خدا غارت کرے اوس نے شراب کی صفت مین جس پر امتزاج کے وقت حباب اوٹھا کرتے ہین۔ یہ ایسا شعر کہا ہے کہ گویا وہ ہمارے اسوقت کے حال کو خود اپنی آنکھون سے دیکھ رہا تھا۔

كَأَنَّ صُغْرَى وَكُبْرَى مِنْ فَوَاقِعِهَا حَصْبَاءُ دُرٍّ عَلَى أَرْضٍ مِنَ الذَّهَبِ

اوس مین کے چھوٹے اور بڑے حباب ایسے ہین۔ جیسے سنہری زمین پر موتیون کے کنکریان پڑی ہوئی ہون۔

یہان معترضین ابونواس کے عبارت مین غلطی نکالتے ہین۔ مگر یہ مقام اوس غلطی کے اظہار[9] کا نہین۔ اس کے بعد مامون نے حسن کو فارس اور علاقہ اہواز کی ایک سال کی آمدنی معاف کر دی۔ شعرا اور خطبا نے اس باب مین بہت کچھ کہا ہے۔ اور نہایت ہی طول دیا ہے۔ ان مین محمد بن حازم الباہلی کا قول نہایت ہی ظریفانہ ہے۔

بَارَكَ اللهُ لِلْحَسَنْ وَلِبُورَانَ فِي الْخَتَنْ

اللہ تعالے یہ دامادی رشتہ حسن کو اور نیز بوران کو مبارک کرے

يَا ابْنَ هَارُونَ قَدْ ظَفِرْ تَ وَلَكِنْ بِبِنْتِ مَنْ

اے ابن ہارون[10] تو نے فتح تو پائی لیکن کس کی بیٹی پر۔

جب کسی چغل خور نے یہ شعر مامون کے رو برو بھی جا کر پڑھ دیا۔ تو اوس نے (اس بات کو ٹالدیا اور) اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ معلوم نہین شاعر کا ارادہ اس سے بھلائی کا ہے یا برائی کا۔ طبری نے یہ بھی کہا ہے کہ فم الصلح مین آنے سے تین روز بعد مامون بوران کے پاس شب کو گیا جب اندر گیا تو بوران کی دادی نے دولہ دلہن پر ہزار موتی نثار کئے، جو ایک

طلائی صینی مین رکھے ہوے تھے۔ مامون نے اونہین جمع کرا کر بوران سے پوچھا کتنے مین۔ کہا ہزار۔ مامون نے اونہین اوس کی گود مین ڈالکر کہا یہ تیرا مہر ہے۔ اور اور کچھ مانگ جو تو چاہتی ہے۔ دادی نے کہا بیٹی خداوند سے بات کرو۔ وہ تجھ سے ملاقات کرتا ہے۔ بوران نے کہا آپ ابراہیم بن المہدی کا قصور معاف فرمادیجئے۔ مامون نے کہا اچھا مین نے معاف کیا۔ اس ابراہیم کا ذکر[۱۱] اوپر آچکا ہے۔ اسی شب کو اونہون نے ایک شمع عنبر کی جس کا وزن ایکسو من[۱۲] تھا ایک طلائی طباق یا شمعدان مین جلائی تھی۔ مامون نے اسے پسند نہ کیا بلکہ کہا یہ اسراف ہے۔ ... جب مامون نے بوران کے پاس خلوت مین جانا چاہا تو اوسکے لوگون نے منع کیا اور کچھ عذر کیا۔ مامون نے نہ مانا جب وہ آئی تو معلوم ہوا کہ حائضہ ہے۔ مامون نے اوسے چھوڑ دیا جب صبح کو دربار کیا تو احمد بن یوسف[۱۳] الکاتب آیا۔ اور کہا امیر المومنین اس کام مین اللہ تعالے آپ کو یمن و برکت عطا فرماے۔ قوت و توانائی دے۔ اور میدان جنگ مین فتح و ظفر عنایت کرے اوسوقت مامون نے یہ شعر پڑھکر سنائی۔

فَارِسٌ مَاضٍ بِحَرْبَتِہٖ صَادِقٌ بِالطَّعْنِ فِی الظُّلَمْ

سواری کہ بحربہ خود می رود۔ و بتاریکی شب با نیزہ بہدف می نشاند۔

رَامَ اَنْ یَدْمِیْ فَرِیْسَتَہٗ فَاتَّقَتْ مِنْ دَمٍ بِدَمٖ

خواست کہ صیدش را خون آلود کند لاکن صیدش از خون آلودگی بوجہ خون (حیض) رستگاری یافت

ان مین اوس کے حیض کی طرف اشارہ ہے۔ اور نہایت ہی عمدہ کنایت ہے۔ ابو العباس[۱۴] جرجانی نے یہ حکایت کتاب الکنایات مین لکھی ہے مین نے اسی قصہ کو ایک اور طرح پر بھی سنا ہے اسے اوپر لکھ[۱۵] چکا ہون۔ واللہ اعلم بالصواب۔ یہ سب واقعات رمضان سنہ ۲۱۰ھ (۸۲۵ء) کے ہین۔ مامون کی منگنی سنہ ۲۰۲ھ مین ہوئی تھی جب مامون مرا ہے تو بوران اوسکے پاس تھی۔ مامون کی تاریخ وفات روز پنجشنبہ ۱۷ رجب سنہ ۲۱۸ھ (۹ اگست سنہ ۸۳۳ء) ہے بوران اوسکے بعد مدت تک زندہ رہی۔ بروز سہ شنبہ ۲۷ ربیع الاول سنہ ۲۷۱ھ (ستمبر سنہ ۸۸۴ء) کو وفات پائی۔ عمر اوسکی اسی سال ہوئی کیونکہ اوسکی تاریخ ولادت شب شنبہ ۲ صفر سنہ ۱۹۲ھ (دسمبر سنہ ۸۰۷ء) ہے بغداد مین اوس کا انتقال ہوا تھا۔ کہتے ہین مقصورہ[۱۶] جامع السلطان کے مقابل ایک قبہ مین دفن ہوئی تھی جو ابھی تک باقی ہے۔ رحمہا اللہ تعالے۔

فم الصلح بفتح فا و میم و کسر صاد مہملہ و لام ساکنہ و حاے مہملہ دجلہ کے کنارہ کے قریب ایک شہر ہے۔ یہ سمعانی نے بیان کیا ہے۔ مگر عماد کاتب خریدہ مین کہتا ہے کہ صلح ایک نہر کا نام ہے جو دجلہ سے نکلکر واسط کے اوپر کو بہتی ہے۔ پہلے اوسکے کنارہ پر بہت شہر[۱۷] آباد تھے مگر اوس نہر مین طغیانی ہوئی تھی وہ سب مقامات خراب و برباد ہوگئے ہین۔ میرے

نزدیک سمعانی سے عماد کاتب اس ملک کے حالات سے زیادہ باخبر تھا۔کیونکہ وہ خود مدت دراز تک واسط مین بطور متولی دیوان کے رہا ہے۔ اوسے وہاں کا حال خوب معلوم تھا۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۱۶۹

(۲) ولیمہ ہر خوشی کے کہانے کو کہتے ہین۔ مگر نکاح کے لئے مشہور ہے اور کوئی خوشی کا کہانا ہو تو اوسکے طرف منسوب کرکے بولتے ہین۔جیسے ولیمۃ الختان (ختنہ کا کہانا)

(۳) عباسی خاندان کے رشتہ دارون کو ہاشمی کہتے ہین جو حضرت ہاشم بن عبدمناف رسول اللہ کے داداکے نسل سے تھے

(۴) دیکھو تذکرہ ۱۰ نوٹ ۷

(۵) درہم شرعی چھ دانگ کا اور ایک دانگ دو قیراط کا ہوتا ہے۔ ۵۱۲ درہم کے ایک سیر چاندی ہوتی ہے۔ اور ایک سیر چاندی کے قیمت آجکل کے نرخ ۴۸ تولہ سے ستر روپیہ ہوتی ہے۔اس واسطے پانچ کرور درہم کے قیمت ۶۸۳۵۹۳ روپیہ ہوے۔ یہ کوئی ایسی بڑی رقم نہین ہے کہ جس کو اس قدر بڑی عظمت دیجاے۔ لیکن جب ہم اوس زمانہ کے ارزانی پر بھی نظر رکہین تو یہ رقم اس قدر بڑی ہوجاتی ہے۔ کہ جس پر ایک حیرت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انگریزی مترجم نے اس مقدار کو تقریباً دو کرڈور کی برابر بتایا ہے۔

(۶) ایک کرور درہم دو لاکھ پچاس ہزار پونڈ یا ۳۷ لاکھ پچاس ہزار روپیہ کے برابر ہوتے ہین۔

(۷) حمید بن عبدالحمید نے ۲۱۰ شوال سنہ ۲۱۰ (۸۲۵ء) کو مرا ہے۔ طوس کا رہنے والا اور مامون کا بڑا سپہ سالار تھا اوسکی رفاقت مین اس نے بڑی بہادری جوان مردی اور استقلال سے کام کئے تھے ازالنجوم الزاہرہ

(۸) مطلب یہ ہے کہ خدا ابو نواس پر رحمت کرے۔ یہ بددعا اکثر دعا کی معنی مین مستعمل ہوتی ہے۔

(۹) اس شعر مین ابو نواس نے صغری و کبری صیغہ ہاے مونث افعل التفضیل استعمال کئے ہین۔ مگر اون پر نہ تو الف لام تعریف ہے اور نہ اونکو اضافت کے ساتھ ہی استعمال کیا گیا ہے۔ یہ عربی نحویین کے نزدیک جائز نہین ہے۔ فواقع جمع فاقعہ کے ہے جس کے معنی لغت مین آفت و مصیبت کے لکھے ہوے ہین۔ لیکن یہان حباب کے معنی مین مستعمل ہوا ہے۔ ایک اور جگہ اوس بھی اسی معنی مین اسی کتاب مین آیا ہے۔

(۱۰) خلیفہ مامون خلیفہ ہارون الرشید کا بیٹا تھا۔ ان اشعار مین مضمون کو ایسے ادا کیا گیا ہے جس سے صاف یہ مطلب نہین کھلتا کہ شاعر کا مقصود اس سے مشارالیہ کی تعریف ہے یا ہجو اور طعن۔ میرے نزدیک زیادہ تر طعن پایا جاتا ہے جس سے مامون نے ازراہ بردباری اغماض کیا ہے۔

(۱۱) دیکھو تذکرہ ۸

(۱۲) مسٹر لین نے اپنے انگریزی ترجمہ الف لیلہ مین اس فقرہ کا ذکر کیا ہے ۔ اور کہا ہے کہ تور کا لفظ جو ہماری عربی نسخہ ابن خلکان مین لکھا ہوا ہے چھاپہ کی غلطی ہے ۔ اصل مین تنور تھا جس کے معنی لالٹین کے ہین ۔ مگر قلمی نسخون مین جس قدر دیکھے گئے ہین سب جگہ یہ لفظ تور ہی دیا گیا ہے ۔ کمال الدین کی تاریخ حلب مین بھی یہی لفظ لکھا ہوا ہے وہ لکھتا ہے ۔ اربع شمعات من عنبر فی اربعۃ اتوار من فضۃ (عنبر کے چار شمعین چاندی کے چار چراغ دانون مین تھین) اگر تنور مانا جاے تو ضرور رہے کہ اتوار کے بجاے تنانیر اوسکے جمع ماننا پڑیگی مگر اس تنانیر کے جگہ کتابت کی غلطی اتوار ماننا پڑیگی حالانکہ کوئی کاتب تنانیر کے جگہ اتوار نہین لکھیگا ۔

(۱۳) احمد بن یوسف بن القاسم ایک مولی کا بیٹا تھا شاہی دفاتر مین ایک معزز کاتب تھا ۔ اپنی علمیت دانشمندی اور سرکاری کامون کی لیاقت کے باعث بڑا عزت دار تھا ۔ احمد بن ابی خالد وزیر کے مرجانے کے بعد خلیفہ مامون نے حسن بن سہل کی سفارش پر اوسی کو وزیر مقرر کیا تھا ۔ اس نے خلیفہ مامون کے عہد خلافت مین وفات پائی ہے ۔

(۱۴) ابو العباس احمد بن محمد بن احمد الجرجانی ایک شافعی مذہب کا امام تھا اوس نے فقہ ابو اسحاق الشیرازی سے پڑھی تھی لیاقت کی وجہ سے اوسکی لوگ تعظیم کرتے تھے ۔ بصرہ کا قاضی ہوگیا تھا شہر مین شافعیہ کے شیوخ مین شمار ہوتا تھا ۔ وہ محدث بھی تھا اور شاعر بھی نظم و نثر دونو لکھتا تھا ۔ اوسکے کتابون مین سے ایک کتاب کتاب الشافی ہے جو بہت کم ملتی ہے ۔ یہ کتاب چار جلدون مین ہے ۔ دوسری کتاب التجرید جس مین سرکاری فیصلہ جات لکھے ہوے ہین ۔ ایک اور کتاب المعایاۃ (حیران کرنے والا) بھی اوسی کی ہے جس مین معمون کو جمع کیا ہے ۔ اوس نے ۴۸۲ھ (۱۰۸۹ع) مین وفات پائی ہے دیکھو طبقات الفقہا اور طبقات الشافعی ۔

(۱۵) دیکھو تذکرہ ۱۲ ۔ مگر اس کہانی کو مصنوعی یا ایک مثال کے طور پر بیان کیا ہے ۔

(۱۶) دیکھو تذکرہ ۱۰۰ نوٹ ۸

(۱۷) اصل عربی مین نواح ہے جو ناحیہ کی جمع ہے اور اوسکے معنے طرف اور کنارہ کے ہین ۔

(۱۸) ہر صوبہ مین جاگیرات کے انتظام محاصل کے وصول کرنے اور اون املاک کے درج رجسٹر کرنے کے لئے جو محصول وصول کرنے کے قابل ہوتے تھین ایک سرکاری عہدہ دار رہا کرتا تھا اوسے متولی یا متولی الدیوان کہتے تھے ۔

۱۱۸ تاج الملوک ابو سعید بوری ملقب مجد الدین

ایوب بن شادی بن مروان کا بیٹا تھا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ یہ سلطان صلاح الدین رحمہ اللہ تعالے کا بھائی اور اپنے باپ کی اولاد مین سب سے چھوٹا تھا۔ مگر بڑا صاحب فضیلت تھا اوس کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے جس مین اچھے برے سب طرح کے اشعار ہین لیکن ایسے آدمی کی نسبت بہت اچھے ہین۔ اوس کے دیوان سے مین نے یہ اشعار نقل کئے ہین جو اوس نے اپنے ایک مملوک کے بیان مین کہے تھے۔ یہ مملوک اوس کا مغرب کی طرف سے ایک اشہب گھوڑے پر سوار آیا تھا

أَقْبَلَ مَنْ أَعْشَقُهُ رَاكِباً　　مِنْ جَانِبِ الْغَرْبِ عَلَى أَشْهَبِ

وہ شخص جس پر مین والہ وشیدا ہون غرب کی جانب سے ایک اشہب (سپیدی مائل رنگ) کی گھوڑے پر سوار آیا۔

فَقُلْتُ سُبْحَانَكَ يَا ذَا الْعُلَا　　أَشْرَقَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْمَغْرِبِ

(یہ دیکھتے ہی) مین نے کہا اے خداے برتر تو پاک ہے یہ آفتاب تو بجاے مشرق کہ مغرب سے طلوع ہوا ہے۔

کتاب الخریدہ مین عماد نے یہ شعر بھی اوس کے لکھے ہین۔

يَا حَيَاتِي حِينَ يَرْضَى　　وَمَمَاتِي حِينَ يَسْخَطْ

اے (پیارے) جب تو راضی ہوتا ہے تو میری حیات وزندگانی ہے اور جب ناراض ہوتا ہے تو میری موت ہے۔

آهِ مِنْ وَرْدٍ عَلَى خَدَّيْكَ بِالْمِسْكِ مُنَقَّطْ

تیرے رخسارہ جن پر مشک (سیاہ کے سے تلون) کے نقطہ لگے ہوے ہین گلاب کے پھول کی طرح کیسے خوبصورت ہین

بَيْنَ أَجْفَانِكَ سُلْطَانٌ عَلَى ضَعْفِي مُسَلَّطْ

تیرے ابروونکے درمیان ایک (جادو کی سی) قوت ہے جو میری کمزوری وضعف پر مسلط وغالب ہے۔

قَدْ تَصَبَّرْتُ وَإِنْ بَرَّحَ بِي الشَّوْقُ وَأَفْرَطْ

مین نے صبر واستقلال کی کوشش کی اگرچہ شوق ومحبت نے مجھکو تنگ کر دیا۔ اور حد سے بڑھکر زور دکھایا۔

فَلَعَلَّ الدَّهْرَ يَوْماً　　بِالتَّلَاقِي مِنْكَ يَغْلَطْ

شاید زمانہ کسی دن غلطی کرتے ہوے تیری طرف سے (میری طرف) آجاے (اور میرا کام کر دے)

یہ بھی اوس نے اوسی کے بیان کئے ہین۔

أَيَا حَامِلَ الرُّمْحِ الشَّبِيهِ بِقَدِّهِ　　وَيَا شَاهِراً سَيْفاً حَكَى لَحْظَهُ غَضْباً

اے تیر کے اوٹھانے والے جو اوس کے قد کے مانند (سیدھا) ہے اور اے تلوار نکالنے والے جو کاٹنے مین اوس کے آنکھ کی طرح ہے۔

ضَعِ الرُّمحَ واَغمِدْہا سللتَ فربّما قَتَلتَ وماخا ولتَ طعناً ولاضرباً

اپنے تیر کو رکھ دے اور تلوار کو جو تو نے نکالی ہے میان مین کرلے۔ کیونکہ کبھی کبھی تو قتل کر دیا کرتا ہے۔ حالانکہ نیزہ مارنے یا تلوار چلانے کا تیرا ارادہ ہی نہین ہوتا ہے۔

اسکے سوا اور بھی اشعار اوس کے بیان کئے ہین۔ اوس نے اچھے اچھے اور باتین بھی لکھی ہین۔ بوری ذی الحجہ ۵۵۶ھ (۱۱۶۱ء) مین پیدا ہوا۔ اور حلب مین بروز پنجشنبہ ۲۳۔ صفر ۵۷۹ھ (جون ۱۱۸۳ء) مین ایک زخم سے مرگیا اسکے بہائی صلاح الدین نے حلب کا محاصرہ کیا تہا۔ ۱۶ محرم سنہ مذکور کو اوسی روز جس روز یہ وہان پہونچا ہے۔ ایک برچھے کا زخم گھٹنے مین لگ گیا تھا عماد الدین اصفہانی نے کتاب البرق الشامی مین لکہا ہے کہ صلاح الدین نے صلح کے بعد[۳] قبل اس سے کہ شہر مین داخل ہو عماد الدین صاحب حلب کی اپنے خیمہ مین دعوت کی تھی۔ صلاح الدین دسترخوان پر بیٹھا ہی تھا عماد الدین اوس کے برابر تہا۔ اور نہایت ہی خوشی کا ہنگامہ ہو رہا تھا۔ کہ یکایک حاجب آیا۔ اور صلاح الدین کے کان مین اوس کے بہائی کے مرنے کی خبر دی۔ صلاح الدین کچھ چین بہ جبین نہ ہوا۔ اور حکم دیا کہ اوسکے خفیہ طور پر تجہیز وتکفین کردین۔ اور اخیر تک دعوت مین موجود رہا ضیافت کا حق اچھی طرح ادا کردیا۔ کہتے ہین صلاح الدین اپنے بہائی تاج الملوک کے قتل کی وجہ سے کہا کرتا تھا کہ حلب ہم نے مفت نہین لیا ہے۔

بوری بضم باے موحدہ وسکون واو وکسر راے مہملہ ویاے تحتانیہ ترکی لفظ ہے اوسکے معنے عربی مین ذئب (بھیڑیے) کے ہین۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

---

(۱) دیکھو تذکرہ ۱۰۴

(۲) اصل مین فیہم الغثّ والسّمین ہے جس کے معنی پتلا اور موٹا گوشت ہین جو مویشی کے نسبت کہا کرتے ہین مین نے اوسکے معنے اچھے برے کے لئے ہین۔

(۳) عماد الدین زنگی صاحب حلب نے پہلے تو کچھ مزاحمت کی تھی۔ مگر پھر خفیہ طور پر صلاح الدین سے معاہدہ کرکے حلب اوس کے حوالہ کردیا تہا۔

حرف التا

۱۲۹ تاج الدولہ ابو سعید تتش بن الپ ارسلان بن داود بن میکائیل بن سلجوق بن دقاق السلجوقی

بلاد شرقیہ شام) کا حاکم تھا جب (خلیفہ مستنصر فاطمی) صاحب مصر کی طرف سے امیر الجیوش بدر الجمالی نے شہر دمشق کا محاصرہ کیا تو اتسز بن اُوق بن خوارمی[2] نے جو اوس وقت دمشق کا حاکم تھا۔ تتش کے پاس کسی کو بھیجا۔ اور اوس سے مدد طلب کی۔ اس نے مدد دینا منظور کیا۔ اور لشکر لیکر خود بذات خاص روانہ ہوا جب دمشق کے قریب پہونچا تو اتسز اس کے استقبال کو نکلا۔ تتش نے اوسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اور اوس کی تمام مملکت پر قابض ہو گیا یہ واقعہ ۱۱۔ ربیع الآخر ۴۷۱ھ (اکتوبر ۱۰۷۸ء) کا ہے۔ اتسز دمشق پر ذی قعدہ ۴۶۸ھ (جون ۱۰۷۶ء) مین قابض ہوا تھا۔ مگر مین نے ایک تاریخ مین دیکھا ہے کہ یہ معاملہ ۴۷۲ھ کا ہے۔ واللہ اعلم۔ پھر تاج الدولہ نے ۴۸۷ھ مین جیسا کہ اوپر آق سنقر[3] کے بیان مین ذکر ہو چکا ہے حلب کو بھی لے لیا۔ اور بلاد شام پر مستولی و متسلط ہو گیا۔ لیکن اسکے بعد اوس سے اور اوسکے بھتیجے برکیارق سے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے جھگڑے اور حسبی نسبی بحث و مباحثہ شروع ہو گئے۔ یہان تک کہ لڑائی کی نوبت پہونچی۔ تتش اوسکے طرف گیا۔ شہر رے کے قریب بروز یکشنبہ ۱۷۔ صفر ۴۸۸ھ (فروری ۱۰۹۵ء) مین صف آرائی ہوئی۔ تتش شکست کھا کر اوسی روز میدان جنگ مین مارا گیا۔ اسکی ولادت رمضان ۴۵۸ھ (اگست ۱۰۶۶ء) مین ہوئی تھی۔ اوس نے اپنے بعد فخر الملوک رضوان اور شمس الملوک ابو نصر دقاق دو بیٹے چھوڑے۔ رضوان تو مملکت حلب پر مستقل ہو گیا۔ اور دقاق دمشق مین قابض رہا۔ رضوان سلخ جمادی الاولی ۵۰۷ھ (نومبر ۱۱۱۳ء) مین مر گیا۔ اسی کے نائبون سے فرنگیون نے ۴۹۲ھ مین انطاکیہ[4] لیا تھا۔ دقاق ۱۸۔ رمضان ۴۹۷ھ (جون ۱۱۰۴ء) کو مرا۔ اور ایک مسجد مین دفن ہوا۔ جو حکر الفہادین[5] مین دمشق کے باہر بردا ندی کے کنارہ واقع ہے۔ بہت مدت سے بیمار تھا۔ مگر بعض لوگ کہتے ہین کہ اسکی مان نے انگور کے خوشون مین اسے زہر دیا تھا جب یہ مر گیا تو اس کا اتابک ظہیر الدین ابو منصور طغتکین ملک کا مالک ہوا۔ اسکی مان سے اوس نے اس کے باپ کے ایام حیات مین ہی نکاح کر لیا تھا اوس کے باپ نے طغتکین سے اپنی جورو کا نکاح کرا دیا تھا۔ وہ تتش کا آزاد کردہ غلام تھا۔ رحمہم اللہ تعالے۔ اور جو ملک رضوان کی اولاد حلب کے باہر رہتی ہے وہ اسی رضوان کی اولاد ہے۔ یہ ظہیر الدین طغتکین اپنی اخیر عمر تک دمشق کا مالک رہا۔ بروز شنبہ ۸۔ صفر ۵۲۲ھ (فروری ۱۱۲۸ء) کو وفات پائی۔ اسکے بعد اس کا بیٹا تاج الملوک[6] ابو سعید بوری ملک کا مالک ہوا۔ اور بروز دوشنبہ ۲۱۔ رجب ۵۲۶ھ (جون ۱۱۳۲ء) کو باطنیہ فرقہ کے ایک شخص کے ہاتھ سے زخمی ہو کر مر گیا۔ اوس کے بعد اس کا بیٹا شمس الملوک اسمعیل حاکم ہوا۔ اور بروز چہارشنبہ ۱۴۔ ربیع الآخر ۵۲۹ھ (فروری ۱۱۳۵ء) کو اپنی مان خاتون زمرد بنت جاولی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ جس نے اوس کے بھائی شہاب الدین ابو القاسم محمود بن بوری کو تخت پر بٹھایا۔ یہ بھی چند روز دمشق مین حکومت کر کے شب جمعہ ۲۳۔ شوال ۵۳۳ھ (جون ۱۱۳۹ء) کو مارا گیا اسے اسکے غلام البغش و یوسف خدمتگار و فراش خرکاہی[7] نے قتل

گیا تھا۔ صبح ہوتے ہی دوسرے روز اوسکا بھائی جمال الدین بوری بعلبک سے جہان کا وہ حاکم تھا آیا اور دمشق کا مالک ہوگیا یہ بھی شب جمعہ ۸ شعبان ۵۳۴ھ (مارچ ۱۱۴۰ء) کو مر گیا۔ اسکے بعد اسکا بیٹا مجیر الدین اَبق بن محمد بن بوری بن طغتکین مملکت دمشق کا مالک ہوا اسے (۵۴۹ھ یا ۱۱۵۴ء) مین نور الدین محمود بن زنگی نے اوس تاریخ جس کا ذکر اوس کے تذکرہ مین آیندہ آے گا۔ انشاء اللہ تعالے آکر گھیرا۔ اور دمشق اوس سے لیکر اوسکے عوض مین حمص اوسے دیدیا۔ یہان چند مدت رہکر نور الدین کے حکم سے یہ بالِس کو چلا گیا جو دریاے فرات کے کنارہ ہے۔ ایک عرصہ تک یہان قیام پذیر رہا۔ پھر بغداد مین جا رہا۔ یہان امام مقتفی لامر اللہ نے اسکی بڑی خاطر داری کی۔ آیندہ مجھے نہین معلوم وہ کب مرا۔ جب یہ دمشق مین (برسرِ حکومت) تھا۔ اوسوقت ایک شخص معین الدین اُنر بن عبد اللہ اسکے دادا طغتکین کا ایک غلام اس کا مختار کار تھا یہی شخص ہے جس کے نام سے اعمال دمشق کے بلاد غور مین قصر معین الدین منسوب ہے۔ یہ معین الدین ۲۳ ربیع الآخر ۵۴۴ھ (اگست ۱۱۴۹ء) کی رات کو مرا تھا اسی کی بیٹی سے نور الدین محمود نے نکاح کیا تھا۔ اور اوسکے مرنے کے بعد سلطان صلاح الدین کے نکاح مین آئی تھی۔ رحمہم اللہ تعالے اجمعین۔ دمشق مین اس کا ایک مدرسہ ہے۔ بعد مین مجیر الدین اِبق کی وفات کی تاریخ بھی معلوم ہوگئی۔ اس کا مین نے نور الدین محمود کے حال مین جس کا ذکر آیندہ آے گا۔ انشاء اللہ تعالے بیان کیا ہے۔ وہان دیکھنا چاہئے۔

(۱) بعض لوگ اسے تتش پڑھتے ہین مگر غلط ہے۔

(۲) یہ نام اقسنقر نہین ہے۔ آقسنقر ہے۔

(۳) دیکھو آق سنقر حاجب کا تذکرہ ۹۹۔

(۴) یہ ایک غلطی ہے۔ انطاکیہ جنگ صلیبی والون نے ۱۰۹۸ء مین لیا تھا۔

(۵) جکر الفہادین احاطہ محافظین پلکان جِکر اوس زمین کو کہتے ہین جس کے گرد احاطہ کھنچا ہو۔ خلفا اور دیگر شاہان مشرق کے یہان اکثر چیتے پالے جاتے تھے اونکو انسان کے مطلب کے موافق شکار کرنے کی تعلیم دیجاتی تھی۔

(۶) سلطان صلاح الدین کے ایک بھائی کا بھی یہی لقب اور یہی نام تھا۔ دیکھو اس سے اوپر کا تذکرہ ۱۱۸۔

(۷) باطنیہ اور اسماعیلیہ ایک ہی فرقہ ہے۔ اہل یورپ مین الحشیشہ کے نام سے وہ زیادہ مشہور ہین۔

(۸) فراش کا کام ہے کہ اپنے آقا کے خیمہ نصب کرے۔ قالین وغیرہ بچھا دے۔ اور اثاث البیت کی دیکھ بھال کرتا ہے۔

۱۲۰ ام علی تقیہ بنت ابی الفرج غیث بن علی بن عبد السلام بن محمد بن

جعفر السلمیٰ الارمنازی الصوری

تاج الدین ابو الحسن علی بن فاضل بن سعد اللہ بن الحسن بن علی بن الحسین بن یحییٰ بن محمد بن ابراہیم بن موسیٰ بن محمد بن صمدون صوری کی ماں تھی۔ اور بڑی عالمہ فاضلہ تھی۔ قصائد اور مقاطیع (دو چار شعر کی چھوٹے چھوٹے نظمین) اچھے کہتی تھی حافظ ابو الطاہر احمد بن محمد سلفی اصفہانی رحمہ اللہ تعالے کی خدمت مین مدت تک سکندریہ مین رہی تھی۔ سلفی نے اپنے ایک تعلیقہ مین اوس کا ذکر کیا۔ اور بڑی تعریف کی ہے۔ اور اپنے ہاتھ سے یہ قصہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ مین اپنے سکونت کے مکان مین ٹھوکر کہا کر گر پڑا۔ پیر کے تلوے مین چوٹ لگ گئی۔ ایک لڑکی نے مکان مین اپنے اوڑہنی کا کنارہ پہاڑا اور میرا پیر باندہ دیا[1]۔ پھر تقیہ نے اوسی وقت یہ اپنے شعر پڑھکر سنائے۔

لَوْ وَجَدْتُ السَّبِيلَ جُدْتُ بِخَدِّي ‏ عِوَضًا عَنْ خِمَارِ تِلْكَ الْوَلِيدَهْ

اگر مجھے کوئی راستہ ملتا تو اس لڑکی کے اوڑہنے کی عوض مین اپنے گال[2] دیدیتے۔

كَيْفَ لِي أَنْ أُقَبِّلَ الْيَوْمَ رِجْلًا ‏ سَلَكَتْ دَهْرَهَا الطَّرِيقَ الْحَمِيدَهْ

مین آج اوس پاؤن کو چوم کر کیسے خوش ہونگی جو اپنے تمام عمر ایسے طریق پر چلا ہے جو تعریف کے لائق ہے۔

اس مضمون کے بیان کرنے مین ہارون (بن علی) بن یحییٰ المنجم کا یہ قول اوسکے نظر مین تھا۔

كَيْفَ نَالَ الْعِثَارُ مَنْ لَمْ يَزَلْ مِنْـــهُ مُقِيمًا فِي كُلِّ خَطْبٍ جَسِيمِ

کیونکہ ٹھوکر کہا گرا وہ شخص جو ہمارے بڑے اہم معاملات مین ہمیشہ مستقیم اور راستباز رہا ہے۔

أَوْ تَوَقَّى الْأَذَى إِلَى قَدَمٍ لَمْ ‏ تَخْطُ إِلَّا إِلَى مَقَامٍ كَرِيمِ

اور کیسے اذیت اوس قدم تک پہونچ سکتے ہے جس نے مقام کریم (بزرگ اور عزت کی جگہ) کے سوا اور کسی طرف پاؤن ہی نہ بڑہایا ہو۔

اس کے سوا اوسکے اور بھی اچھے اچھے اشعار ہین۔ حافظ زکی الدین ابو محمد عبد العظیم منذری رحمہ اللہ تعالے نے مجھ سے ذکر کیا تھا۔ کہ اس تقیہ نے ملک مظفر تقی الدین عمر سلطان صلاح الدین رحمہما اللہ تعالے کے بھتیجے کی مدح مین ایک قصیدہ لکھا۔ یہ قصیدہ خمریہ (بحث شراب مین) تھا۔ مجلس[3] (شراب) کے آلات اور شراب کے متعلق چیزونکا اوس مین وصف تھا۔ جب ملک مظفر نے قصیدہ سنا تو کہنے لگا کہ اس بوڑھیا کو یہ باتین اپنے زمانہ طفولیت سے یاد ہین۔ تقیہ نے سنکر ایک اور قصیدہ حربیہ لکھا ہے۔ اور جنگ وپیکار کا اور اوسکے متعلقات کا اوس مین

(پہلے قصیدہ سے بھی) بہت اچھا بیان کیا۔ اور پھر ملک مظفر کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ جیسے مجھے اوس کا علم ہے۔ ویسے ہی اوسکا بھی علم ہے مقصود اوسکا یہ تھا کہ جو الزام(۴) اوسکے چال وچلن پر ملک مظفر نے لگایا تھا اوس سے برائت حاصل کرے۔ وہ صفر ۵۰۵ھ (اگست ۱۱۱۱ء) مین بمقام دمشق پیدا ہوئی۔ مگر حافظ سلفی کے قلم کا لکھا مین نے دیکھا ہے کہ محرم سنہ مذکور مین پیدا ہوئی ہے۔ اوائل شوال ۵۷۹ھ (جنوری ۱۱۸۴ء) مین وفات پائی۔ اوسکا باپ ابو الفرج مذکور آخر ۵۰۹ھ (جسے بعض نے کہا ہے صفر) مین مرا ہے رحمہ اللہ تعالے۔ یہ روایت مین ثقہ(۵) سمجھا جاتا ہے۔ تقیہ کا دادا علی بن عبد السلام بوقت چاشت روز یکشنبہ ۹۔ ربیع الآخر ۴۷۸ھ (اگست ۱۰۸۵ء) کو صور مین مرا۔ اس کا بیٹا ابو الحسن علی مذکورہ ا۔ صفر ۶۰۴ھ (ستمبر ۱۲۰۶ء) کو بڑی عمر کا ہوکر سکندریہ مین مرا۔ وہ اصل مین صور کے خاندان سے اور مصر کا رہنے والا تھا۔ نحو اور علم قرائت(۶) مین بہت اچھا اور خط مین بڑا خوشنویس اور جو کچھ لکھتا اوسے صحیح لکھتا تھا۔

اوسکے باپ فاضل مذکور کی تاریخ ولادت شوال سنہ ۴۷۹ھ (ستمبر ۱۰۸۶ء) تھے دمشق مین پیدا ہوا تھا۔ یہ بات مین نے سلفی کے قلم کے لکھے ہوے اور اوسی سے نقل کی ہے۔ اور اوسکی وفات کی تاریخ ابتداے ربیع الاول ۵۶۸ھ (اکتوبر ۱۱۷۲ء) ہے۔ سکندریہ مین وفات پائی تھی۔ اوسکی کنیت ابو محمد تھی۔ تاریخ وفات مین نے اوسکے بیٹے ابو الحسن علی مذکور کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہے۔

اَرْمَنازِی۔ بفتح ہمزہ وسکون راے مہملہ ومیم ونون والف وزاے معجمہ ارمناز کی طرف منسوب ہے جو اعمال دمشق مین ایک قریہ ہے جسے بعض نے انطاکیہ کے اعمال مین بتایا ہے۔ مگر اول قول صحیح ہے۔ لیکن سمعانی کہتا ہے کہ وہ علاقہ حلب مین ہے۔ اور مجھ سے خود بھی ایک شخص جس نے ارمناز کو دیکھا ہے کہتا تھا کہ اوسکے اور اعزاز(۱) اعمال حلب کے درمیان جس سے ارمناز مغربی جانب کو ہے ایک میل سے بھی فاصلہ کم ہے۔

صُوری۔ بضم صاد مہملہ وسکون واو وراے مہملہ شہر صور کی طرف منسوب ہے جو ساحل شام پر آباد ہے۔ اور آجکل اہل فرنگ کے ہاتھ مین ہے۔ خذلہم اللہ تعالے ۵۱۸ھ (۱۱۲۴ء) مین اونپر وہ مسلط ہوگئے ہین۔ اللہ تعالے نے مسلمانون کو اوسکی فتح آسان کرے آمین

---

(۱) ایسے جلیل القدر اور عالم آدمی کے قلم سے جو یہ چند الفاظ کسی لڑکی کے نسبت نکل گئے تو اوسکی بہت بڑی عزت ہوگی اس پر وہ جس قدر فخر کرے بجا ہے۔ حافظ سلفی کے لئے دیکھو تذکرہ ۴۳۔

(۲) نزاکت اور نرمی رخسار شعرا کا فرسودہ اور اعلےٰ درجہ کا مضمون ہے۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۸۳ نوٹ ۱۱

(۴) لفظی ترجمہ۔ اپنے مکان کے صحن کے براۃ۔

(۵) دیکھو تذکرہ ۸۴ نوٹ ۵ ۔

(۶) دیکھو تذکرہ ۹۸ نوٹ ۱ ۔

(۷) یہ مصنف نے پیچھے سے اضافہ کیا ہے ۔ گو پہلے لکھے ہوسے کو کاٹکر درست کرنا بھول گیا ہے جیسا کہ وہ اکثر کیا کرتا ہے ۔ اور اس وجہ سے یہان ایک بیان دوسرے کے مخالف ہوگیا ہے ۔ عزاز کو اعزاز بھی لکھتے ہین ۔ عزاز حلب کے شمال مین ہے ۔ اور اپنی خوبصورتی اور سیرابی و شادابی مین مشہور ہے ۔

(۸) اس صورپر ۶۸۹ ؁ تک ابن خلکان کے مرنے سے سات برس بعد تک بھی مسلمانونکا قبضہ نہ ہوا تھا ۔

۱۲۱ ابو غالب تمّام بن غالب بن عمر اللغوی معروف بالتیانی

قرطبہ کا رہنے والا مگر مُرسیہ مین وطن اختیار کرلیا تھا ۔ فن لغت مین امام تھا ۔ اور اسکی روایت مین ثقہ[۱] مانا جاتا تھا ۔ دیانت و فقہ اور تورع مین مشہور تھا ۔ اوسکی ایک کتاب لغت مین مشہور ہے ۔ اختصار عبارت اور کثرت افادہ مین کوئی کتاب ایسی تصنیف نہین ہوئی ۔ اوسکا ایک قصہ مشہور ہے جس سے اوسکی دیانت اور علم معلوم ہوتا ہے ۔ ابن الفرضی نے بیان کیا ہے کہ امیر ابو الجیش مجاہد بن عبد اللہ عامری[۲] جب مُرسیہ پر قابض ہوا تو اوس نے ابو غالب کے پاس جو وہان رہا کرتا تھا ہزار دینار یہ کہکر بھیجے ۔ اپنے کتاب کے نام مین یہ الفاظ زیادہ کردیجئے "یہ کتاب ابو غالب نے ابو الجیش مجاہد کے واسطے تالیف کی ہے" ابو غالب نے وہ دینار واپس کردئے ۔ اور کہا کہ اگر تمام دنیا بھی تو مجھے دیدے تو ایسا کام مین کبھی نہ کرونگا ۔ اور جھوٹ کو روا نہ رکھونگا ۔ مین نے یہ کتاب خاص کر تیرے لئے نہین بنائی ہے علی العموم تمام مخلوق کے واسطے بنائی ہے مجھے اس رئیس کے علوہمت اور اس عالم کی نزاکت نفس اور پاک باطنی پر تعجب آتا ہے ۔ ابن حیان کہتا ہے کہ علم اللسان مین ابو غالب سب سے مقدم تھا ۔ اور اوسکی لغت دانی تمام اہل علم کے نزدیک مسلم مانی جاتی تھی ۔ اوسکی ایک اور کتاب لغت مین ہے جس کا نام اوس نے تلقیح العین[۳] رکھا ہے ۔ نہایت مفید کتاب ہے ۔ مریہ مین ماہ جمادی الاول یا جمادی الآخر ۴۳۶ ؁ (۱۰۴۴ ؁ع) مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالے ۔ لغت اوس نے اپنے باپ سے اور ابو بکر الزُبیدی سے پڑہا تھا ۔ تیانی میرے نزدیک تین (انجیر) کی طرف منسوب ہے ۔ یہ اوسکی خرید و فروخت کرتا ہوگا ۔ واللہ اعلم ۔

(۱) اوس زمانہ مین لغت اس طرح کتابون مین مدون نہ تھا ۔ بلکہ لغت عرب سے مراد وہ زبان تھی جو بدوی عرب بولتے زبان اسلام سے پیشتر یا ابتداے اسلام مین تھی قبل اس سے کہ وہ عجم والون سے میل جول پیدا کرین ۔ اور وہ

زبان جو اس زمانہ بنی عباس مین تھی قابل فہم نہین سمجھی جاتی تھی۔ اس لئے ضرور ہے کہ الفاظ کے معانی اونہین محاورات کے موافق بیان کئے جاتے جو بدوی عربون کے قدیمی زبان مین تھے۔ اس واسطے جو علما ہوتے وہ ان معانی کے راوی ہوتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ابن خلکان کو تیانی کی بیان مین اوسے ثقہ بتلانے کی ضرورت پڑی ہے ثقہ وہ شخص ہے جو اپنے روایت مین معتبر ہو۔ اور جو کچھ بیان کرے قابل اعتبار سمجھا جاوے۔

(۲) ابو الجیش مجاہد بن عبد اللہ العامری ہشام بن الحکم خلیفہ اندلس کے حاجب یا وزیر اعظم عبد الرحمن بن المنصور کا مولی تھا۔ سنہ ۴۰۶ھ (سنہ ۱۰۱۵ع) مین جزائر سارڈینیہ وغیرہ پر چڑھ کر گیا تھا جس کا حال کاندی نے لکھا ہے۔ واپسی کے وقت بہت سے لڑائی اور جھگڑونکے بعد دینیا مرسیہ اور اوسکے گرد و نواح کے شہرونپر اوس نے قبضہ کر لیا تھا۔ دینیہ مین جہان کا کہ وہ والی تھا۔ سنہ ۴۳۶ھ (سنہ ۱۰۴۴ع) مین وفات پائی وہ بہت بڑا منصف مزاج اور لائق حاکم اور اہل علم کا بڑا قدردان تھا جسکی تعریف کی داستانین اب تک مشہور ہین اوسے قرطبہ مین لاکر دفن کیا تھا۔ ماخوذ از بینات المُلّس۔

(۳) رئیس غالباً اوس کا لقب ہوگا۔ اپنے زمانہ کا رئیس اللغویین اوسے کہتے ہونگے۔

(۴) تلقیح العین کے معنے ہین بارور ی چشم۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیل بن احمد کے کتاب العین کا تتمہ ہے یا اوسکی شرح ہے

---

۱۲۲ ابو علی تمیم المعز بن المنصور بن القائم بن المہدی

کا بیٹا تھا اوس کا باپ مصر اور مغرب کا حاکم تھا اور اوس نے قاہرہ معزیہ کو آباد کیا تھا جس کا ذکر حرف[1] میم مین آے گا۔ انشاء اللہ تعالے اوسکے اہل بیت مین سے کچھ لوگونکا حال تو ہم اوپر لکھ آے ہین۔ اور باقیون کا ہم آیندہ لکھینگے۔ انشاء اللہ تعالے۔

یہ تمیم بڑا فاضل و شاعر اور بڑا لطیف و ظریف ماہر فن تھا۔ لیکن مملکت کا والی یہ نہین ہوا۔ کیونکہ اس کا بھائی عزیز ولی عہد تھا باپ کے بعد وہ ہی حاکم ہوا تھا۔ اس عزیز کے بھی اشعار بہت اچھے ہوتے تھے۔ ابو منصور ثعالبی نے یتیمہ مین ان دونونکا ذکر کیا ہے۔ اور اونکے بہت مقاطع نقل کئے ہین۔ اس تمیم کے اشعار مین سے یہ شعر ہین۔

مَا بَانَ عُذْرِی فِیهِ حَتّٰی عَذَّرَا ‌ ‌ ‌ وَمَشَی الدُّجٰی فِی خَدِّہٖ فَتَحَیَّرَا

میرا عذر (اوسکے محبت سے) نسبت اوس وقت تک قابل پذیرائے نہ ہوا۔ کہ اوس کے چہرہ کے گرد خط نہ نکل[2] آیا۔ اور اوسکے رخسارہ پر تاریکی نہ دوڑ گئے۔ اور حسن و جمال اپنے کمال کو نہ پہونچ گیا۔

هَمَّتْ تُقَبِّلُہٗ عَقَارِبُ صُدْغِہٖ ‌ ‌ ‌ فَاسْتَلَّ نَاظِرُہٗ عَلَیْهَا خَنْجَرَا

اوس کے گن پٹی کے گرد مون نے اوس (کے لبون) کا بوسہ لینا چاہا۔ لیکن اوسکے آنکھ نے اونپر قتل کرنیکے لئے خنجر نکالا

واللہ لولا ان لا یقال تغیرا — وصبا وان کان التصابی اجدرا

واللہ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہینگے اوس کا (محبت مین) دماغ پھر گیا ہے۔ حالانکہ تصابی اور محبت سزاوار اور اچھی چیز ہے۔

لاعدت تفاح الخدود بنفسجا — لثما وکافور الترائب عنبرا

تو مین بوسہ لینے مین اوس کے سیبون کو بنفشہ اور کافور سے (گورے) سینہ کو عنبر سمجھتا۔

یہ بھی اوسی کے ہین۔

اما والذی لا یملک الامر غیرہ — ومن ھو بالسر المکتم اعلم

یاد رکھئے قسم ہے اوس کے جس کے سوا کوئی کسی بات کا مالک نہین اور اوس کے جو نہایت پوشیدہ بھید کو بھی خوب جانتا ہے

لئن کان کتمان المصائب مولما — لاعلانھا عندی اشد و آلم

اگرچہ مصائب کا پوشیدہ رکھنا بہت ہی تکلیف اور رنج دیتا ہے۔ تاہم اوس کا اظہار بھی میرے لئے اوس سے بڑھکر سخت اور رنج دینے والا ہے۔

وفی کل ما یبکی العیون اقلہ — وان کنت منہ دائما اتبسم

مجھ پر وہ سب رنج ہین۔ جن کا قلیل حصہ بھی آنکھون سے آنسو نکلوا دیتا ہے۔ حالانکہ مین اوس کے خاطر ہمیشہ متبسم اور خندان رہتا ہون۔

صاحب یتیمہ نے یہ بھی اوسی کے شعر لکھے ہین۔

وما ام خشف ظل یوما ولیلۃ — ببلقعۃ بیداء ظمآن صادیا

ننھے سے ہرن کے بچے کی ماں جو دن رات بے آب وگیاہ بیابان مین تشنہ وپیاسی رہی ہو۔

تھیم فلا تدری الی این تنتھی — مولھۃ حیری تجوب الفلافیا

جو بھٹکتے پھرتے ہو اور نہ جانتے ہو کہ کہان تک اوسے جانا پڑیگا۔ سرگشتہ وحیران بیابانون مین چلے جاتے ہو

اضر بھا حر الھجیر فلم تجد — لغلتھا من بارد الماء شافیا

دوپہر کے گرمی نے اوسے ضرر پہونچایا ہو۔ اور اوس نے اپنے پیاس بجھانے کے لئے ٹھنڈے پانی

کا ایک قطرہ بھی نہ پایا ہو۔

فلما دنت من خشفها انعطفت لہ ۔۔۔ فالفتہ ملہوف الجوانح طاویا

پھر جب وہ اپنے بچے کے قریب آئے۔ اور محبت سے اوس پر جھکے تو اوسے سوختہ پہلو اور بھوکا پیٹ پایا ہو۔

باوجع منی یوم شدت حمولہم ۔۔۔ ونادی منادی الحی ان لا تلاقیا

اتنی رنجور اور درد وکھہ مین مبتلا نہ ہوے جس قدر مین (اپنے محبوب کی جدائی سے) اوس دن ہوا جب کہ اون کے اونٹون پر کجاوہ کسیگئے۔ اور حی کے منادی نے ندا کی کہ اب تیرے کبھی ملاقات نہ ہوگی۔

لوگ کہتے ہین کہ یہ شعر بھی اوسی کا ہے۔

وکما یمل الدہر من اعطائہ ۔۔۔ فکذا ملالتہ من الحرمان

جس طرح روزگار ناہنجار اوسکے (کثرت) عطا سے ملول ہوتا ہے۔ اسی طرح اوس (ممدوح) کو اوس وقت ملال ہوتا ہے جب کہ وہ کسی کو مجبوراً محروم کرتا ہے۔

اس کے اشعار سب لچھے ہوتے تھے۔ مصر مین وہ ذی قعدہ ۳۷۴ھ (اپریل ۹۸۵ء) مین مرا ہے رحمہ اللہ تعالے۔ یہ صاحب الدول المنقطعہ(۲) کا قول ہے۔ مگر المسبحی(۳) نے اتنا اپنی تاریخ مین اور زیادہ کیا ہے۔ کہ وہ بروز شنبہ بوقت زوال ۱۳۔ ماہ مذکور کو مرا ہے۔ اور اوسکا بھائی عزیز نزار بن المعز اوسکے بستان مین نماز جنازہ مین موجود تھا۔ قاضی محمد بن النعمان(۴) نے غسل دیکر ساٹھ کپڑونکا کفن پہنایا۔ اور بستان سے مغرب کے وقت باہر لاکر قرافہ(۵) مین نماز پڑھائی۔ قصر مین لیجاکر اوس حجرہ مین اوسے دفن کردیا۔ جہان اوسکے باپ معز کی قبر تھی۔ محمد بن عبد الملک(۱) ہمدانی نے اپنی کتاب المعارف المتاخرہ مین بیان کیا ہے۔ کہ وہ ۳۷۵ھ مین مرا ہے۔ واللہ اعلم۔ اور ان دونو کے سوا اوروں نے کہا ہے کہ ۳۳۷ھ مین پیدا ہوا تھا۔

---

(۱) دیکھو تذکرہ ۶۹۸

(۲) مسلمانون مین ابتداے اسلام سے جب سے کہ پردہ کا قاعدہ جاری ہوا ہے عورتونکی نسبت اشعار مین ذکر کرنا معیوب سمجہا جاتا ہے۔ اسواسطے اشعار مین شعرا کے مخاطب نوعمر لڑکے ہوتے ہین۔ اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچ گئی ہے کہ معشوق مین نوخیز لڑکونکے سے صفات استعمال کئے جاتے ہین اسلئے یہان عذار کا ذکر کیا گیا ہے علاوہ برین ان اشعار سے اسلام مین اہل تصوف دوسرا کام لیتے ہین وہ انکے پڑھنے اور سننے سے وہ جوش پیدا کرتے ہین جو صفائی قلب کا ایک بہت بڑا آلہ ہے۔ اسواسطے الفاظ ظاہر مین کچھ ہی کیون نہ ہون۔ مگر اونکا مقصد اس معشوق سے معشوق

حقیقی ہوتا ہے جہان تذکیر و تانیث سب مفقود ہے

(۳) یعنی کاکلون نے۔ دیباچہ دیکھو۔

(۴) بنفشہ اور عذار کی شباہت کے لئے دیباچہ دیکھو۔ عربی شعرا کے نزدیک کافور سپیدی او گورے پن کے۔ اور مشک سیاہی کی علامت ہے۔ اور عنبر خوشبو اور سپیدی کے لئے مشہور ہے۔

(۵) محبت اوسکی مصیبت ہے۔ مگر محبوبہ کی حرمت و عزت نے اوسکے چھپانے پر اوسے مجبور کر دیا ہے۔

(۶) دیکھو تذکرہ ۶۸ نوٹ ۴۔

(۷) ابو عبد الرحمن محمد بن عبد اللہ العتقی ایک کتاب موسوم تاریخ المغاربہ کا مصنف ہے (ماخوذ از مشتبہ الاسماء للذہبی) یہ عتقی (۳۸۳ھ) (۹۹۳ء) میں تھا (از تاریخ الحکما للزوزنی) ثابت بن قرہ کے تذکرہ میں میں نے ایک نوٹ لکہا ہے اوس میں زوزنی کا حوالہ دیا ہے۔ (دیکھو تذکرہ ۱۲۵ نوٹ ۷)

(۸) محمد بن النعمان قیروان میں ۳۴۰ھ (۹۵۲ء) میں پیدا ہوا اور اپنے باپ کے ساتھ مصر کو آیا تھا۔ یہان عزیز نے ۳۷۴ھ (۹۸۴ء) میں اسے قاضی مقرر کیا تھا۔ اس سے قبل یہان اس کا بہائی علی بن النعمان قاضی تہا۔ جو اسی سال مرا تہا۔ قاضی محمد نے ۳۸۹ھ (۹۹۹ء) میں وفات پائی۔ اوسکے تقرر کے وقت جو رسومات ادا کئے گئے اون کا بیان اس طرح کیا گیا ہے جب عزیز کے پاس سے ایک جبا اور ایک تلوار اسکے واسطے آگئی تو یہ اپنے مکان سے شہر کو گیا چونکہ وہ بیمار تہا۔ ایک خچر پر ایک سایہ دار کرسی رکھی گئی۔ اور اوس میں اوسے سوار کیا گیا جب وہ جامع مسجد میں پہونچا۔ تو اوس میں اسقدر طاقت نہ تھی جو مجلس میں بیٹھ سکے۔ اس لئے وہ اپنے بیٹے عبد العزیز اور برادر زادہ اور شہود کو اوسے رسومات کے لئے چھوڑ کر مکان کو چلا گیا۔ اون لوگونکی موجودگی میں بعد نماز جمعہ اوس کے تقرر کا شاہی فرمان پڑہا گیا۔ اور اوسکے ذریعہ سے سکندریہ مکہ مدینہ اور ملک شام کا قاضی مقرر ہوگیا۔ اوسے مسجد میں نماز پڑہانے کا حق دیا گیا تہا۔ جو صوبونکے والیون اور وزیرونکا حق تھا۔ دار الضرب کا حاکم بھی وہی تھا۔ اوزان و اکیال کی نگرانی بھی اوسی کے سپرد تھی جو پہلے محتسب کے خدمتین ہوا کرتے تہین۔ اس فرمان میں اوس کے باپ اور بہائی کے بہی تعریف کیگئی تھی۔ (ماخوذ از تاریخ قضاۃ مصر لابن حجر)

(۹) دیکھو تذکرہ ۲۴ نوٹ ۹۔

(۱۰) حاجی خلیفہ کے بیان کے مطابق ابن عبد الملک ہمدانی ۵۲۱ھ (۱۱۲۷ء) میں مرا ہے۔

۱۲۴ ابو یحییٰ تمیم بن المعز حمیری صنہاجی

انکا نسب عماد نے خریدہ مین اس طرح لکھا ہے - ابو یحییٰ تمیم بن المعز بن بادیس بن المنصور بن بلکین بن زیری بن مناد بن منقوش بن زنارک بن زید الاصغر بن واشفال بن وزغفی بن سری بن وتلکی بن سلیمان بن الحارث بن عدی الاصغر المثنیٰ[1] (جمیر ثانیا وہ سے ان) بن المسور بن یحصب بن مالک بن زید بن الغوث الاصغر بن سعد (جس کا نام عبد اللہ تھا) بن عوف بن عدی بن مالک بن زید بن سدد بن زرعہ (جس کو حمیر بن اصغر بھی کہتے ہین) بن سبا الاصغر بن کعب بن زید بن سہل بن عمرو بن قیس بن معاویہ بن جشم بن عبد شمس بن وائل[3] بن الغوث بن حیدان[4] بن قطن[5] بن عوف بن عریب بن زہیر بن ایمن بن الہمیسع بن عمرو بن حمیر (جسے عرنجج بھی کہتے ہین) بن سبا الاکبر بن یشجب[6] بن یعرب بن قحطان بن عابر علی حیر (جس کا نام ہود علیہ السلام ہے) بن شالخ (صالح) بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام - یہ تمیم اپنے باپ معز کے بعد افریقیہ اور اوس کے گرد نواح کا مالک ہوگیا تھا - سیرت کا نیک اور اوسکے کام قابل تعریف تھے - اہل علم کا دوست اور ارباب فضائل کا بڑا قدردان تھا - ابن السراج صوری وغیرہ سے شعرا قدردوست اوس کے پاس آکر جمع ہوگئے تھے - سب سے اول افریقیہ مین اوس کا دادا مثنیٰ[1] بن المنصور گیا تھا - ابو علی الحسن بن رشیق قیروانی نے اوسکی مدح مین بہت کچھ لکھا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے -

أَصَحُّ وَأَعْلَىٰ مَا سَمِعْنَاهُ فِي النَّدَىٰ ۔۔۔ مِنَ الْخَبَرِ الْمَأْثُورِ مُنْذُ قَدِيمِ

سب سے زیادہ صحیح اور اعلےٰ درجہ کے بخشش کے خبر جو قدیم زمانہ سے سنتے چلے آرہے ہین وہ وہ -

أَحَادِيثُ تَرْوِيهَا السُّيُولُ عَنِ الْحَيَا ۔۔۔ عَنِ الْبَحْرِ عَنْ كَفِّ الْأَمِيرِ تَمِيمِ

حدیثین ہین - کہ جن کے روایت سیلاب باران سے اور باران بحر سے اور بحر امیر تمیم کے ہاتھ سے بیان کرتا ہے[7] -

امیر تمیم بھی اچھے اشعار کہتا تھا چنانچہ وہ کہتا ہے -

إِنْ نَظَرَتْ مُقْلَتِي لِمُقْلَتِهَا ۔۔۔ تَعْلَمُ مِمَّا أُرِيدُ نَجْوَاهُ

اگر میری آنکھ اوسکے آنکھ کو دیکھ لے تو وہ جان جاتی ہے کہ میرا کس سے راز (و نیاز) کے ملاقات کا ارادہ ہے -

كَأَنَّهَا فِي الْفُؤَادِ نَاظِرَةٌ ۔۔۔ تَكْشِفُ أَسْرَارَهُ وَفَحْوَاهُ

گویا اوسکے نظر دلکے اندر دیکھ لیتی ہے - اور اوسکے اسرار و اشارات اوسپر منکشف ہوجاتے ہین -

یہ بھی اوسی کے ہین -

سَلِ الْمَطَرَ الَّذِي عَمَّ أَرْضَكُمْ ۔۔۔ أَجَاءَ بِمِقْدَارِ الَّذِي فَاضَ مِنْ دَمْعِي

اوس کثرت باران سے پوچھیے جو تمہاری تمام ملک مین پھیلا ہے کہ اوسی قدر (کثرت سے) آیا ہے جس قدر کہ میرے آنسوؤن سے بہا ہے -

اذا کنتُ مطبوعاً علی الصدّ والجفا ... فمن این لی صبرٌ فاجعلہ طبعی

اگر تیری طبیعت (اپنے عاشق سے) منہ پھیر لینا ہے اور اوس پر جفا کرنا ہوتی ہے تو چاہیے کہ مین بھی صبر کرنا اپنی طبیعت کرلون۔ مگر میرے پاس وہ ہے کہان۔

یہ بھی اوسی کے ہین۔

وخمرٍ قد شربتُ علی وجوہٍ ... اذا وُصفت تجلّ عن القیاسِ

بارہا مین نے (پری) چہرون (کے حسن وجمال) سے شراب پی ہے کہ جنکے (خوبصورتی کے اگر صفت کیجاے تو قیاس سے بڑہ جاتی ہے۔

خدودٍ مثل وَرْدٍ فی ثغورٍ ... کدُرٍّ فی شعورٍ مثل آسِ

(اونکے) رخسارہ مثل گلاب کے (رنگ کے) (اون کے) دانتون مین (سپیدی) مثل موتی کے اور بالون مین (سیاہی) آس[9] کے ہے۔

کتاب السیل مین عماد کاتب نے اوسکا ذکر کیا اور یہ شعر اوسکے لکھے ہین۔

فذکرتُ فی نار الجحیم وحرّھا ... یاویلتاہ[10] ولات حین مناصِ

مین نے آتش دوزخ اور اوسکے (شدت) حرارت کا (اور دوزخیون کے پکار کا) خیال کیا۔ کہ افسوس ہم پر مخلصی کا وقت بھی نہین رہا۔

فدعوت ربی ان خیر وسیلتی ... یوم المعاد شہادۃ الاخلاصِ

تو اپنے پروردگار سے دعا کے کیونکہ یوم معاد مین اونکے نزول رحمت کے لئے میرا سب سے بہتر وسیلہ اخلاص کی شہادت ہے

اوسکے اشعار اور نیز اوسکے فضائل وخوبیان بہت کثرت سے ہین۔ وہ جب بخشش کرتا تو بڑے بڑے انعام دیا کرتا تہا۔ اوسکے عہد حکومت مین مہدی محمد بن تومرت جس کا ذکر آیندہ آیگا انشاء اللہ تعالے۔ بلاد مشرق سے واپسی کے وقت افریقیہ مین ہو کر گزرا تہا۔ اور جن لوگونکو اوس نے دیکھا کہ سنن شریعت پر نہین چلتے اونہین ناپسند کیا تہا۔ اور اسی وجہ سے وہ مراکش پر گیا اور جو واقعات کہ وہان گذرے وہ مشہور ہین۔

یہ امیر تمیم بروز دوشنبہ ۱۳۔ رجب ۴۲۲ھ (جولائی ۱۰۳۱ء) کو بلاد افریقیہ کے شہر منصوریہ مین جسے صبرہ بھی کہتے ہین پیدا ہوا تہا۔ اور باپ نے مہدیہ کی ولایت اوسے صفر ۴۴۵ھ مین سپرد کی تھی۔ پھر جب اوسکا باپ ۴۔ شعبان ۴۵۴ھ (اگست ۱۰۶۲ء) مین مرگیا۔ جیساکہ آیندہ اوسکے بیان مین آیگا انشاء تعالے تو یہ ہی کل ملک کا مالک ہوگیا

اور آخیر عمر تک برابر بادشاہی کرتا رہا۔ شب شنبہ نصف رجب ۴۵۴ھ (فروری ۱۰۶۲ء) کو وفات پائی۔ پہلے اپنے ہی قصر مین مدفون ہوا
مگر بعد مین مُنَسْتِیر(۱۱۱) کے قصر السیدہ مین لیجا کر دفن کردیا۔ رحمہ اللہ تعالے۔
جب یہ مرا تو اوس نے کوئی سو سے اوپر بیٹے اور ساٹھ بیٹیان چھوڑی تھین۔ جیسا کہ اوس کے پوتے ابو محمد عبد العزیز بن شداد بن
الامیر تمیم نے کتاب اخبار القیروان مین لکھا ہے۔ رحمہ اللہ تعالے۔ اس کے آبا و اجداد کے نام تو ہم اوپر ضبط کر آئے ہین۔ ا ور
باقی طول کے سبب سے چھوڑ دئے ہین۔ مین نے اپنے قلم سے ان نامونکو ٹھیک ٹھیک(۱۱۲) لکھدیا ہے جس کو صحیح نقل کرنا ہو
میرے لکھے کو دیکھکر نقل کرے مین نے اونہین بڑے بڑے فضلا کے خط سے نقل کیا ہے۔ صنہاجی کا بیان اوپر ہم
لکھ آئے ہین مُنَسْتِیر کا ذکر حرف ہا مین بُوصِیرِی(۱۱۳) کے بیان مین آئیگا۔ انشاء اللہ تعالے۔

---

(۱) یہ نسب نامہ ابن خلکان کے خاص دستخطی نسخہ سے لیا گیا ہے۔ اور عماد الدین نے خریدہ مین جو دیا ہے اس سے بھی مقابلہ
کرایا گیا ہے اور نویری نے خاندان زیری کے جو تاریخ لکھی ہے اوس سے بھی ملا لیا ہے۔ نویری کہتا ہے کہ مین نے یہ نسب نامہ
الجمع والبیان فی تاریخ المغرب والقیروان مصنفہ نبیرہ تمیم بن المعز بن بادیس سے لیا ہے جس کا نام عز الدین ابو محمد عبد العزیز
بن شداد تھا مجھے اس نسب نامہ کے جھوٹے ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔ یہ زیری سلاطین کے خوشامد مین بنایا گیا ہے۔ جو قدرتی
طور پر عربی نسل سے ہونا پسند کرتے تھے۔ اس مین بہت سے نام تو بربری زبان کے معلوم ہوتے ہین۔ اور اس سے اس امر کا
ثبوت پایا جاتا ہے کہ قبیلہ صنہاجہ مین اوسوقت عربی زبان عام نہ تھی۔ ایسے نسب نامہ اور بہت مشہور ہین جو اپنے آپ کو حمیری
شعبہ اور قحطان کے نسل سے بتاتے ہین۔ لیکن ایسے کوئی فہرستین نہین ہین جو ایک دوسرے کے موافق ہون۔ مگر یہ عجیب
نسب نامہ ہے جو قبیلہ صنہاجہ کا برابر حمیر تک مسلسل چلا گیا ہے۔ اور اگر یقیناً ثابت ہوجاے تو شمالی آفریقیہ کے تاریخ مین
ایک عظیم الشان چیز ہوگی۔ اس امر کو واقعی بہت سے مورخین نے تسلیم کیا ہے۔ لیکن صرف اس بنا پر کہ مشتبہ نسب نامون مین
صنہاجہ کا عربی النسل ہونا پایا جاتا ہے مین اسے تسلیم نہین کر سکتا۔
(۲) قلمی نسخون مین ان نامونکے حروف پر نقطہ لگانے مین بڑا فرق پایا جاتا ہے۔ زناک کو زیاک واشفال کو اشفاک ورعفی
کو درعی و رعقی وتلوکی کو وبلوکی لکھا ہے۔
(۳) یا واثل۔
(۴) یہ شاید حمدان ہو
(۵) خریدہ مین قطن ہے۔
(۶) فاموس مین یشجب ہے۔

(۷) ابن شداد مورخ (دیکھو نوٹ ۱) کہتا ہے۔ کہ اوسکے خاندان مین سے منقذ بن منصور سب سے اول شخص ہے جو مغرب اور شرق تک چلا گیا تہا جب کہ اہل حبش نے ملک یمن بنی حمیر سے لے لیا تھا۔ ایک عراف نے اوس سے پیشین گوئی کی تھی۔ کہ تمہاری نسل مین سے ایک شخص کو وہان کی بادشاہی ملیگی۔

(۸) شعراے عرب سخاوت کو سیل یا بحر سے مشابہت دیا کرتے ہین اور اکثر اوسے رطوبت کی علامت سے تعبیر کرتے ہین۔ اسی واسطے یہ شاعر سیل کے پانی کو ممدوح کے ہاتھ سے نکلا ہوا بتاتا ہے۔ اور نیز سمندر سے بارش کی طرف اور بارش سے سیل کی طرف آیا ہوا ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے یہ رطوبت یا سخاوت ایک قدیمی حدیث کے مشابہ ہوے جو نسلاً بعد نسل چلی آتی ہو۔

(۹) شعراے عرب سیاہی مین اکثر بالون کو آس سے مشابہت دیا کرتے ہین۔ اور آس سے استعارۃً اکثر بال مراد ہوتے ہین

(۱۰) یہ سورہ ص کے تیسرے آیت کا ایک جزو ہے۔

(۱۱) دیکھو تذکرہ ۱۰۵ نوٹ ۲۔

(۱۲) دیکھو تذکرہ ۱۰۱۔ نوٹ ۱۱۔

(۱۳) دیکھو نوٹ (۱)

(۱۴) اس مین ناقلون نے اعراب اوڑا دے ہین۔

(۱۵) دیکھو تذکرہ ۹۳۔ ۷۔

۱۲۴ ملک معظم شمس الدولہ توران شاہ بن ایوب بن شاذی بن مروان

ملقب فخر الدین

کے باپ اور اس کے بہائی تاج الملوک[۱] کا ذکر اوپر کر آے ہین۔ یہ سلطان صلاح الدین رحمہ اللہ کا بہائی اور عمر مین اوس سے بڑا تھا۔ سلطان اسکی بہت تعریف کرتا اور اپنے اوپر اوسے ترجیح دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ سلطان کو خبر پہونچی۔ کہ عبد النبی بن مہدی نام ایک شخص یمن مین ایسا پیدا ہوا ہے جو کہتا ہے کہ میری بادشاہی تمام دنیا مین پھیل جائیگی۔ اور یمن کا بڑا حصہ اوسکے قبضہ مین آگیا ہے۔ قلعون کا مالک ہوگیا ہے۔ اور خطبہ اپنے نام کا پڑھوا تا ہے جب سلطان کی حکومت اوسوقت خوب مضبوط ہو چکی۔ اور لشکر قوی ہوگیا تو۔ اوس نے اپنے بہائی شمس الدولہ کو اچھا لشکر دیا اور دیار مصر سے رجب ۵۶۹ھ مین یمن کی طرف روانہ کیا۔ شمس الدولہ وہان پہونچا۔ خدا تعالے نے اوسے فتح عطا فرمائی۔ یمن کا خارجی مارا گیا

یہ اوسکے بڑے حصہ کا مالک ہوگیا۔ اور خلق کثیر کو اپنے داد و دہش سے مالامال کردیا۔ وہ دل کا کریم تہا۔ احسان سے خوش ہوتا تہا۔ یہ یمن سے لوٹ کر آیا تو سلطان اوسوقت حلب پر محاصرہ کئے پڑا تہا۔ یہ دمشق مین ذی الحجہ ۵۷۱ھ مین پہونچا۔ جب سلطان محاصرہ سے واپس ہوکر دیار مصر کو جانے لگا تو اسے دمشق کا حاکم مقرر کردیا کچھ مدت وہان رہکر پہر یہ بھی مصر چلا آیا۔ ابن شداد نے سیرت صلاح الدین مین ذکر کیا ہے کہ اوس نے بروز پنجشنبہ غرہ صفر کو اور اوسی سیرت مین دوسری جگہ پر ہے کہ ۵ صفر ۵۷۶ھ (جون ۱۱۸۰ء) کو سکندریہ مین وفات پائی۔ پھر اوسکی علاتی بہن ست الشام بنت ایوب اوسے دمشق کو لے گئی۔ اور جو مدرسہ کہ اوس نے شہر کے باہر بنایا تہا اوس مین بہائی کو دفن کردیا۔ وہان اوسکی قبر ہے۔ اور ست الشام کی اور اوسکے بیٹے حسام الدین عمر بن لاجین اور نیز اوسکے شوہر ناصر الدین ابو عبداللہ محمد بن اسدالدین شیرکوہ صاحب حمص کی بھی وہین قبر تھی۔ لاجین کے بعد اوس نے اس سے نکاح کرلیا تہا۔ رحمہم اللہ تعالے اجمعین۔ اس حسام الدین کی وفات شب جمعہ ۱۹ رمضان ۵۸۷ھ (اکتوبر ۱۱۹۱ء) کو ہوئی تھی یہی حسام الدین شبل الدولہ کافور بن عبداللہ الحسامی خادم کا آقا ہے جس نے مدرسہ وخانقاہ شبلیہ دمشق کے باہر قاسیون کے راستہ پر بنائی ہے یہ دونون چیزین وہان بہت مشہور ہین شبل الدولہ نے کثرت سے اوقاف جاری کئے اور خیراتی کامون پر توجہ کے جو دنیا دین تمام مخلوق کے لئے) اور دین مین (خود اس کے اور تمام مسلمانونکے واسطے) نافع و مفید ہین۔ اسکی وفات رجب ۶۲۳ھ (جولائی ۱۲۲۶ء) مین ہوئی تھی اور اپنی قبر مین جو مدرسہ کے برابر ہے مدفون ہوا تہا۔ ناصر الدین محمد بن شیرکوہ کا ذکر حرف شین مین اوسکے باپ کے بیان مین آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ست الشام (سیدۂ شام) مذکورہ ۱۶ ذی قعدہ ۶۱۶ھ (جنوری ۱۲۲۰ء) کو مری ہے۔

جب یہ بیان مین لکھ چکا تو مجھے ایک فاضل کے ہاتھ کا لکھا ہوا جو اس فن سے خوب واقف تہا یہی حال جس کا مین نے یہان ذکر کیا ہے بلکہ اس سے کچھ اور زیادہ ملگیا۔ اس لئے جو کچھ مین نے یہان لکھ دیا ہے اوسے تو چھوڑ دیا۔ اور یہ زیادہ حال یہان نقل کرتا ہون وہ کہتا ہے کہ جب بلاد یمن شمس الدولہ کا مطیع ہوگیا۔ اور وہان کا اوس نے اچھی طرح انتظام کرلیا تو اوسے وہان رہنا پسند نہ آیا کیونکہ وہ بلاد شام کا پرورش یافتہ تہا جو کثیرۃ الخیر ملک ہے۔ (جہان انسان کے مرغوب چیزین انواع واقسام کے میوہ جات پیدا ہوتے ہین۔) حالانکہ بلاد یمن ایک بنجر خطہ ہے۔ ان مین سے کسی چیز کا وہان پتا بھی نہین اوس نے اپنے بہائی صلاح الدین کو لکہا کہ میرا استعفا منظور ہو۔ بلاد شام کی جانب واپسی کا مجھے اذن دیا جاسے۔ اور اسی کے ساتھ اپنے حال زار کے اور اون تکالیف کی شکایت کی۔ کہ عدم حصول مایحتاج زندگانی سے اوسے اوٹہانا پڑین۔ صلاح الدین نے اوسکے پاس ایک قاصد کے ہاتھ خط بہیجا جس مین وہان کے قیام کے ترغیب دی تھی۔ اور لکہا تہا کہ وہ ملک کثیرۃ الاموال اور بہت بڑی سلطنت ہے۔ جب شمس الدولہ نے اس خط کو سنا تو

اپنے متولی خزانہ (خانساماں) سے کہا کہ ہزار دینار لاؤ جب وہ لایا تو صلاح الدین کے قاصد کی موجودگی مین اپنے استاد الدار (توشہ خانہ کے داروغہ) سے کہا کہ یہ تھیلی بازار کو بھیجکر اس سے برف کا ایک ٹکڑا مول منگاؤ۔ داروغہ نے عرض کیا یہ ہونا یہ تو یمن کا ملک ہے یہان برف کہان سے آیا۔ اچھا جانے دو۔ اون سے کہو کہ بادامی خوبانی آلو کا ایک طبق لاؤ۔ داروغہ نے کہا یہ بھی یہان کہان ہوتا ہے۔ اسی طرح اوس نے دمشق ... کے تمام انواع واقسام کے پہلونکے ایک ایک کرکے نام لئے اور داروغہ اس پر تعجب کرتا گیا جب وہ کسی قسم کی چیز کو کہتا تو کہتا مولانا یہ چیز یہان کہان ہوتی ہے۔ جب یہ سب باتین تمام ہوگئین تو شمس الدولہ نے قاصد سے کہا کہ کاش مجھے یہ معلوم ہوجاتا تو کیا اچھا تھا کہ یہ مال (دولت جو اس ملک مین ہے) مین اپنے کس کام مین لاسکتا ہون جب کہ میری خوشیان اور میری خواہشین یہان پوری نہین ہوسکتین۔ روپیہ پیسہ تو بعینہٖ کچھ کہانے کی چیز نہین۔ اس سے تو یہ فائدہ ہے کہ انسان اپنے اغراض کو پہونچ سکے۔ (سو وہ یہان میسر نہین)۔ قاصد صلاح الدین کے پاس واپس آیا اور جو حال گزرا تھا سب عرض کردیا۔ صلاح الدین نے بھائی کو واپسی کی اجازت دیدی

قاضی فاضل نہایت عمدہ عبارت مین اوسے خط لکہا کرتا۔ اور شوق ملاقات کا اظہار کیا کرتا چنانچہ اوسکے یہ ابیات مشہور ہین جو اوس نے اپنے ایک خط مین لکھے ہین۔

لَا تَضْجَرَنَّ مِمَّا اَتَیْتُ فَاِنَّہٗ ... صَدْرٌ لِاَسْرَارِ الصَّبَابَۃِ یَنْفُثُ

جو کچھ مین نے کیا اوس سے تو ملول وآزردہ نہ ہو۔ کیونکہ (افسوس میرا) سینہ اسرار عشق ومحبت کو (مخلوق مین) فاش کردیتا ہے۔

اَمَّا فِرَاقُکَ وَاللِّقَاءُ فَاِنَّ ذَا ... مِنْہُ اَمُوْتُ وَذَاکَ مِنْہُ اُبْعَثُ

لیکن رہا تیرا فراق اور وصل۔ سو وہ (فراق) ایسا (جان کن) ہے کہ اوس سے مرجاتا ہون۔ اور یہ ایسا (تازگی بخش) ہے کہ اس سے مین جی اوٹھتا ہون

حَلَفَ الزَّمَانُ عَلٰی تَفَرُّقِ شَمْلِنَا ... فَمَتٰی یَرِقُّ لَنَا الزَّمَانُ وَیَحْنَثُ

زمانہ نے ہماری جماعت مین تفرق ڈالنے کے قسم کہائی ہے۔ نہ معلوم وہ ہم پر کب مہربان ہوگا۔ اور اپنی قسم توڑیگا۔

کَمْ یَلْبَثُ الْجِسْمُ الَّذِیْ مَا نَفْسُہٗ ... فِیْہِ وَلَا اَنْفَاسُہٗ کَمْ یَلْبَثُ

وہ جسم کب تک موجود رہ سکتا ہے۔ کہ جس مین جان نہ ہو۔ اور کب تک رہیگا جس مین سانسین نہ ہون۔

حَوْلَ الْمَضَاجِعِ کُتْبُکُمْ فَکَاَنَّنِیْ ... مَلْسُوْعُکُمْ وَہِیَ الرُّقَاۃُ النُّفَّثُ

تمہارے خطوط میرے بستر کے گرد پہیلے ہوے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا مین تمہارا مار گزیدہ ہون۔ اور وہ منتر

پڑہنے اور پہونکنے والے ہین - (۶)

غرض جب وہ تاریخ مذکور پر دمشق پہونچا۔ اور صلاح الدین نے دیار مصر کو معاودت کی۔ تو یہ وہان اپنے بہائی کی طرف سے قائم مقام ہوا۔ پہر یہی ۵۶۷ھ مین مصر چلا گیا اس سے پیشتر کہ وہ یمن کو جاے ۵۶۸ھ (۱۱۷۳ء) مین صلاح الدین نے اسے ملک نوبہ کی فتح کو بہیجا تہا۔ مگر جب وہان گیا تو اوس ملک کو اس لائق نہ پایا کہ اس کے تحت کا کاوش کی جاے اسلئے معاودت حاصل ہوی۔ وہ تہوڑا کہ جو حاصل آیا۔ تاہم لوٹ مین غلام بہت کثرت سے لایا۔ صلاح الدین نے اوسکے واسطے بہت سی جاگیرین دی رکہی تہین۔ اسی کے نواب مین خراج وصول کرکے اوسے بہیجتے تہے۔ لیکن پہر بہی جب مرا ہے تو اوس پر کوئی (خزانہ شاہی کے) دو لاکہہ دینار قرض تہے۔ صلاح الدین نے وہ سب قرضہ ادا کر دیا۔ میرا استاد شیخ مہذب الدین ابو طالب محمد بن علی معروف بابن الخیمی الحلی (حلہ کا رہنے والا) جو مصر مین آرہا تہا اور بڑا ادیب و فاضل تہا مجہسے بیان کرتا تہا کہ شمس الدولہ توران شاہ بن ایوب کو مین نے خواب مین دیکہا ہے۔ کہ اوسکی مدح مین مین نے کچہہ بیتین کہی ہین اور وہ مرا ہوا مردہ قبر مین پڑا ہے۔ یہ سنکر اوس نے اپنا کفن لپیٹا۔ اور مجہہ پر پہینک دیا۔ اور یہ اشعار پڑہے۔

لَا تَسْتَقِلَنَّ مَعْرُوفاً سَمَحْتُ بِہٖ ۔۔۔ مَیْتاً فَاَمْسَیْتُ مِنْہُ عَارِیاً بَدَنِیْ

چہوٹا نہ سمجہو اوس بخشش کو جو مین نے میت ہونے کی حالت مین کی ہے۔ کیونکہ اوس سے میرا بدن برہنہ رہ گیا ہے۔

وَلَا تَظُنَّنَّ جُوْدِیْ شَابَہٗ بُخْلٌ ۔۔۔ مِنْ بَعْدِ بَذْلِیْ مُلْکَ الشَّامِ وَالْیَمَنِ

یہ نہ خیال کرو۔ کہ بخل میری بخشش مین کچہہ داغ لگا سکتا ہے جب کہ مین نے ملک شام اور یمن (کے دولت) کو اوڑا ڈالا ہو۔

اِنِّیْ خَرَجْتُ مِنَ الدُّنْیَا وَلَیْسَ مَعِیْ ۔۔۔ مِنْ کُلِّ مَا مَلَکَتْ کَفِّیْ سِوٰی کَفَنِیْ

جب مین دنیا سے نکلا تو کچہہ میرے دست قدرت مین تہا اوس سے سواے کفن کے میرے ساتہہ کچہہ نہ تہا۔

جب وہ یمن مین تہا تو زبید مین اوس نے اپنی طرف سے سیف الدولہ ابو المیمون المبارک بن منقذ کو جس کا ذکر حرف میم مین آیگا انشاء اللہ تعالے نائب مقرر کر دیا تہا۔ (۹)

توران بضم تاے فوقانیہ و سکون واؤ و راے مہملہ و الف و نون عجمی لفظ ہے۔ و شاہ بہ شین معجمہ عجمی زبان مین ملک کو کہتے ہین۔ توران شاہ کے معنی ہین مشرق کا بادشاہ مشرق کو توران اس سبب سے کہتے ہین کہ وہ ترکون کا ملک ہے اور عجمی لوگ ترک کو ترکان کہتے ہین۔ رفتہ رفتہ ترکان سے بگڑ کر توران ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

---

(۱) دیکہو تذکرہ ۱۰۴ و ۱۱۸۔

(۲) دیکہو تذکرہ ۸۷ نوٹ ۲

(۳) دیکھو تذکرہ ۱۲ نوٹ ۶ ۔

(۴) دیکھو تذکرہ ۲۷۷ ۔

(۵) مشمش لوزی کا ترجمہ مین نے بادامی قسم کا زردآلو کیا ہے ۔ یہ شام کے ملک کا ایک میوہ ہے ۔ بہت خوبصورت اور نہایت مزہ دار ہوتا ہے گٹھلی بھی اسکی شیرین ہوتی ہے ۔

(۶) قاضی فاضل یہان اوس جاہلانہ رسم کی طرف عالمانہ اشارہ کرتا ہے جو ایام جاہلیت مین عربون مین پہیلے ہوے تھے جبکسی شخص کو سانپ کاٹ کہاتا تو منتر پڑہنے والے بولائے جاتے اور وہ زخم پر منتر پڑہ پڑہ کر پہونکتے ۔ اور طرح طرح کی رسمین عمل مین لاتے تھے ۔ اور سمجتے تھے کہ اس سے بیمار اچہا ہوجائیگا ۔ ایک اور بھی بڑا مروج قاعدہ تہا کہ اس مریض کو سونے سے روکتے تھے ۔ اور اس غرض سے جہانجن اور گلے کے طوق جنہین عورتین پہنتی ہین ۔ تمام رات اوس کے مکان پر بجاتے تہے ۔ یا مریض خود ہی بجاتا تہا چنانچہ نابغۃ الذبیانی شاعر کہتا ہے ۔

یُسَهَّدُ مِن لَیلِ التَّمَامِ سَلِیمُهَا ۔۔۔ لِحَلْیِ النِّسَاءِ فِی یَدَیهِ قَعَاقِعُ

اوس کا بیمار ڈسا ہوا بیمار رات بہر جاگتا ہے ۔ اور جہنجہنانی کی آواز اوس عورتون کے زیورات سے نکلتے ہے جو اوسکے ہاتون مین ہوتا ہے ۔

(۷) اٹھارہ لاکھ روپیہ پہرہ دار ۔

(۸) دیکھو تذکرہ تاج الدین الکندی زید بن الحسن ۲۲۵

(۹) دیکھو تذکرہ ۵۲۵ ۔

حرف الثاء مثلثہ

۱۲۶ ابو الحسن ثابت بن قرہ بن ہارون (یا زہرون) بن ثابت بن کرایا بن ہارینوس بن مالاجریوس حرانی

ایک بڑا حاسب (ریاضی دان) اور حکیم تہا ۔ ابتداءً وہ حران مین صرافی کا کام کیا کرتا تہا ۔ پہر بغداد کو چلا آیا ۔ اور علوم (۱) اوائل کی تحصیل مین مشغول ہوگیا تہا ۔ جن مین اوس نے بڑا کمال حاصل کرلیا خصوصاً طب مین اپنے زمانہ مین سب سے

بڑھ گیا۔ مگر فلسفہ کا بڑا شوق تہا۔ اوسکی تالیف اس کثرت سے ہین کہ مختلف فنون مین کوئی بیس کتابین اوسکی تالیف سے ہونگی۔ اوس نے اوس اقلیدس کی عبارت کو درست کیا جسے حُنَین بن اسحاق عبادی نے عربی مین ترجمہ کیا تہا۔ اور فضولیات کو نکالکر امور مُستَبہَم و مُبہَم کی توضیح بھی کردی۔ اپنے زمانے کے بہت بڑے فضلا مین سے تہا مگر اس سے اور اسکے اہل مذہب سے کچھ ایسی بحثین ہوئی تہین جنہین وہ اپنے مذہب مین برا تصور کرتے تہے۔ وہ سب ملکر اسے اپنے رئیس کے پاس لے گئے اوسنے ایسی مسئلون سے اوس سے اس کے قول کو ناپسند کیا۔ اور ہیکل مین آنے سے منع کردیا۔ (مجبوراً) ثابت نے توبہ کی۔ اور اون باتون سے باز آیا۔ مگر چند مدت بعد پھر وہی اقوال کہنے لگا آخر اون لوگون نے اپنے مجمع مین آنے سے بالکل منع کردیا جس سے وہ حران سے نکل کر کفر توثا مین چلا آیا۔ اور وہین رہنے لگا۔ اسے مین کچھ مدت بعد محمد بن موسیٰ بلاد روم سے بغداد کو واپس آتا تہا۔ اس سے (اتفاقاً) ملاقات ہوگئی۔ وہ اسے ایک بڑا فاضل اور فصیح دیکہکر اپنے ساتھ بغداد لے آیا اور اپنے ہی مکان مین ٹہیرایا۔ پہر خلیفہ کی خدمت مین پیش کیا جس نے اُسے اپنے منجمین مین داخل کرلیا۔ اوسوقت سے یہ بغداد مین رہنے لگا۔ وہین اسکی اولاد بھی ہوئی۔ اور اب تک نسل بھی موجود چلی آتی ہے۔

کفر توثا۔ بفتح کاف و سکون فا و ضم تا (بعجلہ و ضم) تا سے فوقانیہ و ثا سے مثلثہ جزیرہ فراتیہ مین دارا کے قریب ایک بڑا قریہ ہے۔ ثابت ۲۲۱ھ (۸۳۶ء) مین پیدا ہوا اور بروز پنجشنبہ ۲۶۔ صفر ۲۸۸ھ (فروری ۹۰۱ء) مین وفات پائی صابی مذہب تہا۔ ابراہیم اوسکا ایک بیٹا بھی تہا۔ یہ بھی علم و فضل مین اپنے باپ کا ہی ہمسر تھا۔ بہت اچھا طبیب حاذق تہا اور فن طبابت مین اپنے زمانہ مین سب سے مقدم شمار کیا جاتا تہا ایک مرتبہ اوس نے سری رفو گر شاعر کا علاج کیا مرض کو آرام ہوگیا۔ رفا نے اسکے حق مین یہ شعر کہے۔ یہ اشعار اون سب اشعار سے احسن ہین جو طبیب کی نسبت کسی نے کبھی کہی ہون۔

هَلْ لِلْعَلِيلِ سِوَى ابْنِ قُرَّةَ شَافِي بَعْدَ الإِلٰهِ وَهَلْ لَهُ مِنْ كَافِي

اللہ تعالیٰ کے بعد بیمار کے لئے کوئی شافی ہے ابن قرہ کے سوا اور (اگر وہ نہ ہو تو) کیا اسکے لئے کوئی کافی ہو سکتا ہے

أَحْيَا لَنَا رَسْمَ الْفَلَاسِفَةِ الَّذِي أَوْدَى وَأَوْضَحَ رَسْمَ طِبٍّ عَافِي

فلاسفہ کے آثار جو ہلاک ہوچکے تھے اس نے ہمارے لئے پہر زندہ کر دیے۔ اور طب کی نشانیان جو مٹ گئی تہین اونہین واضح و روشن کردیا۔

فَكَأَنَّهُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ نَاطِقًا يَهَبُ الْحَيَاةَ بِأَيْسَرِ الأَوْصَافِ

گویا وہ عیسیٰ ابن مریم ہے جو (زبان سے) بولکر نہایت آسانی کے ساتھ (مردونکو) زندگی دیا کرتے تھے۔

شَكَوتُ لَهٗ قَارُورَتِي فَأَرَى بِهَا ... مَا أَكَنَّ بَيْنَ جَوَانِحِي وَشَغَافِي

مین نے اپنا قارورہ دکہایا۔ تو اوس نے اوس سے وہ حالات دیکھ لئے جو میرے پہلوؤن کی درمیان اور دل کے اندر پوشیدہ تھے۔

يَبْدُو لَهُ الدَّاءُ الْخَفِيُّ كَمَا بَدَا ... لِلْعَيْنِ رَضْرَاضُ الْغَدِيرِ الصَّافِي

اسکو مرض پوشیدہ ایسا دکہائی دیتا ہے جیسے تالاب مین جسکا پانی صاف شفاف ہو تہہ سے پڑے ہوئے نظر آتی ہے

یہ بہی اُسی سری کے شعر اوسکے بیٹے کے شان مین ہین۔

بَرَزَ ابْرَاهِيمُ فِي عِلْمِهِ ... فَرَاحَ يُدْعَى وَارِثَ الْعِلْمِ

ابراہیم کو علم مین وہ کمال حاصل ہوگیا ہے کہ جس سے اوسے وارث العلم کالقب دیا گیا ہے۔

أَوْضَحَ نَهْجَ الطِّبِّ فِي مَعْشَرٍ ... مَا زَالَ فِيهِمْ دَارِسَ الرَّسْمِ

اوس نے مخلوق مین طب کا راستہ روشن اور واضح کردیا جسکے اثار ایک مدت دراز سے اون مین مٹ مٹا گئے تھے۔

كَأَنَّهُ مِنْ لُطْفِ أَفْكَارِهِ ... يَجُولُ بَيْنَ الدَّمِ وَاللَّحْمِ

اوسکے لطف افکار سے آپ یہ خیال کرینگے کہ (بیماریون کو بخوبی دریافت کرنے کے لئے) وہ گویا خون اور گوشت کے اندر ہوکر گزرجاتا ہے۔

إِنْ غَضِبَتْ رُوحٌ عَلَى جِسْمِهَا ... أَصْلَحَ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجِسْمِ

اگر روح اپنے جسم سے ناخوش ہوجاے تو وہ روح اور جسم کے درمیان اصلاح کردیتا اور دونو کو ایک دوسرے سے راضی کردیتا ہے۔

اسی ثابت کا ابوالحسن ثابت بن سنان بن ثابت بن قرۃ ایک پوتا بہی تہا جو صابی مذہب تہا۔ اور ایام معزالدولہ بن بویہ مین جسکا ذکر اوپر آچکا ہے بغداد مین رہا کرتا تہا۔ یہ بہی بڑا اچھا طبیب عالم فاضل تہا۔ لوگ اوس سے بقراط اور جالینوس کی کتابین پڑہا کرتے تھے۔ معانی کی تحقیقات مین بہت غور وخوض کرتا۔ اور اپنے دادا ثابت کے مسلک پر چلتا تہا۔ اوسیکے طرح اوس نے طب فلسفہ ہندسہ اور جمیع اقسام ریاضیات قدما مین کمال حاصل کیا۔ اسکی ایک کتاب تاریخ مین بہی ہے۔ جو اوس نے بہت اچھی لکھی ہے۔ یہ بہی لوگون نے بیان کیا ہے کہ ابیات مذکورہ بالا سری رفا نے اسی کی شان مین لکھی ہین۔ واللہ اعلم۔

حرانی حران کی طرف منسوب ہے جو جزیرہ مین ایک مشہور شہر ہے۔ ابن جریر طبری رحمہ اللہ تعالی نے بھی

اپنی تاریخ مین ذکر کیا ہے کہ ہاران حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے چچا نے یہ شہر آباد کیا تھا اور اوسی کے نام سے موسوم ہوگیا تھا۔ پھر معرب ہو کر حران ہوگیا۔ یہ ہاران بی بی سارہ زوجہ ابراہیم علیہ وعلے نبینا افضل الصلوۃ والسلام کا باپ تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھی ایک بھائی کا نام ہاران تھا۔ جو حضرت لوط علیہ السلام کا باپ تھا۔ جوہری نے اپنی کتاب الصحاح مین لکھا ہے کہ حران شہر کا نام ہے نسبت اوس سے حرنانی خلاف قیاس آتی ہے۔ قیاس کے مطابق حرانی ہونا چاہیئے تھی جو عوام کی زبان پر جاری ہے۔(۹)

---

(۱) علوم اوائل کے لئے دیکھو تذکرہ ۶۵ نوٹ ۲

(۲) یہ صابی مذہب تھا جو عیسائی مذہب کی ایک شاخ ہے۔

(۳) محمد بن موسے کے لئے دیکھو تذکرہ ۶۷۹۔ اور تاریخ ابو الفدا جلد دوم صفحہ ۱۴۲

(۴) زوزنی کہتا ہے کہ محمد بن موسے نے ثابت بن قرہ کو جس خلیفہ کے خدمت مین پیش کیا تھا وہ معتضد تھا۔

(۵) ان اشعار کے ابن خلکان نے گو بہت بڑی تعریف کی ہے۔ لیکن مین تو یہی کہونگا کہ نہ تو ان کی عربی ہی کچھ پاکیزہ ہے اور نہ مضمون ہے کچھ دلچسپ ہے۔

(۶) دیکھو تذکرہ ۷۱۔

(۷) علماے ازمنہ وسطے کے نزدیک ریاضیات جسے علوم یقینیہ بھی کہتے ہین حاجی خلیفہ کے قول کے مطابق چار قسم پر تھین حساب[۱] اقلیدس[۲] موسیقی[۳] اور ہیات[۴]۔ یہان حساب مین جبر و مقابلہ اور اقلیدس مین مساحت بھی داخل سمجھنا چاہیئے۔

(۸) یہ ثابت بن سنان بن ثابت بن قرہ خلیفہ المطیع للہ عباسی کے زمانہ اور اقطع معز الدولہ احمد بن بویہ کی عہد حکومت مین تھا جس کا ذکر تذکرہ ۱۷ مین آچکا ہے۔ اوس سے پہلے خلیفہ الراضی کے پاس رہتا تھا۔ یہان کمال علم طب کے باعث اس کی بڑی قدر تھی۔ وہ اس فن کے اصول کا بہت بڑا عالم اور اوس کے کتابون کے مشکلات کو خوب حل کر سکتا تھا۔ شفاخانہ بغداد کا سب سے بڑا افسر تھا۔ ہلال بن المحسن بن ابراہیم الصابی اس کی بہن کا بیٹا تھا۔ اس نے جو ایک مشہور و معروف تاریخ لکھی ہے وہ تمام دیگر تواریخ سے معلومات مین زیادہ ہے اور سنہ ۲۹۰ کے کچھ بعد سے شروع ہو کر سنہ ۳۶۳ تک ختم ہوتی ہے۔ اسی سال اس کا مصنف مرگیا تھا۔ پھر اس کے بعد اس کے بھانجے ہلال نے اپنے زمانہ کا حال اس مین اور زیادہ کیا ہے۔ اگر یہ تاریخ نہ ہوتی تو بہت باتین اوس زمانہ کی معلوم بھی نہ ہوتین۔ اگر آپ کو تاریخون کا ایک عمدہ اور نہایت ہی اچھا سلسلہ دیکھنا منظور ہو تو پہلے ابو جعفر محمد بن جریر الطبری کی تاریخ کو دیکھو جس مین اول تو مختصر ابتداے آفرینش وغیرہ کا کچھ حال دیا ہے۔ پھر ابتداے اسلام سے تاریخ شروع کر کے سنہ ۳۰۹ پر ختم کر دی ہے۔ اسلام کی

اوس زمانہ کی تاریخون مین یہ سب سے زیادہ معتبر اور اچھی تاریخ ہے پھر تاریخ کے سلسلہ مین اس کے بعد احمد بن ابی طاہر
اور اوس کے بیٹے عبید اللہ کی تاریخ دیکھنا چاہیئے جنہون نے خاندان عباسیہ کا خوب حال لکھا ہے۔ اور ان تفاصیل
کو بھی لکھا ہے جو تاریخ طبری مین نہین پائی جاتین۔ یہ تینون کتابین تقریباً ایک ہی زمانہ کی تاریخین ہین البتہ طبری کے تاریخ
کچھہ آگے بڑھہ جاتی ہے۔ پھر ان کے بعد ثابت بن سنان کی تاریخ ہے۔ اس نے اپنی کتاب طبری کے اختتام سے
کچھہ ہی پہلے زمانہ سے شروع کی اور ۳۶۳ھ پر ختم کی ہے۔ اسکے ساتھ آپ الفرغانی کی کتاب بھی ملالین جو تاریخ طبری
کا ذیل ہے تو یہہ سلسلہ بہت اچھا ہوجائیگا کیونکہ بعض باتین اوس نے ثابت کی بہ نسبت زیادہ تفصیل سے لکھی ہین
پھر ان کے بعد ہلال بن المحسن الصابی کی کتاب آتی ہے جس نے اپنے ماموں کی تاریخ کے خاتمہ سے شروع کرکے ۴۴۷ھ
اپنی کتاب ختم کی ہے جس طرح اس نے سلاطین کے مخفی اسرار کو قلم بند کیا اور اون کے تہ کو پہونچا ہے اس طرح
اس کے معاصرین مین کوئی نہین پہونچا۔ یہ باتین اوسے اپنے بزرگ اعلیٰ ثابت بن قرہ سے معلوم ہوئی تھین جو محکمہ
انشا کا افسر تھا۔ (دیکھو تذکرہ ۴ انوٹ ۶) اور اپنے عہدہ کے لحاظ سے اوسے تمام حالات معلوم ہوجایا کرتے تھے
اور خود بھی اسی دفتر مین مامور تھا اسے خود بھی یہ حالات معلوم ہوتے رہتے تھے۔ اس سے اوسے تاریخی مواد بہت
اچھا مل گیا تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے غرس النعمۃ محمد بن ہلال کی تاریخ ہے۔ جو ۴۷۹ھ تک تو اچھی ہے۔ مگر اس
سے بعد اخیر تک کچھہ اچھی نہین۔ یہ کیون اوس کا سبب خدا خوب جانتا ہے۔ پھر اس تاریخ کو محمد بن عبد الملک الہمدانی نے
لیا ہے اور ۵۱۲ھ تک پورا کیا ہے۔ اسی کو الراغونی نے بھی لیکر ۵۲۷ھ تک پہونچایا ہے۔ لیکن چونکہ یہ کوئی مورخ
نہ تھا اسکی تاریخ اچھی نہین ہے۔ پھر عفیف الدین صدقۃ الحداد نے اوسے لیا ہے اور ۵۷۰ھ سے بھی آگے
تک لے گیا ہے۔ پھر ابن الجوزی نے ۵۸۰ھ تک اور ابن القادسی نے ۶۱۶ھ تک پہونچائی ہے۔ ہلال بن المحسن
کہتا ہے کہ بروز چہارشنبہ ۱۱ ذی قعدہ ۳۶۵ھ (جولائی ۹۷۶ء) کو ابوالحسن ثابت بن سنان ابن ثابت بن
قرہ مورخ مر گیا۔ (ماخوذ از تواریخ الحکما مصنفہ محمد بن علی الخطیبی الزوزنی) جس کتاب سے کہ یہ خلاصہ لیا گیا ہے وہ
محمد بن علی الخطیبی الزوزنی کے کتاب سے جسے اوس نے ۶۴۷ھ مین لکھا ہے۔ اس مین اوس نے بترتیب حروف
تہجی اون یونانی شامی عربون ہندوستانیون اور یہودیون کے نام دیے ہین جو علم طب ہیات اور ریاضی مین نہایت
مشہور تھے۔ اس کے ایک نقل کتب خانہ اسکوریل مین بھی موجود ہے۔ اوس نے اپنے کتاب کے جلد اول کے صفحہ
۲۰۲ وغیرہ مین کچھہ خلاصہ بھی دیے ہین۔ ابوالفرج نے اپنی کتاب مین اسی کتاب سے علمی مضامین لینے مین بہت فائدہ اوٹھایا
ہے۔ اگرچہ اس مین بعض کہلم کہلا غلطیان بھی ہین تاہم طالب علمون کے لیے اس کے مفید ہونے مین کوئی شک

شک نہین کر سکتا ہے۔ افلاطون اور ارسطو کے کتابون سے اس نے بڑی لمبی لمبی فقرونکا ترجمہ کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جو قلمی نسخہ بیلیا ٹہشک ڈوراے مین ہے اوس کے اخیر مین سنہ [illegible] کے ایک نوٹ کی نقل بھی ہے یہ نوٹ ڈاکٹر رسل کے نسخہ سے لیا گیا ہے جو حلب کی تاریخ کا مصنف ہے۔ اس واقعہ کا ذکر ڈاکٹر رسل کے دوسرے جلد کے ضمیمہ مین ہے۔ چنانچہ وہ لکہتا ہے مین نے اتفاقاً حلب مین سنا کہ اس کتاب کا قلمی نسخہ وہان موجود ہے۔ اس نسخے مین نے بڑی دشواری سے اجازت لیکر ایک نقل لے لی۔ مگر مجکو اس کتاب کے قدر و قیمت اس سے دو سال بعد تک بھی تب تک معلوم نہوئی جب تک کہ فرانسیسی قونصل نے ایک پیرس کے خط کے آنے پر یہ درخواست کے کہ شاہی کتب خانہ کے واسطے پیرس کتاب سے ایک اوس کے نقل کر لینے کی اجازت دیجاے جس کے نقل سنہ ۱۷۹۴ء مین بیلیا ٹہاک وراے مین پہونچی۔ جسے اور اوسکے ساتھ اور پانچ کتابون کو مسٹر لگر ڈینڈ سکر یٹر اسٹر پرٹ دوراے نے وراثت مین چھوڑا

ابو الفضل احمد بن ابی طاہر طیفور ایک خراسانی غلام کا بیٹا تہا جو خلفاے عباسیہ کے خدمت مین رہا کرتا تہا یہ بغداد مین سنہ ۲۰۴ھ (سنہ ۸۱۹ء) مین پیدا ہوا پہلے بچونکو پڑہاتا اور کتابت کیا کرتا تہا پھر اوسکی عزت بڑہ گئی اوس نے دریاے دجلہ کے غربی جانب کتب فروشون کے بازار مین ایک دکان کہول لی۔ اوس نے مختلف مضامین پر کوئی پچاس کتابین لکہی ہین جن کے نام کتاب الفہرست مین بہی دئے ہین سنہ ۲۸۰ھ (سنہ ۸۹۳ء) مین مرا ہے۔ اوس کا بیٹا ابو الحسن عبید اللہ نے بہی اپنے باپ کے قدم بقدم پیروی کی۔ یہ بہی مصنف و مؤلف اور پورانی تاریخون کا اپنے مابعد والون کے لئے پہونچانے والا تہا۔ اوس نے اپنے باپ کے تاریخ بغداد کا ذیل لکہا ہے اور خلیفہ المہتدی کے زمانہ تک بیان کرتا چلا گیا ہے۔ اور اوس مین المعتمد المعتضد المکتفی المقتدر کے حالات لکہے ہین۔ کتاب الفہرست نمبر ۴۸۷ صفحہ ۱۹۷)

ابو الحسن عبد اللہ بن الزاغونی جو بغداد کا رہنے والا اور حنبلی فرقہ کا ایک شیخ تہا سنہ ۵۲۷ھ (سنہ ۱۱۳۲ء) مین مرا ہے۔ وہ محدث بہی تہا۔ اور قرات سبعہ کا قاری بہی تہا علم کلام اور اپنے فرقہ کے فقہ سے خوب واقف تہا کچھ کتابون کا مصنف بہی تہا جس سے اوسکی بڑی عزت ہوگئی تہی (ماخوذ از الیافعی)

(۹) حران عربی زبان مین حاے حطی سے لکہا جاتا ہے اور ہاران ہاے ہوز سے۔

۱۲۶ ابو الفیض ثوبان بن ابراہیم (یا الفَیَض) بن ابراہیم مصری

معروف بہ ذو النون (۱)

مشہور صالح اکثر [illegible] طریقت سے تھے۔ علم ذو ورع حال و قال[۴] اور ادب مین یکتاے زمانہ تصور کیے جاتے تھے۔ ان لوگون مین بھی اون کا نام شمار کیا جاتا تھا جنھون نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے موطا[۵] کی روایت کی ہے۔ ابن یونس اپنی تاریخ مین ذکر کیا ہے کہ ذوالنون بڑے حکیم اور فصیح تھے اونکے باپ نوبہ کے رہنے والے (یا مصر صعید) اخمیم والون مین سے اور قریش [illegible] تھے کسی نے ذوالنون سے اونکی توبہ کا سبب پوچھا[۶] کہا کہ مین مصر سے نکل کر کہین کسی گانون کو جاتا تھا [illegible] ایک جنگل مین سو گیا۔ آنکھ کھولی تو دیکھتا کیا ہون کہ ایک قنبرہ[۷] پرندہ جس کے آنکھین کھلی بھی نہ تھین گھونسلے سے زمین پر گر پڑا۔ اسی [illegible] زمین شق ہو گئی۔ اور دو طبق اوس سے باہر آئے ایک سونے کا دوسرا چاندی کا۔ ایک مین تل کے دانے تھے اور دوسرے مین پانی بھرا تھا۔ چڑیا اس مین سے دانہ کھانے اور اوس مین سے پانی پینے لگی [illegible] مجھکو مین نے کہا [illegible] مجھے [illegible] ہے۔ توبہ کرکے اوس کے دروازہ کو ایسا پکڑا کہ اوس نے خلعت قبولیت مجھے عطا فرمایا

متوکل خلیفہ [illegible] اون کے ایک مرتبہ کچھ چغلی کہائی خلیفہ نے اونہین مصر سے طلب کیا جب ذوالنون متوکل کے روبرو [illegible] نصیحت کی باتین کین کہ متوکل رو پڑا۔ اور بڑی تعظیم و اکرام کے ساتھ اونھین اپنے وطن کو واپس کر دیا۔ اس کے بعد جب کبھی متوکل کے سامنے اہل ورع کا ذکر ہوتا تو رویا کرتا تھا اور جب کہ اہل ورع کا ذکر کرتا تو کہتا تہا کہ ذوالنون کو [illegible] ذوالنون جسم کے پتلے دبلے اور رنگ کے سرخ[۸] تھے۔ داڑھی مین اسپید بال نہ تھے طریقت[۹] مین اون کا شیخ شقران عابد تھا۔ یہ اوس کا کلام ہے جب مناجات ٹہیک دل سے نکلتی ہے تو اعضاے جوارح آرام کرتے ہین۔ اسحاق بن ابراہیم السرخسی مکہ مین کہتا تہا کہ ذوالنون ہاتھ مین ہنکڑی اور پیرون مین بیڑیان پڑے ہوے مطبق[۱۰] کو جا رہا تھا۔ لوگ [illegible] رو رہے تھے۔ اور وہ کہتا تہا یہ بھی خدا کی بخشش و عطا ہے جتنی اوس کے کام ہین وہ سب شیرین ٹہیک اور اچھے ہین پھر یہ شعر پڑہے۔

لَکَ مِنْ قَلْبِي الْمَکَانُ الْمَصُوْنُ کُلُّ یَوْمٍ عَلَیَّ فِیْکَ یَھُوْنُ

تیرے واسطے میرے دل مین ایک محفوظ مکان ہے۔ جو ملامت کہ تیرے واسطے ہر روز مجھپر کیجاتی ہے وہ سب خفیف و ہلکی ہے۔

لَکَ عَزْمٌ بِاَنْ اَکُوْنَ قَتِیْلًا فِیْکَ وَالصَّبْرُ عَنْکَ مَا لَا یَکُوْنُ

تیرے خوش کرنے کے لئے مین چاہتا ہون کہ تیری راہ مین قتل ہو جاؤن۔ مگر تیری جدائی[۱۱] پر صبر یہ ایک ایسا امر ہے کہ ممکن نہین ہے۔

ایک مجموعہ مین مجھے ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالے کے کچھ اور حالات بھی معلوم ہوے ہین۔ اوس مین لکھا تہا

کہ ایک فقیر جو اونکے شاگردون مین سے تھا مصر مین اون کے پاس سے چلا گیا اور بغداد مین آیا۔ وہان کہین سماع کی محفل مین اوس کا گذر ہوا جب لوگ جوش مین آئے اور وجد کی حالت اونپر طاری ہوئی تو یہ فقیر بھی اوٹھ چکر لگایا گانا سنا پھر ایک نعرہ مار کر گر پڑا۔ ہلایا تو دیکھا کہ مرگیا ہے۔ جب یہ خبر اوس کے شیخ ذوالنون کو پہونچی تو اپنے اصحاب سے کہا تیاری کرو۔ بغداد کو جاتے ہین پھر اپنے اشغال وضروریات سے فارغ ہوکر بغداد کی طرف چلے جب بغداد مین پہونچے پہونچتے ہی شیخ نے کہا اوس مغنی کو میرے پاس لاو لوگ اوسے بلالائے۔ آیا تو اوس سے فقیر کا سارا حال پوچھا اوس نے سب قصہ بیان کیا۔ کہا خدا اوسے مبارک کرے۔ پھر خود بھی اور اونکے اصحاب نے غنا شروع کیا۔ اور غنا کی ابتدا مین ہی شیخ اس مغنی پر ایسا چلایا کہ وہ مغنی مراہی گرا۔ شیخ نے کہا قتل کے بدلے قتل۔ ہم نے اپنے آدمی کا بدلہ لے لیا پھر دیار مصر کی طرف واپسی کا سامان درست کرنے لگی۔ بغداد مین نہین ٹہیرے۔ فوراً لوٹ گئے۔ ایک بات ایسی ہی میرے زمانہ مین بھی ہوئی۔ اوس کا بیان بھی یہان مناسب ہے۔ شہر اربل مین ہمارے یہان ایک مغنی تہا جو گانے مین نہایت خوش آواز اور استاد تھا۔ اوس کا نام شجاع جبرئیل بن الاوانی تھا۔ وہ سماع کی محفل مین آیا۔ سنہ ۶۲۰ھ سے قبل کا ذکر ہے مجھے واقعہ یاد ہے۔ مین اوسوقت چھوٹا تھا۔ میرے گھر والے اور اور لوگ اوس زمانہ مین اوس کا ذکر کیا کرتے تھے۔ شجاع مذکور نے ایک سریلا نہایت عمدہ قصیدہ گایا جو سبط بن التعاویذی[۱۴۳] شاعر نے جس کا ذکر حرف میم مین محمد (صلعم) کے ساتھ مین آئے گا۔ انشاءاللہ تعالے لکھا تہا اور جس کا اول یہ ہے۔

سقاكَ سارٍ منَ الوسمِيّ هتّانُ   ولا رقَتْ للغوادِي فيكَ اجفانُ

خدا کرے کہ جھڑی کا بادل رات کے وقت موسم بہار مین برسکر تجھے سیراب کرے۔ اور جو ابر تجھپر برسانے کے لئے صبح ہی صبح آتا ہے اوسے نظر نہ لگ جائے۔

پھر گاتے گاتے وہ یہان تک پہونچا۔

ولِي الى البانِ منْ رمْلِ الحِمى وطرٌ   فَاليومَ لا الرملُ يُصْبِيني ولا البانُ

(ایک دن وہ تھا کہ مجھے اوس بان کے جو حمی (یعنی قبیلہ کے محفوظ زمین) کے ریت مین تہا بڑے آرزو تھی مگر ایک دن آج ہے کہ ریت مجھے عشق و محبت کی تحریک کرتا ہے اور نہ بان۔

وما عسى يُدرِكُ المشتاقُ منْ وطرٍ   اذا بكَى الربعُ والاحبابُ قدْ بانوا

اور مشتاق اپنے دل کے آرزو کیونکر پا سکتا ہے۔ جب کہ قیام گاہ (خالی پڑے پڑے) رو رہا ہے اور احباب وہان سے چلے گئے ہین۔

كَانُوا مَعَانِيَ الْمَغَانِيْ وَالْمَنَازِلُ أَمْوَاتٌ اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِنَّ سُكَّانُ

وہ لوگ مکانات کے معانی تھے جب منازل میں کوئی رہنے والی نہ رہے تو وہ مردہ ہیں۔

لله كم قَمَرَتْ لُبِّيْ بِجَوِّكَ اَقْمَارٌ وَكَمْ غَازَلَتْنِيْ فِيْكَ غِزْلَانُ

اللہ اللہ کتنے چاندوں (کے سے چہرہ والیوں) نے پیاری قیام گاہ تیرے آسمان میں میرے دل کو چہیند میا دیا اور کتنے ہرنوں نے جو تیرے سح میں رہتے تھیں مجھے بہلایا ہے۔

وَلَيْلَةً بَاتَ يَجْلُو الرَّاحَ مِنْ يَدِهٖ فِيْهَا اَغَنُّ خَفِيْفُ الرُّوْحِ جَذْلَانُ

وہ کیا رات تھی کہ اوس (ساقی) کے گورے ہاتھ سے شراب میں (اور بھی) چمک آگئی تھی جو سبک روحی اور خوشی و خرمی کے ساتھ گا رہا تھا۔

خَالٍ مِنَ الْهَمِّ فِيْ خَلْخَالِهٖ حَرَجٌ فَقَلْبُهٗ فَارِغٌ وَالْقَلْبُ مَلْآنُ

وہ تو غم و ہم سے خالی تھا لیکن اوس کے (پیرون کے) خلخال بڑے تنگ تھے۔ اوس کا دل محبت سے خالی تھا اور (میرا) دل بھرا ہوا تھا۔

يُذْكِي الْجَوٰى بَارِدٌ مِنْ ثَغْرِهٖ شَبِمٌ وَيُوْقِظُ الْوَجْدَ طَرْفٌ مِنْهُ وَسْنَانُ

اوسکے منہ کا چشمہ سرد سوزش عشق کو بھڑکاتا اور چشم خواب آلود وجد کو بیدار کرتی ہے۔

اِنْ يُمْسِ رَيَّانَ مِنْ مَاءِ الشَّبَابِ فَلِيْ قَلْبٌ اِلٰى رِيْقِهِ الْمَعْسُوْلِ ظَمْآنُ

اگر وہ جوانی کی آب و تاب سے ترو تازہ ہو رہا ہے۔ تو میرے پاس بھی ایک دل ہے جو اوس کے شہد آمیز لعاب دہن کا تشنہ ہے

بَيْنَ السُّيُوْفِ وَعَيْنَيْهِ مُشَارَكَةٌ مِنْ اَجْلِهَا قِيْلَ لِلْاَغْمَادِ اَجْفَانُ

تلواروں میں اور اوس کے آنکھوں میں ایک دوسرے کے ساتھ مشارکت ہے۔ اسی سے (تلوار کے) میانوں کو اجفان (پلک) کہتے ہیں۔

جب شجاع الدین اس بیت پر پہونچا تو حاضرین میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا۔ اور بولا شجاع جو تو نے پڑھا ہے پھر پڑھ۔ شجاع نے دو تین مرتبہ اوسے دوہرایا۔ شیخ وجد کی حالت میں تھا۔ پھر ایک خوفناک چیخ مار کر گر پڑا۔ لوگوں نے جانا کہ بیہوش ہو گیا ہے۔ لیکن جب حس منقطع ہو گئی تو حاضرین نے جا کر اوسے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ تو مر گیا ہے۔ شجاع نے کہا کہ میرے سماع میں اس قسم کا واقعہ ایک مرتبہ اور بھی ہو چکا ہے۔ ایک شخص اور بھی پہلے مر گیا ہے۔ یہ قصیدہ نہایت ہی عمدہ قصائد سے ہے۔ اور بہت طویل ہے۔ امام ناصر لدین اللہ ابو العباس احمد بن المستضئ امیر المومنین

عباسی کی مدح مین بتقریب جشن عید الفطر سنہ ۲۱۸ھ مین شاعر نے لکھا تھا۔ واللہ اعلم۔

شیخ ذوالنون کے محاسن بہت کثرت سے مین۔ مصر مین ماہ ذی قعدہ سنہ ۲۴۵ھ یا (فروری سنہ ۸۶۰ء) مین وفات پائی بعض نے سنہ ۲۴۶ھ یا سنہ ۲۴۸ھ بھی بتاتے مین۔ قرافہ صغریٰ مین[۱۵] مدفون ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔ قبر پر ان کی مشہد بنا ہوا ہے۔ اور اوس مین اور بھی بہت صالحین آسودہ ہین۔ رضی اللہ عنہم۔ مین نے اوسکی کتنی ہی مرتبہ زیارت کی ہے۔ ثوبان بفتح تاے مثلثہ وسکون واؤ وفتح باے موحدہ والف ونون۔

(۱) ذوالنون (مچھلی والا) مسلمانون کے نزدیک حضرت یونس علیہ السلام پیغمبر کا لقب ہے۔ اسی لقب سے ثوبان بھی مشہور ہوگئے ہین۔

(۲) دیکھو تذکرہ ۱۱ نوٹ (۳) علم سے مراد یہان غالباً فقہ ہے (۴) دیکھو تذکرہ ۸۰ نوٹ ۴

(۵) اسلام کے ابتدائی زمانہ مین مصنفین کا یہ قاعدہ تھا کہ کتابین آپ بناتے تھے۔ مگر کاغذ وغیرہ پر نہ لکھتے تھے۔ یہ کتابین وہ اپنے شاگردونکو زبانی پڑھایا کرتے تھے۔ اور شاگردان کو لکھ لیتے یا وہ بھی اوسی طرح زبانی ہی دوسرونکو پہنچا دیتے تھے۔ موطا (امام مالک کی ہوا) اسی (قسم) کی ایک بہت مشہور کتاب ہے۔

(۶) قنبرہ کو کوئی لوا بتاتے ہین۔ کوئی بلبل کہتے ہین۔ غالباً یہ ہماری ہندوستان کا جانور نہین۔ بلکہ اور کوئی کلغیدار پرندہ ہے

(۷) تعلوہ حمرہ کے لفظی معنے ہین کہ اونکے بدن کا رنگ سرخ تھا۔ جیسا کہ اکثر حبشیون کا دیکھا جاتا ہے۔

(۸) شُعران عابد کا سنہ وفات معلوم نہین مگر اونکی قبر جنید کے قبر کے پاس ہے (ماخوذ از تاریخ قاہرشاہ)

(۹) اس کا یہ مطلب ہے کہ جب دل کو دل سے راہ ہوجاتی ہے تو پھر زبان کے گفتگو اور اشارہ کی بھی ضرورت نہین رہتی۔

(۱۰) مُطبق بغداد کا سب سے بڑا قید خانہ تھا۔ دیکھو تذکرہ ۹ (۱۱) یہان محبوب ذات باری تعالےٰ ہے۔

(۱۲) سماع کے لفظی معنے ہین سننا۔ مگر یہان وہ مذہبی ناچ کا نام ہے جو چشتی صوفیہ کے مجالس مین مروج ہے۔

(۱۳) ابن خلکان کی عمر اوسوقت بارہ سال کی بھی نہ تھی (۱۴) دیکھو تذکرہ ۶۵۲ (۱۵) بان سے مراد یہان نازک اور پتلی کمر کے نوجوان معشوقے ہے

(۱۶) دیکھو تذکرہ ۱۶ نوٹ ۶ (۱۷) معانی یعنی مکانات کی رونق تھی انھین سے وہان چہل پہل تھی (۱۸) دیکھو تذکرہ ۲۴ نوٹ ۱۲۔

حرف الجیم

۱۲۷۔ ابو حَزرہ جریر بن عطیّۃ بن الخطفیٰ (جس کا نام حُذیفہ یا حذیفہ ہے اور خطفیٰ لقب ہے) ابن بدر بن سلمہ بن عوف بن کُلیب بن یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم بن مُرّ التمیمی مشہور شاعر

اسلام کے نہایت نامی گرامی شعرا سے ہے۔ اس سے اور فرزدق شاعر سے مہاجاۃ اور ہجا بحثی رہا کرتی تھی۔ کبھی یہ یہ اوسکی ہجو کہتا کبھی وہ اسکی کہتا تہا۔ ماہرین فن سخنوری مین سے اکثر کی راے ہے کہ یہ فرزدق سے بڑھکر ہے۔ اور اس بات پر علما کا اتفاق ہے کہ شعراے اسلام مین (۱) جریر فرزدق اور اخطل تین شاعر انکے برابر کوئی اور (چوتھا) نہین ہوا کہتے ہین کہ تغزل (عربی) مین چار مضمون ہوا کرتے ہین۔ فخر مدح ہجو نسیب (عورتون کے حسن کا بیان) ان چارون مین جریر (۲) تمام دیگر شعرا پر سبقت لے گیا

فخر مین اوس کا قول ہے۔

إذا غضبت عليك بنو تميم حسبت الناس كلهم غضابا

جب بنی تمیم تجھ پر غصہ ہون تو تو یہ جان لے کہ دنیا کے تمام آدمی تجھ پر غصہ کرنے والے ہین۔

اور مدح مین اوس کا قول ہے۔

ألستم خير من ركب المطايا وأندى العالمين بطون راح

کیا تم اون لوگون سے جو اونٹون پر سوار ہوے بہتر نہین ہو۔ اور تمام عالم کے لوگون سے ہاتھ کی ہتھیلیون کی طرح زیادہ سخی نہین ہو۔

اور ہجو مین کہتا ہے۔

فغض الطرف إنك من نمير فلا كعبا بلغت ولا كلابا

پس آنکھ (شرم سے) نیچی کر لی تو تو قبیلہ نمیر سے ہے۔ نہ تو کعب تک (درجہ مین) پہونچا ہے اور نہ کلاب تک۔

اور نسیب مین کہتا ہے۔

إن العيون التي في طرفها حور قتلننا ثم لم يحيين قتلانا

اون آنکھون نے جنکی نگاہون مین بہاری (۳) ہے ہمین قتل کر دیا۔ لیکن پھر ہماری مقتولون کو زندہ نہین کیا۔

يصرعن ذا اللب حتى لا حراك به وهن أضعف خلق الله أركانا

یہ معشوق عقل والے کو پچھاڑ کر چت گرا دیتے ہین۔ کہ وہ پھر حرکت بھی نہین کرتا۔ حالانکہ وہ اللہ کے مخلوق مین قوتون کے لحاظ سے ضعیف و کم زور ترین ہین۔

ابو عبیدہ معمر بن المثنی جس کا ذکر آیندہ آتا ہے۔ انشاء اللہ تعالے ایک حکایت بیان کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ جریر اور فرزدق ایک ناقہ پر سوار ہوکر ہشام بن عبدالملک اموی کے پاس ایک مرتبہ روانہ ہوے۔ اس زمانہ مین وہ رصافہ (۴) مین تھا۔ راستہ مین چلتے چلتے جریر قضاے حاجت کے لئے اوتر پڑا۔ اونٹنی (لوٹ لوٹ کر) اپنے سوار کو دیکھنے لگی۔ فرزدق نے

اوسے فرزدق یہ شعر پڑھتے-

ألا مر الثنيين وأنت تقي — وخير الناس كلهم أمامي

اور تو کیوں لوٹتی ہے جب کہ تو میرے سے پیچھے ہے- اور ادھر طرف چل رہی ہیں جو ہم سب سے اچھا آدمی ہمارے آگے ہے-

متى تردي الرصافة تستريحي — من التهجير والدبر الدوامي

جب تو رصافہ میں اتریگی تو گرمی میں چلنے اور پیٹھ کے خون آلود زخم سے آرام پائیگی (جو زین کے گھسنے سے پڑ گئی ہیں)

پھر اول میں کہا اب جریر آئیگا اور میں یہ بیتیں اسے سناؤنگا تو وہ کہیگا-

تلفت أنها تحت ابن قين — الى الكيرين والفاس الكهام

توڑ کر دیکھتی

چونکہ وہ ایک آہنگر زادہ کے نیچے ہے اس لئے وہ پلٹ پلٹ کر دھونکنیوں کے اور کھٹلے کلھاڑی کی طرف دیکھتی ہے

متى ترد الرصافة تخز فيها — كخزيك في المواسم كل عام

جب وہ رصافہ میں پہونچیگی تو اوس میں ذلیل و خوار ہوگی جیسے کہ (۶) میلوں میں ہر سال تجھے رسوائی ہوتی ہے-

راوی کہتا ہے کہ اتنے میں جریر بھی آگیا- دیکھا تو فرزدق ہنس رہا ہے- پوچھا ابو فراس (۷) کیوں ہنستا ہے اوس نے دونوں پہلی بیتیں سنائیں- جریر نے دونوں پچھلی بیتیں سنا دیں- فرزدق نے کہا واللہ یہ تو میں نے کہی ہیں- جریر نے کہا تو نہیں جانتا کہ ہم دونو کا شیطان ایک ہی (۸) ہے- مبرد نے کامل میں ذکر کیا ہے کہ کسی نے فرزدق کے سامنے جریر کا یہ شعر پڑھا-

ترى برصا بأسفل اسكتيها — كعنفقة الفرزدق حين شابا

تو اوس کے نیچے اندام نہانی کے کنارہ پر برص (کا سپید داغ) دیکھے گا جس طرح کہ بڈھی (۹) داڑھی فرزدق کی چمکتی ہے-

جب پڑھنے والے نے بیت مذکور کا مصرعہ اول پڑھ لیا تو فرزدق نے اپنی ڈاڑھی پر اس انتظار میں ہاتھ پھیرا کہ دیکھئے دوسرا مصرعہ اوس کا کیا ہوتا ہے- چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا اوس نے سوچا تھا-

ابو عبیدہ نے یہ بھی حکایت بیان کی ہے- کہ جب جریر کی ماں حمل سے تھی تو اوس نے خواب میں دیکھا کہ اوس کے پیٹ سے سیاہ بالوں کی ایک رسی پیدا ہوئی ہے جب وہ نکلکر نیچے گری تو اچھلتی اور لوگوں کی گردنوں میں پڑتی اور گلا گھوٹنے لگی- اس طرح کتنے ہی جواں مردوں کے کام تمام کئے- جب وہ خواب سے بیدار ہوئی تو نہایت خوف غالب ہوا- لوگوں سے تعبیر پوچھی- اونہوں نے کہا- کہ تو ایک لڑکا جنے گی- جو بڑا شاعر ہوگا مگر ایسا شریر اور سرکش ہوگا کہ مخلوق پر ایک بلائے بے درماں کی طرح تصور کیا جائیگا- جب اوس کے لڑکا پیدا ہوا تو اوس نے

جریر ہی اوس کا نام رکھ دیا۔ جیسا کہ اوس نے خواب میں دیکھا تھا۔ جریر رسی کو کہتے ہیں۔

ابو الفرج اصفہانی نے کتاب الاغانی میں جریر کے بیان میں نقل کیا ہے۔ کہ کسی شخص نے جریر سے پوچھا کہ دنیا میں کون بڑا شاعر ہے۔ کہا اوٹھ میں جواب دونگا۔ اور ہاتھ پکڑ کر اپنے باپ عطیہ کے پاس لایا۔ اوس [illegible] باپ نے اوس وقت ایک بکری پکڑی۔ اور ٹانگیں باندھ کر تھنوں سے اوس کا دودھ پیا تھا۔ جریر نے کہا [illegible] باوا جان باہر آئیے۔ گھر میں سے ایک بڈھا نکلا جس کی صورت بھی بری تھی۔ اور ہیئت بھی بری۔ [illegible] ڈاڑھی پر بہ رہا تھا۔ جریر نے کہا تو نے دیکھا کہا ہاں۔ کہا تو جانتا ہے کہ یہ کون ہے۔ کہا نہیں۔ کہا [illegible] تو جانتا ہے کہ یہ بکری کے تھنوں سے دودھ کیوں پیتا ہے۔ کہا نہیں۔ کہا اس اندیشہ سے کہ اگر کوئی دودھ دوہنے کی آواز سنیگا تو کہیں مانگنے کو آجائیگا۔ کہا دیکھ وہ شخص دنیا میں بڑا شاعر ہے۔ جس نے [illegible] اسّی شاعروں سے مقابلہ کیا۔ اور فخر کرکے سب کو نیچا دکھا کر نوک دم بھگا دیا۔

صاحب الجلیس(۱۰) والانیس (ندیم اور دوست) نے اپنی کتاب میں محمد بن حبیب سے اور اوس نے [illegible] بن ہلال بن جریر سے روایت کی ہے کہ تیرے دادا نے جو یہ شعر کہا تو اوس کا مطلب کس بات کے کرنے کا تھا۔

لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّ آخِرَ عَهْدِهِمْ   يَوْمُ الرَّحِيلِ فَعَلْتُ مَالَمْ أَفْعَلِ

اگر میں جانتا کہ اونکی روانگی کا دن اون سے ملنے کا آخری دن ہے تو میں وہ کام کرتا کہ میں نے کبھی نہیں کیا کہا کہ وہ اپنی آنکھیں نکال ڈالتا تاکہ اپنے احباب کو رخصت ہوتے نہ دیکھتا۔

صاحب الاغانی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ مسعود بن بشر نے مکہ میں(۱۱) ابن مناذر سے پوچھا کہ دنیا میں بڑا شاعر کون ہے۔ کہا وہ شخص جو چاہے کھیل کی باتیں کہے (اور افسانہ لکھے) چاہے ٹھیک ٹھیک باتیں (اور واقعات بیان کرے) مگر جب کھیل کود میں کھے تو تو سمجھے کہ میں اس تک پہونچ سکتا ہوں۔ مگر جب پہونچنا چاہے تو وہ اتنی دور ہٹ جائے کہ تو وہاں تک نہ پہونچ سکے۔ اور جب ٹھیک ٹھیک باتیں کہے تو تجھے اوس تک پہونچنے میں بالکل مایوسی ہو جائے۔ پوچھا تو بھلا ایسا کون شخص ہے۔ کہا جریر جو کھیل کے طور پر کہتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ غَدَوْا بِلُبِّكَ غَادَرُوا (چھوڑنا)   وَشَلاً بِعَيْنِكَ لَا يَزَالُ مَعِينَا

وہ (معشوق) جو صبح ہی صبح جاتے وقت تیرا دل(۱۲) لے گئے وہ ایک بڑا چشمہ چھوڑ گئے ہیں۔ جو تیری آنکھ سے ہمیشہ بہتا رہتا ہے۔

غَيَّضْنَ مِنْ عَبَرَاتِهِنَّ وَقُلْنَ لِي   مَاذَا لَقِيتَ مِنَ الْهَوَىٰ وَلَقِينَا

اونہوں نے اپنے آنسو روک لئے اور مجھ سے کہا جو کچھ تجھے عشق میں پیش آیا ہے۔ ہمیں بھی پیش آیا ہے پھر جب ٹھیک ٹھیک کہنے پر آیا تو یوں کہا۔

اِنَّ الَّذِی حَرَمَ الْمَکَارِمَ تَغْلِبًا　　جَعَلَ النُّبُوَّۃَ وَالْخِلَافَۃَ فِیْنَا

جس نے تمام مکارم اور بزرگیاں بنی تغلب پر حرام کر دی ہیں۔ ہم میں ہی نبوت اور خلافت دیدی ہے۔

مُضَرٌ اَبِی وَ اَبُو الْمُلُوْکِ فَھَلْ لَکُمْ　　یَا خُزْرَ تَغْلِبَ مِنْ اَبٍ کَاَبِیْنَا

مضر میرا باپ ہے اور بادشاہوں کا باپ ہے۔ کیا اے بنی تغلب چندھے لوگو تمہارا باپ بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ ہمارا ہے۔

ھٰذَا ابْنُ عَمِّی فِی دِمَشْقَ خَلِیْفَۃٌ　　لَوْ شِئْتُ سَاقَکُمْ اِلَیَّ قَطِیْنَا

دیکھو یہ میرے چچا کا بیٹا ہے جو دمشق میں خلیفہ ہے۔ اگر میں چاہوں تو وہ غلام بنا کر تم کو میری طرف چلا دے گا۔ راوی کہتا ہے کہ جب یہ حال عبدالملک بن مروان کو معلوم ہوا تو اوس نے کہا ابن المراغہ نے مجھے اپنا کانسٹبل[۱۴] بنایا ہے۔ اگر وہ کہتا کہ اگر وہ چاہے تو تم کو میرے پاس غلام بنا کر بھیجے تو بے شک میں اونہیں اوس کے پاس بھیجدیتا یہ اشعار جو اوپر مذکور ہوئے۔ ان میں جریر نے اخطل تغلبی[۱۵] مشہور شاعر کی ہجو کی ہے۔ یہ جو وہ کہتا ہے کہ خدا تعالٰی نے نبوت و خلافت ہم کو دی ہے۔ یہ اس لئے کہتا ہے کہ جریر تمیمی النسب ہے اور تمیم مضر بن نزار بن معد بن عدنان جد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ اس سے نبوت و خلافت اور بنی تمیم مضر میں جا ملتے ہیں۔ اور یا خزر تغلب میں خُزر بضم خاے وسکون زاے معجمہ و راے مہملہ جمع اَخزر کی ہے۔ اخزر اوسکو کہتے ہیں جسکی آنکھیں تنگ اور چھوٹی ہوں۔ یہ عجمیوں کی صفت ہے۔ اس سے اوس نے تغلبیوں کو عجمی بنایا ہے اور عرب سے نکالا ہے۔ عربوں کے نزدیک یہ سب سے بڑی برائی ہے اور یہ جو اوس نے کہا کہ دمشق میں جو خلیفہ ہے وہ میرا ابن عم ہے۔ اس سے عبدالملک بن مروان اموی مراد ہے جو اوسوقت خلیفہ تھا۔ قطین بفتح قاف خدام اور اتباع کو کہتے ہیں۔ عبدالملک نے جو اوسے ابن المراغہ کہا۔ اوس میں مراغہ[۱۶] بفتح میم و راے مہملہ و الف و غین معجمہ لقب ہے جریر کی ماں کا۔ اخطل مذکور نے یہ ہجو میں کہا تھا کہ اوس کی ماں لوگوں کی مراغہ ہے اس طرح کے ذکر کرنے سے اللہ تعالٰے ہمیں بچاے۔ مطلب ادا کرنے کے لئے مجبوراً ہمیں کہنا پڑا۔

یہ بھی جریر کے حالات میں لوگوں نے بیان کیا ہے کہ وہ ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان کے پاس گیا اور ایک قصیدہ سنایا جس کا اوّل یہ ہے۔

اَتَصْحُوْ اَمْ فُؤَادُکَ غَیْرُ صَاحٍ　　عَشِیَّۃَ ھَمَّ صَحْبُکَ بِالرَّوَاحِ

کوچ کرنا

(میرے رفیقوں نے مجھسے پوچھا) کیا تو ہوش میں ہے یا تیرا اوس شام سے کہ تیرے ساتھ والوں دوستوں نے کوچ کا ارادہ کیا ابھی تک پریشان ہے اور ہوش میں نہیں ہے۔

تقول العاذلات علاک شیب ۔۔۔ اھذا الشیب یمنعنی مزاحی

ملامت کرنے والیاں کہتی ہیں۔ کہ تجھ پر بوڑھا پا چھا گیا ہے۔ تو کیا یہ بوڑھا پا مجھے مزاح اور ہنسی سے منع کرتا ہے

تعزت ام حزرۃ ثم قالت ۔۔۔ رایت الموردین ذوی لقاح

(میری بی بی) ام حزرہ کو آخر کار صبر آیا اور تسلی ہوئی پھر (اوسے چھوڑ کر میرے جانے پر) راضی ہو گئے اور کہا میں دیکھتی ہوں تمہارے نوکر (خلیفہ کی بخشش سے) اونٹنیوں کا گلہ لئے ہوئے پانی کی جگہ پر ہنکاتے لائیگے۔

ثقی باللہ لیس لہ شریک ۔۔۔ ومن عند الخلیفۃ بالنجاح

خدا پر بھروسہ کر جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ خلیفہ کے پاس سے مجھے فلاح کی امید ہے۔

ساشکر ان رددت الی ریشی ۔۔۔ وانبت القوادم فی جناحی

(اے امیر) اگر تو میرے پر ہی مجھے پھیر دیگا۔ اور میرے بازوؤں میں پروں کی کھونٹیاں بڑھنے دیگا تو میں تیرا شکر گزار ہونگا۔

الستم خیر من رکب المطایا ۔۔۔ واندی العالمین بطون راح

کیا تم اون سب لوگوں سے جو اونٹوں پر سوار ہوتے ہیں بہتر نہیں ہو۔ اور ہاتھ کی ہتھیلیوں کی طرح عالم میں بڑی بخشش کرنے والے نہیں ہو۔

جریر کہتا ہے کہ جب میں اس بیت پر پہونچا تو عبد الملک جو تکیہ لگائے بیٹھا تھا اوٹھ کر سیدھا ہو بیٹھا اور کہنے لگا جو شخص تم میں سے ہماری مدح کرنا چاہے تو اس طرح سے مدح کیا کرے۔ نہیں تو زبان کو مہر سکوت لگا کر بیٹھ جاے۔ پھر میری طرف متوجہ ہوا۔ اور کہا جریر بنی کلب کے مویشی کے سو ناقوں سے کیا۔ ام حزرہ کی پیاس بجھ جائیگی۔ میں نے عرض کیا امیر المومنین اگر اس سے پیاس نہ بجھے تو خدا اوس کی پیاس کبھی نہ بجھاے۔ خلیفہ نے کہا اسی سو سیاہ چشمی اونٹنیاں دیدو۔ میں نے عرض کیا۔ امیر المومنین ہم سب بوڑہے ہیں کسی کے پاس کوئی اونٹنی فاضل نہیں اور اونٹ بھٹک جانے والی چیز ہے۔ براہ مہربانی کچھ راعی بھی عنایت فرمائے۔ اس پر آٹھ راعی بھی عطا فرمائے اوس کے روبرو اوس وقت طلائی پیالہ رکھے ہوئے تھے۔ اور ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ میں نے عرض کیا امیر المومنین دودہ دوہنے کیلئے

یہ کچھ برتن چاہیئے۔ اور ایک پیالہ کی طرف اشارہ کیا۔ خلیفہ نے چھڑی سے میری طرف سرکا دیا اور کہا لے لے خدا تجھے مبارک کرے۔ اسی قصیدہ کی طرف جریر نے اپنے اس قول میں اشارہ کیا ہے۔(۱۹)

أعطوا هنيدة تحدوها ثمانية ❊ ما في عطائهم منٌّ ولا سرفُ

انہوں نے ایک ہنیدہ دے ڈالا جسے آٹھ آدمی ہانکا کرتے تھے۔ ان کی بخششوں میں احسان جتایا نہیں جاتا اور نہ حد سے زیادہ صرف کرتے ہیں۔

ہُنیدہ بضم الہا ہنیدۃ کی تصغیر سو کا علم ہے۔ اسی لئے اکثر علماء کی رائے ہے کہ اوس پر الف لام تعریف کا نہیں داخل ہونا چاہیئے تاہم شعر سے اس کا جواز بھی آیا ہے۔ ابو الفتح بن ابی حُصَینۃ السُّلَمی الحلبی مشہور شاعر ایک قصیدہ میں کہتا ہے۔

أيّها القلب لا يباع كان في وصل العذارى نصف الهنيدة عذرا

اے دل نصف ہنیدہ کی عمر نے ان معشوقوں کی ملاقات کے شوق کے لئے جن کے چہرہ پر خط نمودار ہو گیا ہے اب تیرے لئے کوئی عذر باقی نہیں چھوڑا ہے۔(۲۱)

یعنی پچاس برس نے جو سو کا نصف ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

جب فرزدق مر گیا۔ اور جریر نے سنا تو بہت رویا اور بولا۔ میں جانتا ہوں اوس کے بعد میں بھی بہت زندہ نہیں رہونگا ہم ایک ہی ستارہ کے عمل میں پیدا ہوئے تھے اور ہم دونوں میں سے ایک دوسرے سے مشغول رہا کرتا تھا۔ ایسا بہت ہی کم ہوا ہے کہ کسی کا کوئی مخالف یا اوس کا دوست مر گیا ہو اور وہ دوسرا بچا ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سنہ (۱۱۰ھ) میں اسی جریر بھی مر گیا جس میں فرزدق مرا تھا۔ چنانچہ اوس کے بیان میں اپنے موقع(۲۲) پر ذکر آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ابو الفرج بن الجوزی نے لکھا ہے کہ جریر نے ۱۱۱ھ میں وفات پائی تھی۔ ابن قتیبہ کتاب المعارف میں کہتا ہے۔ کہ جریر اپنی ماں کے پیٹ سے سات ہی مہینے میں پیدا ہوا تھا۔ فرزدق کے بیان میں جریر کی موت کا کچھ ذکر آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ وہاں دیکھنا چاہیئے۔ جریر کی وفات یمامہ(۲۳) میں ہوئی تھی۔ اس وقت اوس کی عمر کچھ اوپر اسّی سال کی تھی۔ حَزْرَہ بفتح حائے مہملہ و سکون زائے معجمہ و رائے مہملہ و ہائے ساکنہ۔ خَطَفی بفتح خائے معجمہ و طائے مہملہ و فا و یائے تحتانیہ۔ یہ اوپر ذکر آچکا ہے کہ وہ اوس کا لقب تھا واللہ اعلم۔

---

(۱) ان تینوں شاعروں کے حالات کتاب الاغانی میں اچھی طرح دئے ہوئے ہیں۔ ایشیاٹک جارنل ۱۸۳۴ء میں بھی مسٹر ایم کاسن پرسیول نے ان کے سوانح عمری لکھی ہے۔

(۲) ان چار مضامین کے سوا عرب کے شاعری میں تعریف یعنی ایسا بیان کہ جس سے کوئی خاص شخص سمجھ میں آجاسے اور نصیحت بھی دو مضمون اور ہیں جو اکثر اشعار میں بیان کئے جاتے ہیں مگر یہاں اون کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

(۳) عربی مذاق کے مطابق معشوقوں کی آنکھیں چیڑا اور اوپر نہ دیکھنے والی ہونا چاہئیں۔ لیکن چیڑا اور اوپر نہ دیکھنے والی اور ضعیف و کمزور کے ایک ہی سے معنے ہیں۔ بعض شعرا اور بھی بڑھ جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں بیمار آنکھوں سنے ہمیں مار ڈالا ہے۔

(۴) دیکھو تذکرہ (۲-۷)۔

(۵) رصافہ شہر دریاے فرات سے ایک منزل مغرب کو رقہ کے مقابل واقعہ تھا۔ ابوالفدا نے اوس کا عرض بلد ۳۶ درجہ شمال کو بتلایا ہے۔ اوسے رصافہ ہشام بھی کہتے تھے۔ کیونکہ اوس کا بانی ہشام بن عبدالملک تھا جس نے اوس میں اپنا گرمائی مکان بنایا تھا۔ اور طاعون سے بچنے کیلئے وہاں رہا کرتا تھا۔ جو اوس زمانہ میں شام میں پھیلا ہوا تھا (مراصد)

(۶) عرب میں جاہلیت کے زمانہ میں سالانہ عکاظ وغیرہ پانچ مقامات پر میلہ لگا کرتے تھے۔ ان میلوں میں عرب کے شاعر جاتے اور اپنے اشعار سنایا کرتے تھے۔ دیکھو شرح دیوان امراء القیس کا دیباچہ۔

(۷) ابو فراس الفرزدق کی کنیت ہے۔

(۸) جو مجھکو اور تجھکو ایک ہی سے خیال بتاتا ہے۔

(۹) یہ تشبیہ فرزدق کی ذات کے واسطے ہے۔

(۱۰) کشف الظنون میں اس کتاب کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

(۱۱) اسکے نسبت فرانسیسی زبان میں فوٹ دیا ہے جس کو میں نہیں سمجھتا ہوں۔

(۱۲) یہاں اصل شعر میں ضمیر مخاطب مستعمل ہوئی ہے جس کا ترجمہ میں نے بھی لفظی ہی کیا ہے لیکن درحقیقت یہاں ضمیر مخاطب سے مراد ضمیر متکلم سے ہے۔ عربی اشعار میں ایسی صورت بکثرت ملتی ہے۔

(۱۳) اوس کا مطلب یہ ہے کہ۔ نہ خیال کر کہ جو کچھ عشق میں پیش آتا ہے اوسے ہم تمہاری محسوسات سے مشابہ کرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ بھی اس اثر کو ضرور ہی محسوس کرتے ہونگے۔ لیکن اپنے ضعف کو مشابہ نہیں کرتے ہیں۔

(۱۴) ہم نے شرطی کے معنے یہاں کانسٹبل کے لئے ہیں۔ مشتبہ الفاظ میں اوس کا ترجمہ نہیں کیا ہے۔ اصل میں شرطی کوتوالی کے ایک سپاہی کو کہتے ہیں۔

(۱۵) اخطل ایک عیسائی شخص تھا۔ بنی تغلب نصرانی تھے اسی واسطے بنی تغلب اگرچہ عربی نسل سے تھے۔ مگر زکوۃ سے

مستغنی تھے وہ اپنے مویشی میں سے چالیسواں حصہ نہیں دیتے تھے۔ لیکن جو مفتوحہ ممالک میں وہ رہتے تھے
وہاں اون کو جزیہ دینا پڑتا تھا۔
(۱۶) مراغمہ وہ گدھ یا جو مزکو منع نہ کرے۔ ذلیل فاحشہ۔
(۱۷) سیاہ حبشی اونٹنیوں سے اچھی نسل کی اونٹنیاں مراد ہیں۔
(۱۸) پیادہ و پا نہیں چل سکتے۔
(۱۹) لفظی ترجمہ وہ تجھے نفع نہ دے۔ عربی میں اکثر دعا کو بد دعائیہ الفاظ میں بولا کرتے ہیں۔ مگر اون سے مطلب اچھا خیال ہوتا ہے۔
(۲۰) حُقیدہ عربی میں ایسی جھنجھنا سی ہے جیسے اردو میں کوڑی ہیں۔ کے لئے یا درجن بار نہ کے لئے بولتے ہیں
(۲۱) یعنی عشق و محبت کا زمانہ اب جاتا رہا ہے۔
(۲۲) دیکھو تذکرہ (۵۵۷)۔
(۲۳) یمامہ ایک خطہ اور ایک شہر کا نام ہے جو مکہ معظمہ کے مشرق میں واقع ہے اور الکثیف واقع ساحل بحر عمان سے چار منزل کے فاصلہ پر ہے (ابوالفدا)۔

۱۲۸۔ ابو عبداللہ جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین

مذہب امامیہ والوں کے بارہ اماموں میں سے ایک امام اور سادات اہل بیت سے تھے۔ انہیں صادق صدق کلام کے سبب سے کہتے تھے اون کے فضائل اس قدر مشہور ہیں کہ ذکر کی حاجت نہیں۔ اونھوں نے فن کیمیا اور زجر (شگون) اور فال میں ایک کتاب بنائی ہے۔ ابو موسیٰ جابر بن حیان صوفی طرسوسی اون کے ایک شاگرد تھے۔ اونھوں نے ہزار ورق کی ایک کتاب بنائی تھی جن میں جعفر صادق کے رسائل درج ہیں ان رسائل کی تعداد کوئی پانچ سو ہوگی آپ ۸۰ھ (۶۹۹ء) میں جو سیل اجحاف (سخت سیل) کے نام سے مشہور ہے پیدا ہوئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ بروز سہ شنبہ قبل طلوع آفتاب ۱۷ ماہ رمضان ۸۳ھ کو پیدا ہوئے تھے اور شوال ۱۴۸ھ (۷۶۵ء) میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ بقیع میں جہاں اون کے باپ محمد الباقر اور اون کے

دادا علی زین العابدین اور اون کے دادا کے چچا حسن بن علی رضی اللہ عنہم اجمعین کی قبر سے متصل ہے۔ اختیار
کیا ہے شرف و اکرم ہے وہ قبر کہ جہاں ایسے ایسے بزرگ آسودہ ہیں مان کہ ان میں ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر
الصدیق رضی اللہ عنہم اجمعین تھی۔ ان بزرگوں میں سے ہر ایک کا ذکر اپنے اپنے موقع پر آئے گا انشاء اللہ
تعالیٰ۔ کشاجم(۴) نے کتاب المصائد والمطارد میں ذکر کیا ہے کہ جعفر صادق نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے
پوچھا کہ اگر کسی محرم(۶) نے ایک ہرن کے رباعیہ (کچلیاں) توڑ ڈالیں تو اوس کی نسبت آپ کیا کہتے ہیں۔ حضرت امام
ابوحنیفہ نے فرمایا اے ابن رسول اللہ مجھے تو اس مسئلہ سے واقفیت نہیں۔ حضرت صادق نے کہا تم تو ایسے بڑے عالم
ہو اور اتنا بھی نہیں جانتے کہ ہرن کے رباعیہ (کچلیاں) نہیں ہوتیں(۷) اوس کے فقط ثنایا ہی ہوا کرتی ہے۔

---

(۱) صادق سچا جو جھوٹ نہ بولتا ہو۔ شیعہ مذہب والوں نے اپنے خیالات کے مطابق غلطی سے یہ لقب ان کو دیا ہے۔

(۲) جابر بن حیان ایک مشہور کیمیاگر کا نام ہے جسے اہل یورپ جبر کے نام سے بولا کرتے ہیں۔ گیبری نے اوس کا
کچھ حال لکھا ہے جو اوس نے تاریخ الحکماء سے لیا ہے۔ شگون اور فال کی نسبت جو کتابیں بنائی گئی ہیں وہ بالکل
جھوٹی ہیں۔ بلکہ اسلام کے خلاف ہیں ان کو ماننا اور سچ سمجھنا اسلام کو جھٹلانا ہے۔

(۳) سنہ ۔۔۔ میں ایک شہر میں ایک سیل آیا تھا جس سے کچھ آدمی تباہ ہو گئے تھے۔ اسی واسطے یہ سال سیل الجحاف
(بتقدیم جیم بر حاء حطی) کہلاتا تھا (عیون التواریخ ابن شاکر)

(۴) ابوالفتح محمود بن الحسین مخاطب کشاجم ایک مشہور شاعر اور لغوی متنبی کا ہمعصر تھا۔ اوس کے تصنیف سے
ذیل کی کتابیں ہیں۔ ادب الندیم (جس میں پاس بیٹھنے والوں کے صفات کا ذکر ہے) المصائد والمطارد (جال اور
شکار) جس کی نسبت قیاس چاہتا ہے کہ اوس میں دل لگی اور ظرافت آمیز قصص و حکایات لکھے گئے ہونگے مجموعہ
رسائل و دیوان اشعار بھی اوسی کے یادگار سے باقی ہیں۔ سنہ ۳۵۰ھ (۹۶۱ء) میں اس نے وفات پائی ہے
(فہرست ذہبی کے تاریخ الاسلام)

(۵) دیکھو تذکرہ - ۳۶۔

(۶) جو شخص حج کا احرام باندھ لیتا ہے تو پھر شکار وغیرہ کی اجازت نہیں ہوتی۔ احرام حج کے ایام میں بغیر سلا ہوا
کپڑا احجاج پہنا کرتے ہیں۔ فقہ میں اس کے تمام قواعد درج ہیں۔

(۷) اونٹوں کے منہ میں کترنے کے دانت کچلیوں کی قسم کے دانت اور داڑھیں ہوتی ہیں لیکن اکثر چوپایوں کے مونھ
میں کترنے کے دانت اور داڑھیں ہی ہوا کرتی ہیں یہ بات خصوصیت کے ساتھ بدوی عربوں کو ہی معلوم تھی۔

[illegible] مشہور ہیں [illegible] یہ روایت شیعہ مذہب والوں کی ہے
[illegible] ابو حنیفہ بہت بڑے عالم تھے حنفی فقہ تمام [illegible] ہیں کے
[illegible] امام ابو حنیفہ کا رتبہ [illegible] نہیں سمجھتا۔

۱۳۹ ابو الفضل جعفر بن یحییٰ بن خالد بن برمک بن جاماس بن یشتاسپ برمکی

ہارون الرشید کا وزیر تھا۔ علو قدر، نفاذ حکم، بلندی ہمت اور عظمت محل و جلالت منزلت میں ہارون الرشید کی نگاہ میں کوئی اوس کا سہیم و شریک نہ تھا۔ ہر کسی کے ساتھ با اخلاق شریفانہ پیش آتا۔ خندہ پیشانی کشادہ روئی سے باتیں کرتا۔ جود و سخا اور بذل و عطا میں وہ اس قدر مشہور ہے کہ بیان کی حاجت نہیں۔ وہ بہت بڑا فصیح تھا اور بلاغت لسانی میں مشہور و معروف تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک رات میں ہارون الرشید کے سامنے ہزار سے زیادہ پروانے لکھے۔ مگر باوجود اس کثرت کار کے ایک بھی شرع کے خلاف نہ تھا۔ اس کے باپ نے اسے قاضی ابو یوسف حنفی کے سپرد کیا تھا۔ اونہوں نے اوسے علم پڑھایا اور فقہ سکھائی تھی۔ یہ بات ابن القادسی نے کتاب اخبار الوزراء میں بیان کی ہے۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے اپنی خطا کا عذر کیا تو جعفر نے کہا کہ ہم نے جو معافی دیدی ہے اللہ تعالی نے اس کی وجہ سے تجھے ہمارے سامنے عذر کرنے سے غنی کر دیا ہے۔ اور ہم کو تیرے ساتھ اس قدر محبت ہے کہ تجھ پر بدگمانی کسی طرح ممکن نہیں۔ ایک مرتبہ کسی عامل کی اوس کے پاس شکایت آئی تو اوس نے لکھا۔ کہ تیرے شاکی بہت ہیں۔ اور احسان مند بہت تھوڑے۔ اگر تجھ سے عدل ہو سکتا ہے تو بہتر ورنہ کام سے علیحدہ ہو جا۔ اس کی فطانت و دانشمندی کی باتوں میں یہ قصہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ خبر پہونچی کہ آج رشید بہت مغموم ہے۔ کسی یہودی منجم نے اوس سے کہا ہے کہ اسی سال رشید مر جائے گا۔ وہ یہودی خلیفہ کے پاس ہے۔ جعفر اوسی وقت سوار ہو کر خلیفہ کے پاس پہونچا۔ دیکھا تو واقعی وہ نہایت غمگین بیٹھا ہوا ہے۔ جعفر نے یہودی سے پوچھا کیا کہتا ہے۔ امیر المومنین فلاں فلاں تاریخ اور دن کو مر جائیگا۔ کہا ہاں۔ پوچھا تیری کتنی عمر ہے۔ کہا اس قدر جو ایک بڑی مدت تھی۔ جعفر نے رشید سے کہا کہ اسے مار ڈالئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ جھوٹا ہے۔ جیسے اپنی عمر کی نسبت اوس کی بات جھوٹی ہوئی۔ ایسے ہی آپ کی نسبت بھی ہوگی۔ پھر یحییٰ نے اوسے قتل کر دیا۔ اس سے رشید کا غم جاتا رہا۔ اور جعفر کا بڑا شکرگزار ہوا۔ اور یہودی کو کسی جگہ لٹکوا دیا۔ اس پر اشجع السلمی کہتا ہے۔

سَلِ الرَّاكِبَ المُوفِي عَلَى الجِذْعِ هَلْ رَأَى ... لِرَاكِبِهِ نَجْماً بَدَا غَيْرَ أَعْوَرِ

اس ستارے سے پوچھیے جو اوس کے سر کے شعلہ پر لٹکا ہوا ہے کہ کیا اوس نے اوس پر جو سوار رہتا اوس کا ستارہ کسی حیرانی کے سوا اچھی کوئی بات بھی دیکھی ہے۔

وَلَوْ كَانَ نَجْمٌ مُخْبِرًا عَنْ مَنِيَّةٍ ۔۔۔ لَأَخْبَرَهُ عَنْ رَأْسِهِ الْمُتَحَيِّرِ

اور اگر کوئی ستارہ موت کی خبر بتا دیا کرتا تو وہ اوس کو اوس کے حیران و پریشان سر کو پہلی ہی خبر بتا دیتا۔

تُعَرِّفُنَا مَوْتَ الْإِمَامِ كَأَنَّهُ ۔۔۔ يُعَرِّفُنَا أَبْنَاءَ كِسْرَى وَقَيْصَرِ

وہ ہم کو امام کی موت کی خبر سناتا ہے گویا کہ وہ اس سے ہم کو ایران کے کسریٰ اور روم کے قیصر کی اولاد تک پہونچا دیتا ہے۔

أَتُخْبِرُ عَنْ نَحْسِ الْفُرَاتِ شُؤْمَهُ ۔۔۔ وَتَجْهَلُهُ بَادِي النَّحْسِ يَا شَرَّ مُخْبِرِ

کیا تو غیروں کی بدبختی سے آگاہ کر کے ہم کو خبریں سناتا ہے حالانکہ اسے بد ترین مخبر تیرا ستارہ خود بری خبر دیتا ہے۔

اس طرح یہاں ممدوح نے حاتم سے اپنا خون بہا دیا جعفر بڑا کریم اور بڑی بخشش کرنے والا تھا جیسا کہ مشہور ہے کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حج کے لئے جاتا تھا کہ عقیق مقام پر ہو کر گذر ہوا۔ اس زمانہ میں وہاں قحط ہو رہا تھا بنی کلاب کی ایک عورت اوسے ملی۔ اور یہ شعر پڑھے۔

إِنِّي مَرَرْتُ عَلَى الْعَقِيقِ وَأَهْلِهِ ۔۔۔ يَشْكُونَ مِنْ مَطَرِ الرَّبِيعِ نَزُورَا

میرا عقیق مقام پر ہو کر گزر ہوا۔ وہاں اوسکے باشندہ شکایت کرتے تھے کہ ربیع اور موسم بہار کی بارش کم ہوئی ہے۔

مَا ضَرَّهُمْ إِذْ جَعْفَرٌ جَارٌ لَهُمْ ۔۔۔ أَنْ لَا يَكُونَ رَبِيعُهُمْ مَمْطُورَا

اب جب کہ جعفر اون کے ہمسایہ ہو رہا ہے تو اگر اون کے موسم بہار میں بارش نہیں بھی ہو تو اونکو ضرر نہ ہوگا جعفر نے اوسے بہت کچھ دیا۔ یہ دوسری بیت ضحاک بن عقیل الخفاجی کے ابیات میں سے لی ہوئی ہے

وَلَوْ جَاوَرَتْنَا الْعَامَ سَمْرَاءُ لَمْ نُبَلْ ۔۔۔ عَلَى جَدْبِنَا أَنْ لَا يَصُوبَ رَبِيعُ

اگر اس سال سمرا ہماری ہمسایہ میں ہوتی تو اگرچہ ہم پر قحط پڑ رہا ہے ہم اس کی پروا بھی نہ کرتے کہ موسم بہار کا پانی ہمارے بنجر میں نہ برسا ہے۔

۔ سبحان اللہ یہ حشو کیا ہے شیرین ہے یعنی اوس کا قول لک جد بنا ر ہمارا حشو۔ [illegible] اہل بیان اس قسم کے حشو کو حشو اللوزینج کہتے ہیں۔

ابن اسعد بلی نے کتاب الاوائل والاعیان من اصحاب النعیم … میں سے ابراہیم بن المہدی کی
یہ حکایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ جعفر بن یحییٰ اپنے گھر میں تھا۔ اور تفریح کر رہا تھا … میں بھی اون
میں موجود تھا۔ جعفر نے حریری کپڑے پہنے بدن کو خوشبو لگائی۔ اور ہمیں بھی وہی لباس پہنایا اور خوشبو لگوائی
اور دربان کو حکم دیا کہ عبدالملک بن بحران کے سوا … اوسکو اندر نہ آنے دے۔ دربان
نے عبدالملک کا لفظ تو سنا مگر بن بحران کا لفظ نہ سنا … عبدالملک بن صالح الہاشمی کو معلوم ہوا کہ جعفر
بن یحییٰ آج اپنے مکان میں ہے۔ وہ سوار ہو کر جعفر کے گھر آیا۔ دربان نے … اوسکو اندر آنے دیا۔
جعفر نے کہا آنے دو۔ وہ سمجھا کہ عبدالملک بن بحران ہے۔ اوس وقت ہماری حیرت و پریشانی کا حال نہ پوچھو کہ
کیا ہوا۔ جب کہ ہم نے دیکھا کہ عبدالملک بن صالح سیاہ لباس پہنے ہوئے … اور بڑے اندر داخل ہوا
جعفر کا رنگ فق پڑ گیا۔ ابن صالح نبیذ نہیں پیتا تھا۔ رشید نے اوس سے نبیذ پینے کو کہا تھا۔ مگر اوس نے
انکار کیا تھا۔ جب عبدالملک نے جعفر کی حالت دیکھی۔ تو اپنے غلام کو بلایا۔ اور اپنا سیاہ لباس اور …
اوتار کر اوسکے حوالہ کیا۔ اور مجلس کے دروازہ پر آیا۔ جہاں ہم سب بیٹھے تھے۔ اور سلام کر کے کہا۔ اپنی مجلس میں ہمیں
بھی شریک کرو۔ اور جو لباس وغیرہ تم نے پہنا ہے ہمیں بھی دو۔ اس پر خادم آیا۔ اور ایک حریری لباس اوسے
پہنا دیا۔ پھر اوس نے کھانا منگا کر کھایا۔ اور ایک رطل (آدھ سیر) نبیذ بھی لیکر پی۔ پھر جعفر سے کہا۔ اس سے پہلے
یہ چیز میں نے کبھی نہیں پی ہے۔ ذرہ کم دینا۔ جعفر نے ایک گھڑا اوسکے سامنے رکھوا دیا جس قدر چاہے خود لیکر اوس
سے پی لے۔ اوس نے خوشبو بھی لگائی۔ اور ہمارے ساتھ ہر طرح مجلس میں شامل رہا۔ جس قدر وہ اس قسم کا کام
کرتا گیا۔ جعفر اوسی قدر خوش ہوتا گیا۔ جب عبدالملک نے جانا چاہا تو جعفر نے پوچھا کہ آپکی کچھ ضرورت اور حاجت
ہو تو فرمائیے میں موجود ہوں۔ گو آپ نے جو مجھپر مہربانی کی ہیں اوس کا عوض تو کبھی نہیں ہو سکتا ہے۔ عبدالملک نے
کہا۔ امیر المومنین کے دل میں میری طرف سے کچھ کدورت ہے اوسے نکالدیجئے۔ اور مجھ سے پہلے کی طرح اوسے
خوش کر دیجئے۔ کہا امیر المومنین آپ سے خوش ہو گئے۔ اور جو کدورت اوس کے دل میں تھی وہ سب رفع ہو گئی۔
پھر کہا کہ مجھپر چالیس[12] لاکھ درہم قرض ہیں جعفر نے کہا یہ بھی دیدیے جائینگے۔ اور وہ ابھی حاضر ہیں۔ مگر امیر المومنین
کے ہاتھ سے دیا جانا آپ کے لئے بہتر ہو گا۔ اور اوس سے معلوم ہو جائیگا کہ امیر المومنین آپ سے راضی
ہے۔ عبدالملک نے کہا میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ میرے بیٹے ابراہیم کو خلیفہ کے خاندان کی کوئی لڑکی بھی مل جائے
جس سے اوس کا درجہ بلند ہو جائے۔ جعفر نے کہا کہ امیر المومنین نے اپنی بیٹی عالیہ نام تیرے بیٹے کو دیدی

عبد الملک نے کہا تم نے سچ کہا [illegible] امیر [illegible] پاس [illegible] اون کا قصہ [illegible]
سب کو معلوم ہو جائے گا امیر المومنین نے [illegible] عبد الملک رخصت ہو کر چلا گیا۔ ہم بن جعفر
کی باتوں پر کہ اوس نے خلیفہ سے اذن لئے بغیر ایسے بڑے [illegible] کا اقرار کر لیا۔ نہایت متعجب تھے صبح کو ہم سب
رشید کے پاس دربار کو سوار ہو کر گئے جعفر اندر گیا۔ ہم باہر ٹھہرے رہے۔ ایک ساعت نہیں گزری تھی کہ اندر
حکم آیا۔ قاضی ابو یوسف اور محمد بن الحسن اور ابراہیم بن عبد الملک [illegible] ابراہیم اندر گیا۔ اور بہت ہی جلد
اگے آگے لوا لئے ہوئے نکلا۔ عالیہ بنت الرشید سے اوس کا نکاح ہو گیا۔ دلہن بھی ساتھ ساتھ چلی آئی۔ [illegible]
جہیز کے ساتھ عبد الملک بن صالح کے مکان کو جا چکی تھی۔ پھر جعفر نکلا۔ اور ہم سے [illegible] ساتھ [illegible]
ہم اوس کے ساتھ گئے جب وہاں پہونچے تو کہا عبد الملک کی پہلی باتیں تو تم سن چکے ہو [illegible] خیال ہو گا کہ
کی پچھلی باتیں بھی سنیں۔ ہم نے کہا ہاں بے شک کہا میں امیر المومنین کے روبرو گیا۔ اور عبد الملک کا قصہ اول سے آخر تک
سب سنایا۔ وہ سنتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا بہت اچھا بہت اچھا۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ تو نے کیا کہا۔ میں نے وہ
سب باتیں کہہ دیں جن کا میں نے اوس سے اقرار کیا تھا۔ خلیفہ نے اسے پسند کیا۔ اور حکم [illegible] تعمیل کی جائے
پھر جو کچھ ہوا وہ تم نے دیکھ ہی لیا۔ ابراہیم بن المہدی کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کس بات پر میں زیادہ تعجب کروں
آیا عبد الملک کے بیٹھنے اور اوسکے لباس پہننے پر [illegible] اور [illegible] وقار
ناموس تھا اس قسم کے کام اوس سے [illegible] رشید کی طرف
سے کئے۔ یا رشید کی اوس [illegible] جو اوس نے [illegible] سے کیا تھا میں فنا ہو گئی۔
کہتے ہیں کہ جعفر اور ابو عبید الثقفی بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک کیڑا [illegible] اڑتا ہوا ابو عبید کی طرف آیا جعفر
نے کہا کہ اسے بھگا دو۔ ابو عبید نے کہا رہنے دو کیا عجب ہے کہ اوسکے آنے سے مجھے فائدہ [illegible]
کہتے ہیں کہ وہ مبارک ہوتا ہے۔ جعفر نے ابو عبید کو ہزار دینار دے۔ اور کہا لوگوں کا قول سچ ہو گیا اسے [illegible]
مگر وہ کیڑا پھر ابو عبید کی طرف آیا جعفر نے پھر اوسے ہزار دینار دے۔[16]
ابن القادسی[17] نے اخبار الوزرا میں بیان کیا ہے کہ جعفر نے ایک مرتبہ ایک چھوکری چالیس ہزار دینار [illegible]
چھوکری نے اپنے فروخت کرنے والے سے کہا۔ کہ تو نے جو مجھ سے معاہدہ کیا تھا کہ میں تجھے کبھی نہ بیچونگا وہ یاد
ہے کہ نہیں۔ یہ سنتے ہی اوس کا مالک رو پڑا اور کہنے لگا۔ لوگو گواہ رہو۔ میں نے اوسے آزاد کیا۔ اور اپنے ساتھ
نکاح کر لیا۔ جعفر نے سنکر جس قدر نقد دیا تھا اوسے معاف کر دیا۔ اور کچھ بھی اوس سے واپس نہ لیا۔ [illegible]

[illegible] جعفر کے [illegible]

جعفر اپنے تمام ہمزمانون مین سب سے زیادہ فصیح و بلیغ تہا [illegible] اول تو رشید
[illegible] تہا جعفر [illegible] مین ہے کہ انشا
[illegible] وزارت کا کام کرتا رہا۔ جب
[illegible] جعفر [illegible] المنصور [illegible]
[illegible] خالد کو وزارت کے عہدہ پر مقرر کیا [illegible] مگر [illegible]
[illegible] غالب ہو گیا تہا [illegible] منصور سے کہا کہ [illegible]
[illegible] دے سکتا [illegible] اس لئے [illegible]
[illegible] جب خالد [illegible] خالد [illegible]
[illegible] ابن القادسی کہتا ہے۔ مگر ابن عساکر نے تاریخ دمشق مین لکہا ہے کہ خالد سنہ [illegible] مین پیدا ہوا تہا
اور [illegible] مین مرا ہے واللہ اعلم۔

رشید کی نگاہ مین جعفر کا بہت بڑا مرتبہ تہا جعفر اوس سے تمام کام کرتا اور وہی کل ناظم ہو گیا تہا اور اس قدر
اوس کا مرتبہ بڑہ گیا تہا کہ اوس کے سوا اور کسی کو یہ درجہ حاصل نہ تہا یہان تک کہ رشید نے ایک لباس ایسا بنوایا
جس کے دو گلے تہے [illegible] دونون اوس لباس کو پہنتے تہے۔ رشید کو اوس کے بغیر صبر نہ آتا تہا اوسی کے ساتھ
اپنی بہن عباسہ بنت المہدی کی [illegible] رشید اوسے سب سے زیادہ عزیز رکہتا تہا۔ اور
کبہی اوس سے جدا نہو سکتا تہا جب اوس کے پاس جعفر اور عباسہ دونون سے کوئی ایک بہی نہ ہوتا تو اوس کی خوشی ناخوشی
سے بدل جاتی تہی اس لئے رشید نے ایک روز جعفر سے کہا کہ مجہے تیرے اور عباسہ کے بغیر چین نہین آتا مین
چاہتا ہون کہ عباسہ سے تیرا نکاح کر دون تا کہ تم دونون میرے سامنے جمع ہو سکو۔ مگر شرط یہ ہے کہ میرے بغیر تم
دونون ایک جگہ کبہی نہ ہونا چنانچہ اسی شرط پر اوس کا نکاح کر دیا۔ پہر رشید آخر کو جعفر اور تمام برامکہ سے ناراض ہو گیا
اور اون کو خراب کر ڈالا جعفر کو قتل کیا اور اوس کے بہائی فضل اور اوس کے باپ یحیی کو قید کر دیا۔ وہین وہ مر گئے
جیسا کہ اون کے حالات مین آئندہ ذکر ہو گا انشاء اللہ تعالی۔ اہل تاریخ کا اس امر مین اختلاف ہے کہ رشید کی
ناراضی کا اون پر کیا سبب تہا بعض تو یہ کہتے ہین کہ رشید نے جب شرط مذکور پر جعفر اور عباسہ کا نکاح کر دیا۔
تو وہ ایک مدت تک اسی حالت پر رہے۔ پہر ایسا اتفاق ہوا کہ عباسہ جعفر کو چاہنے لگی۔ اور اوسے پہسلایا۔ مگر

جعفر نے شرف سے اوس کو کہا نہ مانا جب عباسہ کو کوئی حیلہ اس طرح نہ چلا تو اوس نے مکر و فریب پر کمر باندھی
اور جعفر کی مان عتابہ سے کہلا بھیجا کہ تو مجھے جعفر کے پاس اون لونڈیون کی طرح بھیجدے جنہیں تو ہمیشہ بھیجا
کرتی ہے۔ اوس کی مان کا قاعدہ تہا کہ ہر جمعہ کو ایک باکرہ دوشیزہ لڑکی اوس کے پاس بھیجا کرتی تھی اور وہ لونڈی
(۱۸)
سے اوسوقت تک مباشرت نہ کرتا جب تک نبیذ نہ پی لیتا تہا۔

جعفر کی مان نے اسکو نہ مانا عباسہ نے کہا اگر تو نہ مانے گی تو مین اپنے بہائی سے کہہ دونگی کہ تو نے ہی مجھ
سے ایسے ایسے درخواست کی تہی۔ سوا اسکے اگر میرے پیٹ سے تیرے بیٹے کا بیٹا پیدا ہو جاوے تو تمہارے
لئے باعث شرف و عزت ہوگا۔ اور اگر فرض کرو بہائی میرا جان بھی گیا تو کیا کرے گا۔ اس لئے مجبوراً جعفر کی مان
نے اوس کی بات مان لی۔ اور اقرار کیا کہ جعفر کے پاس اوسے لونڈی کی طرح بھیجدے گی۔ پہر اپنے بیٹے سے کہا
کہ اوسے ایک لونڈی بھیجی گی جو حسن و جمال اور اخلاق و اوصاف مین ایسی ایسی ہے۔ جعفر کو اوس سے اشتیاق
پیدا ہوا۔ اور اپنی مان سے اوس موعودہ لونڈی کو بار بار طلب کرنے لگا۔ جب مان نے جانا کہ اوس کا اشتیاق بڑہ گیا
تو عباسہ سے کہلا بھیجا۔ کہ اب تیار ہو جاوے فلان رات کو اوسے بھیجونگی۔ عباسہ تیار ہو گئی۔ اور جعفر کے
پاس پہونچی۔ وہ اوس کی صورت کو شناخت نہ کر سکا۔ کیونکہ رشید کے سامنے کے سوا اوسے اور کبھی نہ دیکھا تہا
اور وہان خوف کے سبب سے نگاہ اوٹہا کر اوسے نہ دیکھ سکتا تہا۔ جب جعفر اپنا کام کر چکا۔ تو عباسہ نے کہا۔
کہ بادشاہون کی بیٹیون کی چالاکیان دیکھین۔ پوچھا تو کس بادشاہ کی بیٹی ہے۔ کہا مین تیری لونڈی عباسہ ہون۔
(۱۹)
یہ سنتے ہی جعفر کے دماغ سے سب نشہ اوڑ گیا۔ فوراً مان کے پاس دوڑا گیا۔ اور کہا واللہ تو نے مجھے مفت برباد کر دیا
ادہر عباسہ کو جعفر سے حمل رہ گیا۔ اور جب بچہ ہوا تو اوسے ایک غلام ریاش نام اور ایک دایہ مسماۃ برّہ کے
سپرد کر دیا۔ اور جب افشاے راز کا خوف ہوا تو انہین مکہ بھیجدیا۔ اس زمانہ مین رشید کے قصر کی نگرانی یحیی بن خالد
کو سپرد تھی۔ حرم سرا کا انتظام وہ ہی کرتا تہا جب گہر کو جاتا تو قصر کے دروازہ مقفل کر کے کنجیان لیجایا کرتا تہا۔ رشید
کی حرم اس سے نہایت تنگ تھی۔ زبیدہ نے اس کی اپنے شوہر (رشید) سے شکایت کی۔ رشید نے یحیی سے
کہا۔ یا داجان وہ اسی طرح اوس سے بولا کرتا تہا زبیدہ آپ کی شکایت کرتی ہے۔ یحیی نے کہا امیر المومنین
کیا مجھ پر آپ کی حرم کی نسبت کچھ تہمت لگائی گئی ہے۔ کہا نہین کہا تو اوس کی بات کچھ نہ سننا چاہئے۔ پہر یحیی زبیدہ
پر اس کے بعد اور بھی سختی۔ تشدد کرنے لگا۔ زبیدہ نے رشید سے یحیی کی پہر شکایت کی۔ رشید نے کہا یحیی میرے
نزدیک کسی اتہام کے قابل نہین۔ زبیدہ نے کہا اگر وہ نہین ہے تو اوس نے اپنے بیٹے کو کیون نہین روکا۔ کہا

اس بات سے زبیدہ نے عباسہ کا تمام قصہ سنایا۔ رشید نے پوچھا کہ اس کا ثبوت کیا ہے۔ کہا کہ اس سے زیادہ اور ثبوت کیا درکار ہے۔ پوچھا کہاں ہے کہا وہ اسی جگہ تھا۔ مگر جب افشائے راز کا خوف ہوا تو اوسے مکہ بھیجدیا ہے کہا میرے سوا کوئی اور بھی اس امر سے واقف ہے۔ کہا قصر میں کوئی ایسی لونڈی نہیں۔ جسے یہ بات معلوم نہو۔[23] خلیفہ خاموش ہوگیا اور حج کا ارادہ ظاہر کیا۔ پھر حج کو روانہ ہوا۔ جعفر بھی ساتھ ساتھ چلا۔ عباسہ نے خادم اور دایہ کو لکھا کہ وہ لڑکے کو لیکر یمن کو چلے جائیں۔ اسی اثنا میں رشید مکہ پہونچا۔ اور لڑکے کی تلاش کے لئے ایک معتبر آدمی کو مقرر کیا جس نے اوسے صحیح و سلامت ڈھونڈ نکالا۔ اسی سے رشید کے دل میں برامکہ کی طرف سے رنج پیدا ہوگیا۔ ابن عبدون نے بنی الافطس[25] کے مرثیہ میں ایک قصیدہ میں لکھا ہے۔ اس کی شرح میں ابن بدرون نے اس معاملہ کا ذکر کیا ہے۔ اس قصیدہ کا اول یہ شعر ہے۔

الدَّهرُ يَفجَعُ بعدَ العَينِ بالأَثَرِ   فَمَا البُكاءُ على الأَشباحِ والصُّوَرِ

دہر اصلی (بدنصیبی) کام کرنے کے بعد اوس کے اثر سے ستاتا رہتا ہے۔ تو کیون کوئی سایہ اور (پرچھائیوں) جھوٹی صورتوں پر رویا کرے۔

اس قصیدہ میں ابن عبدون کے اس قول کی شرح میں ابن بدرون نے جعفر کا ذکر کیا ہے۔

وَأَشرَقَت جَعفَراً والفَضلُ يَرمُقُهُ   والشَّيخُ يَحيىٰ بَرِيقُ الصَّارِمِ الذَّكَرِ

بدقسمتی نے جعفر کو تلوار سے موت کا مزہ چکھایا۔ حالانکہ فضل اور بوڑھا یحیی اوسے دیکھ رہی تھی۔[26]

اور ابونواس کے بھی بعض ابیات ہیں جن میں اسی معاملہ کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ جسے ابن بدرون نے لکھا ہے وہ ابیات یہ ہیں۔

أَلَا قُل لِأَمِينِ اللهِ وَابنِ القَادَةِ السَّاسَه   إِذَا مَا نَاكِثٌ سَرَّكَ أَن تُفقِدَهُ رَاسَه

بھلا کہدو اللہ کے امین اور آل امیران لشکر و شہریاروں سے کہ جب کوئی تیرے (بھید کا توڑنے والا عہد) حکم الٰہی کی خلاف ورزی کرے کہ تو اس کا سر کھو دینا (توڑ دینا) چاہیے۔

فَلَا تَقتُلهُ بِالسَّيفِ   وَزَوِّجهُ بِعَبَّاسَه

تو اوسے تلوار سے قتل مت کر بلکہ عباسہ سے اوس کا نکاح کردے

اس راوی کے سوا اور دوسرے[27] نے اس قصہ کو اس طرح بیان کیا ہے کہ ابو جعفر یحیی بن عبداللہ بن الحسین (از اولاد حضرت علی) ایک شخص تھا جس نے رشید سے بغاوت کی تھی۔ اور پہلے گرفتار کرکے جعفر کے سپرد کر دیا گیا

پاس قید رہے یحیی نے جعفر کو اپنے پاس بلوایا۔ اور کہا جعفر میرے معاملہ میں خدا سے ڈر اور دیکھ تو کہ میرا
نانا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تیرا دشمن ہو جاوے۔ واللہ میں نے کوئی برا کام نہیں کیا ہے۔ اس سے جعفر
کے دل میں رحم آگیا۔ اوس سے کہا جہاں تیرا دل چاہے وہاں چلا جا۔ یحیی نے کہا مجھے خوف ہے کہ کہیں راستے میں
لوگ پکڑ لیں اور پھر یہاں لے آئیں۔ اس سے جعفر نے اوسے اپنے آدمی ساتھ کر دئیے جو اوس کو امن کی جگہ میں پہونچا دیں۔ جب
یہ خبر رشید کو پہونچی تو اوسے بلوایا۔ اور بڑی دیر تک گفتگو کرتا رہا۔ اور کہا جعفر یحیی کہاں ہے۔ اوس نے کہا وہ یہاں
تہا وہیں ہے۔ کہا میری جان کی قسم۔ اس پر جعفر چونک گیا اور کچھ تامل کر کے کہنے لگا ایسا نہیں ہے بلکہ تیری جان
کی قسم میں نے اوسے چھوڑ دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اوس میں کوئی برائی نہیں ہے۔ رشید نے کہا بہت ہی اچھا
کیا۔ جو میرے دل میں تھا تو نے اوس کے خلاف نہیں کیا ہے۔ جب جعفر اوٹھ کر چلا تو اوسے دور تک دیکھتا رہا۔
اور بولا کہ اگر تجھے میں نہ مار ڈالوں تو خدا مجھے بھی مار ڈالے۔ کہتے ہیں کہ کسی نے سعید بن سالم سے پوچھا کہ برمکیون
نے کیا گناہ کیا تھا جس سے رشید اون سے ناراض ہو گیا تھا۔ کہنے لگا کہ جو کچھ کام رشید نے اون کے ساتھ کئے
اون کا کوئی سبب بھی پایا نہیں جاتا۔ بجز اس کے کہ اون (کے عروج) کا زمانہ بہت لنبا ہو گیا تھا۔ اور جو بات دیر تک
رہتی ہے لوگ اوس سے بیزار ہو جاتے ہیں۔ واللہ وہ لوگ بھی جو تمام دنیا کے آدمیوں سے اچھے تھے حضرت
عمر تک کے زمانہ کے طول سے جس میں عدل امن اور وسعت اموال اور فتوحات ایسے ہوئے ہیں جس کا نظیر نہیں
اور ایسے ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ کے طول سے ایسے ناراض ہو گئے تھے کہ اون دونوں کو قتل
کر دیا۔ علاوہ برین رشید نے دیکھا کہ انعام و اکرام برمکیوں کی عادت ہو گئی ہے۔ اور لوگ ان کی بہت تعریف کرتے
ہیں اور اونکو اپنی امید براری کا سرچشمہ جانتے ہیں۔ رشید کی طرف کوئی توجہ بھی نہیں کرتا۔ بادشاہون کو اس قسم
کی ادنی بات بھی گران گزرتی ہے۔ اس سے اوس کے دل میں بدی آگئی اون کی خرابی کے درپے ہوا۔ اور برائیان
اون کی ڈھونڈھنے لگا۔ اس کے سوا اون سے خاص کر جعفر اور فضل سے کچھ گستاخیان بھی ہوئیں۔ یحیی تو بڑا
عاقل تھا اور امورات دنیوی میں اوسے بڑا تجربہ حاصل تھا اوس نے تو ایسی باتوں سے پرہیز کیا۔ پھر ان کے دشمن
بھی رشید کے پاس بہت ہو گئے تھے۔ فضل بن الربیع وغیرہ اون کی اچھی باتین تو اوس سے چھپاتے اور برائیان
بیان کر دیتے تھے۔ آخرش ان سب باتوں کا نتیجہ جو ہوا وہ ہوا۔ اس کے بعد رشید کے روبرو جب کوئی اون
کی برائی کرتا تو وہ یہ قول پڑھا کرتا تھا۔

اقلوا علیہم لا ابا لابیکم　　من اللوم او سدوا المکان الذی سدوا

لعنت ہو تمہارے باپ دادون پر(۲۹) اون پر ملامت کر دیا جس مکان کا اونھون نے راستہ روکا تھا اوسکے دروازے پر
یہ بھی کہتے ہین برمکیون کی خرابی کا سبب یہ ہوا تھا کہ کسی ایسے شخص نے جس کو لوگ جانتے نہ تھے ایک رقعہ لکھکر
نوشتہ دیا جس مین ذیل کے اشعار بھی تھے۔

قُلْ لِاَمِيْنِ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ وَمَنْ اِلَيْهِ الْحَلُّ وَالْعَقْدُ

دنیا مین اللہ کی طرف سے جو امین ہے اور جس کے ہاتھ مین امور سلطنت کے حل وعقد کھولنے باندھنے
کا اقتدار ہے کہدو۔

هٰذَا ابْنُ يَحْيٰى قَدْ غَدَا مَالِكًا مِثْلَكَ مَا بَيْنَكُمَا حَدُّ

یہ یحیی کا بیٹا جعفر ملک اور سلطنت کا تیرے ہی طرح مالک ہوگیا ہے (اس وقت) تم دونو کے اقتدار
مین کوئی فرق باقی نہین رہا ہے۔

اَمْرُكَ مَرْدُوْدٌ اِلٰى اَمْرِهٖ وَاَمْرُهٗ لَيْسَ لَهٗ رَدُّ

تیرا حکم اوسکے حکم کے سامنے توڑ دیا جاتا ہے۔ لیکن اوس کے حکم کو کوئی رد نہین کرسکتا۔

وَقَدْ بَنَى الدَّارَ الَّتِيْ مَا بَنَى الْفُرْسُ لَهَا مِثْلًا وَلَا الْهِنْدُ

اوس نے جو مکان بنایا ہے وہ ایسا ہے کہ نہ تو ویسا اہل فارس نے بنایا نہ کبھی ہندوستانیون نے

اَلدُّرُّ وَالْيَاقُوْتُ حَصْبَاؤُهَا وَتُرْبُهَا الْعَنْبَرُ وَالنَّدُّ

اوس مین کنکریون کی بجاے موتی اور یاقوت کی بچھی گئی ہے۔ اور اوس کے فرش کی مٹی عنبر و
عود کی بنائی گئی ہے۔

وَنَحْنُ نَخْشٰى اَنَّهٗ وَارِثُ مُلْكَكَ اِنْ غَيَّبَكَ اللَّحْدُ

ہم کو اندیشہ ہے جب تو قبر مین جاکر چھپ جائے گا تو وہی ملک کا وارث ہوجائے گا۔

وَلَنْ يُبَاهِيَ الْعَبْدُ اَرْبَابَهٗ اِلَّا اِذَا مَا بَطِرَ الْعَبْدُ

(اترانا)

کوئی غلام اپنے ارباب اور مالکون سے برابری نہین کرسکتا۔ مگر اوسی وقت جبکہ وہ غلام گستاخ ہوگیا ہو۔
جب رشید نے اسے پڑھا تو دل مین جعفر کے برائی کا خیال پیدا ہوگیا(۳۰)۔ ابن بدرون بیان کرتا ہے۔ کہ رشید
برامکہ کے جھگڑے سے چھوٹ گیا۔ تو علیہ بنت المہدی(۳۱) نے ایک روز اوس سے پوچھا کہ مین آپ کو کبھی پورا خوش
نہین دیکھتی جب سے آپ نے جعفر کو قتل کردیا ہے۔ بھلا آپ نے اوسے کیون قتل کرڈالا۔ کہا اے میری جان

اگر اس بھید کو میرا قمیص بھی جانتا تو مین اوسے تنتی چاک کر ڈالتا۔

رشید نے جعفر کو بروز شنبہ سلخ المحرم کو اور بعض کہتے ہین غرہ صفر ۱۸۷ھ (آخر جنوری ۸۰۳ء) کو انبار
مقام پر قتل کیا تہا جو علاقہ انبار مین عمر کے نام سے مشہور ہے۔ طبری نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا ہے کہ رشید نے
جب ۱۸۶ھ مین حج کیا۔ برامکہ اوسکے ساتھ تھے لوٹ کر مکہ سے آیا۔ حیرہ مین محرم ۱۸۷ھ مین پہونچا۔ چند روز
عون العبادی کے قصر مین مقیم رہے۔ پھر کشتیون مین بیٹھکر روانہ ہوا۔ چلتے چلتے علاقہ انبار کے عمر مقام پر پہونچا جب
شنبہ کی شام سلخ محرم کی ہوچکی تو اوس نے ابو ہاشم مسرور خادم کو مع ابو عصمہ حماد بن سالم کے کچھ سپاہیون کے
ساتھ بھیجا۔ کہ اونہون نے آکر جعفر کے مکان کو گھیر لیا مسرور اندر گیا جعفر کے پاس ابن بختیشوع (۴۲) طبیب اور ابوزکار (۴۳)
مغنی بیٹھے تھے۔ اور وہ کھیل مین مشغول تہا۔ وہان سے مسرور نے اسے پکڑ کر نکالا۔ کھینچتا ہوا رشید کے دربار تک لے
آیا اور قید کر دیا۔ پیرون مین گدہے کی بیڑیان ڈالدین اور رشید کو اوس کے آنے کی خبر دی۔ رشید نے حکم دیا کہ
گردن ماردی جاے۔ پہر طبری نے یہان جعفر کے پورے حالات تحریر کئے ہین۔ واقدی کہتا ہے کہ رشید مکہ
سے مراجعت کرکے علاقہ انبار کے مقام عمر مین ۱۸۷ھ مین آکر قیام پذیر ہوا۔ اور برامکہ سے بگڑ بیٹھا جعفر کو غرہ
صفر کو قتل کرکے بغداد کے پل پر لٹکوا دیا۔ ایک کنارہ پر اوس کا سر تھا اور دوسرے کنارہ پر اوس کا جسم تہا۔ مگر اوروں
نے کہا ہے کہ پل پر صراتا نہر (۴۴) کے سامنے لٹکوا دیا تہا۔ رحمہ اللہ تعالےٰ۔

سندی بن شاہک (۴۵) کہتا تہا کہ مین ایک روز بدرقہ کے بالاخانہ پر مغربی طرف کو شب مین سو رہا تہا خواب دیکھتا کیا
ہون کہ جعفر بن یحییٰ میرے سامنے کہڑا ہے۔ اور زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوے ہے اور یہ پڑہتا ہے (۴۶)

كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْحَجُونِ إِلَى الصَّفَا أَنِيسٌ وَلَمْ يَسْمُرْ بِمَكَّةَ سَامِرُ

ہم ایسے اوجڑ گئے کہ حجون مین صفا مقام تک کوئی انیس و غمخوار تہا ہی نہین اور مکہ مین کبھی کسی نسب مین بات کرنے
والے نے بات ہی نہ کی تھی۔

بَلَى نَحْنُ كُنَّا أَهْلَهَا فَأَبَادَنَا صُرُوفُ اللَّيَالِي وَالْجُدُودُ الْعَوَاثِرُ

ہان ہم وہان رہا کرتے تھے۔ مگر گردش ایام اور قسمت کے ٹہوکرون اور لغزشون نے ہمین اوجاڑ کر برباد کر دیا
گہبرا کر مین خواب سے اوٹہا اور اپنے ایک خواص سے اس کا ذکر کیا۔ اوس نے کہا یہ پریشان خیال (۴۷) ہین
یہ بات نہین ہے کہ جو کچھ (خواب مین) انسان دیکھے اوسکے ضرور کچھ معانی ہی ہون۔ مین اپنے بستر پر آکر لیٹ گیا۔
ابھی میری آنکھ مین پھر نیند نہین آئی تھی۔ کہ اسی مین سپاہیون اور چوکیدارون کی ہڑبڑی اور ڈاک کے گھوڑون کی

لگاموں کی کہٹر کہٹر سنائی دی۔ اور کسی نے پالا کی آواز دی۔ دروازہ کہولو۔ کہولتے ہی سلام الابرش خادم اوپر کو چڑہا۔ رشید اوسے بڑے سخت کاموں کی انجام دہی کو بہیجا کرتا تہا۔ مین گہبرایا بدن کانپنے لگا۔ اور جانا کہ رشید نے اوسے مجہہ پر بہیجا ہے۔ مگر وہ سیدہا جعفر کے پاس آگے بڑہ گیا۔ اور اوسے ایک کاغذ دیا۔ اوسے کہولکر مین نے دیکہا تو لکہا تہا کہ یہ ہم اپنے ہاتہ سے لکہکر اپنی مہر لگاکر سلام الابرش کے ہاتہ تیرے پاس بہیجتے ہین۔ اسے پڑہکر قبل اسکے کہ تو ہاتہ سے رکہے یحیی بن خالد کے گہر کو جا۔ سلام تیرے ساتہ رہیگا یحیی کو پکڑ کر اور زنجیر سے جکڑ کر شہر منصور مین جو حبس الزنادقہ[۴۲] کے نام سے مشہور ہے لیجاکر اوسے قید کردے اور بادام عبد اللہ اپنے نائب کو حکم دے کہ وہ اوسکے بیٹے فضل کے یہان اوسی وقت جائے جس وقت کہ تو یحیی کے یہان جائے اور خبر کے شائع ہونے سے پہلے یہ کام کردے۔ اور جس طرح تو یحیی کے ساتہ عمل کرے۔ اوسی طرح وہ فضل کے ساتہ تعمیل کرے۔ اوسے بہی محبس زنادقہ مین لیجانا جب ان دونون کے کام سے فراغت حاصل ہوجائے۔ تو پہر یحیی کی اور اوس کے بہائیون کی اولاد اور اوس کے قرابت والون کو گرفتار کرنے کے لئے اپنے آدمیون کو چارون طرف پہیلادے۔

ابن بدرون برامکہ کی تباہی کی حالت کچہ تفصیل سے لکہتا ہے۔ اوپر کے بیان سے اوس مین کچہ زیادہ ہے مین یہان چاہتا ہون کہ اوسے مختصر صورت مین بیان کردون۔ اپنے پہلے بیان کے بعد وہ کہتا ہے۔ پہر رشید نے سندی بن شاہک کو بولایا۔ اور بغداد کو جائے اور برامکہ اور اون کے منشیون اور اہل قرابت کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ اور کہا کہ یہ کام مخفی طور پر کرے۔ اس سندی نے ایسا ہی کیا۔ رشید انبار کے علاقہ مین اوس مقام پر تہا جسے عمر کہتے ہین۔ اور جعفر بہی اوسکے ساتہ تہا۔ جعفر اپنے گہر مین تہا۔ اوس نے ابو زکار اور رنڈیون کو بولاکر محفل نشاط منعقد کی تہی۔ اور پردہ نشین ہوا دے۔ ابو زکار گا رہا تہا۔

مَا يُرِيدُ النَّاسُ مِنَّا مَا يَنَامُ النَّاسُ عَنَّا

لوگ ہم سے کیا چاہتے ہین۔ وہ ہم کو برابر دیکہتے ہی رہتے ہین۔[۴۳]

اِنَّمَا هَمُّهُمُ اَنْ يُظْهِرُوا مَا قَدْ دَفَنَّا

ان کا خیال یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو خوشیان چہپا کر کرتے ہین انہین وہ دیکہ لین اور ظاہر کردین۔

رشید نے اپنے غلام یاسر کو بولایا اور کہا مین نے تجہے ایسے کام کے لئے منتخب کیا ہے کہ جس کیلئے نہ تو محمد کو منتخب کرتا ہون اور نہ عبد اللہ اور نہ قاسم کو۔[۴۴] سو تو میرے خیال کو پورا کر۔ اس مین مخالفت نہ کرنا ورنہ جان سے

جانے گا۔ یاسر نے کہا اگر تو یہ مجھے حکم دے کہ مین اپنی جان کہو دون تو بھی مجھے کچھ عذر نہین کہا جعفر بن یحیی کے
پاس جا۔ اور ابھی اوس کا سر کاٹ لا۔ یہ سنتے ہی وہ حیرت مین رہ گیا جواب نہ دے سکا۔ رشید نے کہا کمبخت مجھے
کیا ہوا۔ کہا بہت ہی بڑا کام ہے۔ افسوس کہ اس سے پہلے ہی مین کیون نہ مرگیا۔ رشید نے کہا جا میرے حکم کی تعمیل
کر۔ یاسر گیا۔ اور جعفر کے گھر مین داخل ہوا۔ ابو زکار گا رہا تہا۔

فَلاَ تَبْعُدْ فَكُلُّ فَتًى سَيَأْتِي عَلَيْهِ الْمَوْتُ يَطْرُقُ أَوْ يُغَادِي

دور نہ جا اور ہمین نہ چھوڑ۔ ہر ایک شخص کو موت آتی ہی رہتی ہے کوئی رات مین چل بسا ہے کوئی دن مین۔

وَكُلُّ ذَخِيرَةٍ لَا بُدَّ يَوْمًا وَإِنْ بَقِيَتْ تَصِيرُ إِلَى نَفَادِ

جتنے ذخیرہ ہین۔ اگر کتنے ہی مدت باقی رہین ایک دن ضرور تمام ہوجائینگے۔

وَلَوْ فُودِيتَ مِنْ حَدَثِ اللَّيَالِي فَدَيْتُكَ بِالطَّرِيفِ وَبِالتِّلَادِ

اگر تو راتون کے حوادث (گردش زمانہ) سے فدیہ دیکر بچ جاسے تو مین اپنے اور باپ داداؤن کی دولت تیرے
فدیہ مین دے دونگا۔

جعفر نے کہا یاسر تیرے آنے سے تو مین خوش ہوگیا۔ مگر تو جو اندر بے اذن چلا آیا اس سے مجھے رنج ہوا۔ یاسر
نے کہا۔ ان باتون سے معاملہ بہت آگے بڑھ گیا ہے۔ امیر المومنین نے مجھے ایسا ایسا حکم دیا ہے۔ جعفر سنتے ہی
اٹھا اور یاسر کے قدمون پر گر پڑا۔ اور کہا مجھے اجازت دے کہ مین اندر جاکر وصیت کر آؤن۔ کہا اندر جانے کی اجازت
نہین ہوسکتی۔ ہان وصیت کردے جو تجھے منظور ہے۔ کہا تجھ پر میرا حق ہے اور اسی وقت اوس کے ادا کرنے کا
موقع ہے۔ پھر کبھی نہ ہوگا۔ کہا مین موجود ہون۔ اوس حد تک کہ امیر المومنین کی مخالفت لازم نہ آوے۔ کہا تو امیر المومنین
کے پاس جا اور اوس سے کہو کہ مین نے اوسے قتل کردیا۔ اگر اوسے اوس وقت افسوس ہوا تو تیری ہاتھ سے میری
جان بچ جائیگی۔ ورنہ میری نسبت اوس کا جو حکم ہو وہ کرنا۔ کہا یہ تو مین نہین کرسکتا کہا تو اچھا مین اوس کے خیمہ تک
تیرے ساتھ چلتا ہون تاکہ مین اوسکی بات سن سکون۔ اگر اوس نے اصرار کیا تو جو حکم دے وہ کرنا۔ یاسر نے کہا
ہان یہ ممکن ہے۔ اور رشید کے خیمہ کی طرف گیا جب رشید نے اوس کے آنے کی آہٹ سنی تو پوچھا کیا کر آیا۔ اوس نے
جعفر کی سب باتین سنائین خلیفہ نے چلا کر کہا کم بخت اگر تو اور کچھ جواب دے گا تو مین تجھے اوس سے پیشتر دوسری
دنیا مین پہونچا دونگا۔ یاسر نے لوٹ کر جعفر کو قتل کردیا۔ اور سر لاکر سامنے رکھدیا۔ رشید دیکھکر اوسے افسوس
کرنے لگا۔ پہر کہا۔ یاسر فلان فلان شخصون کو بولا لا جب وہ دونون آسے تو کہا یاسر کی بھی گردن ماردو۔ مین جعفر

کے قاتل کا منہ دیکھنا نہین چاہتا۔ انتہی کلامہ۔ فی ہذا الفصل۔ یہ بھی اوس نے اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے کہ جب جعفر کو حج کے زمانہ مین رشید کی ناراضی کا حال معلوم ہوا اور لوٹ کر حیرہ مین پہونچا تو جعفر ایک عیسائی کنیسہ کو کچھ کام کرنے گیا۔ وہان ایک پتھر دیکھا کچھ اوس پر لکھا تھا۔ مگر پڑھا نہین جاتا تھا۔ اوس خط کے پڑھنے والون کو بولایا۔ اور رشید سے جو اوس کا معاملہ ہو رہا تھا اس بارہ مین پتھر کے نوشتہ سے فال نکالی کہ آیندہ میرے لئے کچھ خوف ہے۔ یا بہلائی ہے۔ پڑھوایا تو اوس مین یہ مضمون لکھا تھا۔

اِنَّ بَنِي الْمُنْذِرِ عَامَ انْقَضَوْا ۔۔۔ بِحَيْثُ شَادَ الْبِيعَةَ الرَّاهِبُ

اوس سال جب کہ بنی منذر نیست و نابود ہو گئے اوس جگہ پر جہان پادری نے گرجا بنا لیا ہے۔

اَضْحَوْا وَلَا يَرْجُوهُمُ رَاغِبٌ ۔۔۔ يَوْمًا وَلَا يَرْهَبُهُمْ رَاهِبُ

تو یہ حالت ہو گئی کہ آج اونکے پاس کوئی ضرورت والا نہ تو امید لیکر آتا ہے اور نہ کوئی ڈرنے والا ان سے ڈرتا ہے

تَنْفَحُ بِالْمِسْكِ ذَفَارِيهِمْ ۔۔۔ وَالْعَنْبَرِ الْوَرْدُ لَهُ قَاطِبُ

اون کی چوٹیون سے مشک کی اور عنبر کی جس پر گلاب کے پہول کو بھی رشک آتا خوشبو نکلتی تھی۔

فَاَصْبَحُوا اَكْلًا لِدُودِ الثَّرَى ۔۔۔ وَانْقَطَعَ الْمَطْلُوبُ وَالطَّالِبُ

آخر مٹی کے کیڑون کا وہ کھاجا بن گئے اب نہ وہ شخص ہے جس سے لوگ مانگتے تھے اور نہ وہ مانگنے والا ہی باقی رہے۔

اس سے جعفر کو رنج ہوا اور کہا واللہ ہماری بات جاتی رہی۔ اصمعی کہتا ہے کہ جب رشید نے جعفر کو قتل کیا تو مجھے بولایا۔ مین اوس کے پاس گیا۔ تو کہنے لگا۔ کچھ ابیات ہین جو مین تجھے سنانا چاہتا ہون۔ مین نے عرض کیا امیر المومنین کی مہربانی ہے یہ ابیات اوس نے مجھے سنائین۔

لَوْ اَنَّ جَعْفَرَ خَافَ اَسْبَابَ الرَّدَى ۔۔۔ لَنَجَا بِهِ مِنْهَا طِمِرٌّ مُلْجَمُ

اگر جعفر ہلاکت کے اسباب سے اندیشہ کرتا تو اوسے کوئی لگام لگا ہوا گھوڑا بچا کر لیجا سکتا تھا۔

وَلَكَانَ مِنْ حَذَرِ الْمَنِيَّةِ حَيْثُ لَا ۔۔۔ يَرْجُو اللَّحَاقَ بِهِ الْعُقَابُ الْقَشْعَمُ

موت کے اندیشہ سے (اگر فکر کرتا تو) وہ اوس جگہ پہونچ جاتا کہ اوس تک بوڑھا (تجربہ کار) عقاب پہونچنے کی بھی امید نہین کر سکتا تھا۔

لَكِنَّهُ لَمَّا اَتَاهُ يَوْمُهُ ۔۔۔ لَمْ يَدْفَعِ الْحَدَثَانَ عَنْهُ مُنَجِّمُ

لیکن جب اوس کا آخیر دن آگیا تو کوئی منجم اور ستارہ شناس بھی اوس آفت کو دفع نہ کرسکا۔
اس سے مین نے جانا کہ یہ اشعار اوسی کے ہین۔ مین نے کہا۔ اس مضمون مین وہ بہت ہی اچھے ابیات
مین۔ پھر مجھسے رشید نے کہا۔ ابن قریب اچھا اب جاتا ہے تو تو اپنے گھر کو جا۔
کہتے ہین کہ جعفر نے ایک روز اپنے آخر ایام مین چاہا کہ رشید کے دربار کو جاے۔ اصطرلاب مانگا کہ اچھا وقت
دیکھے۔ اپنے گھر مین وہ دجلہ کے کنارہ اس وقت بیٹھا ہوا تہا۔ ایک شخص کشتی مین جا رہا تہا۔ اوس نے جعفر
کو نہین دیکھا تہا۔ اور نہ یہ اوسے معلوم تہا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ مگر یہ بیت پڑہنے لگا۔

يُدَبِّرُ بِالنُّجُومِ وَلَيْسَ يَدْرِي ۔۔۔ وَرَبُّ النَّجْمِ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ

وہ ستارونکو دیکھتا ہے۔ حالانکہ وہ کچھ بھی نہین جانتا کہ ستارونکا رب جو چاہتا ہے وہ خود کر ڈالتا ہے۔
یہ سنتے ہی جعفر نے اصطرلاب زمین پر دے مارا اور سوار ہو کر چلدیا۔
یہ بھی کہتے ہین کہ علی بن عیسی بن ماہان کے قصر کے دروازہ پر خراسان مین اوس شب کی صبح کو جسمین جعفر
مارا گیا جلی قلم سے یہ لکھا ہوا ملا۔

اِنَّ الْمَسَاكِينَ بَنِي بَرْمَكٍ ۔۔۔ صُبَّتْ عَلَيْهِمْ غِيَرُ الدَّهْرِ

بیچارہ برمک خاندان کے لوگون پر زمانہ کے تغیرات کے مصیبت آپڑی۔

اِنَّ لَنَا فِي اَمْرِهِمْ عِبْرَةً ۔۔۔ فَلْيَعْتَبِرْ سَاكِنُ ذَا الْقَصْرِ

اونکے حالت کو دیکھکر ہمین عبرت پکڑنا۔ اور جو شخص کہ اس مکان مین رہتا ہے اوسے ہوشیار رہنا چاہیے
۹۹م۔ جب جعفر کی خبر سفیان بن عیینہ کو پہونچی کہ وہ مارا گیا۔ اور برمکیون کی یہ حالت ہوئی تو اوس نے اپنا منہ
قبلہ کی طرف کرکے کہا۔ کہ اے اللہ اوس نے مجھے دنیا کی سختی سے بچایا تہا۔ تو اوسے آخرت کی سختی سے بچا
جب جعفر مارا گیا تو شعرا نے اوسکے اور اوسکے اولاد کی بہت مرثیہ لکھے۔ رقاشی کے چند ابیات یہ ہین

هَدَا الْخَالُونَ مِنْ شَجْوِي فَنَامُوا ۔۔۔ وَعَيْنِي لَا يُلَائِمُهَا مَنَامُ

جن لوگون کے دل رنج و غم سے خالی تہے وہ تو سو رہے۔ مگر میری آنکھ کو نیند نہین بہاتی۔

وَمَا سَهِرَتْ لِاَنِّي مُسْتَهَامٌ ۔۔۔ اِذَا اَرِقَ الْمُحِبُّ الْمُسْتَهَامُ

مین اس لئے نہین جاگا رہا کہ مین عاشق تہا کیونکہ جو محب عاشق ہوتا ہے وہ جاگتا رہتا ہے

وَلٰكِنَّ الْحَوَادِثَ اَرَّقَتْنِي ۔۔۔ فَلِي سَهَرٌ اِذَا هَجَدَ النِّيَامُ

بلکہ حوادث اور آفات نے مجھے جگائے رکھا جس وقت سونے والے او نکھ رہے ہوں پڑھتے ہیں جبری آنکھون میں اوس وقت نیند نہیں ہوتی ہے۔

أُصِيبَ بِسَادَةٍ كَانُوا نُجُومًا ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ بِهِمْ نُسْقَى إِذَا انْقَطَعَ الْغَمَامُ

مجھ پر ایسے سرداروں کی مصیبت آگر پڑی جو (آسمان کے) تارہ تھے۔ اونہیں سے ہمیں اوس وقت سخاوت کا پانی پہونچتا تھا جب کہ ابر سے بارش منقطع ہوجاتی تھی۔

عَلَى الْمَعْرُوفِ وَالدُّنْيَا جَمِيعًا ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ لِدَوْلَةِ آلِ بَرْمَكَ السَّلَامُ

اب سخاوت اور فیاضی کو اور تمام دنیا کو چاہیئے کہ دولت آل برمک کو رخصتی سلام کردین۔

فَلَمْ أَرَ قَبْلَ قَتْلِكَ يَا ابْنَ يَحْيَى ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ حُسَامًا فَلَّهُ السَّيْفُ الْحُسَامُ

اے یحییٰ کے بیٹے میں نے تیرے قتل سے قبل کسی تلوار کو نہیں دیکھا کہ اوس کو کوئی دوسری تلوار کاٹنے والی ہو۔

أَمَا وَاللهِ لَوْلَا خَوْفُ وَاشٍ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ وَعَيْنٌ لِلْخَلِيفَةِ لَا تَنَامُ

بھلا خدا کی قسم اگر کسی چغل خور کا اندیشہ نہ ہوتا کیونکہ مین جانتا ہون خلیفہ کی آنکھ سوتی نہیں ہے۔

لَطُفْنَا حَوْلَ جِذْعِكَ وَاسْتَلَمْنَا ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ كَمَا لِلنَّاسِ بِالْحَجَرِ اسْتِلَامُ

تو ہم تیرے لٹکے ہوئے لاش کی گرد اوسی طرح گھومتے اور اوسے چومتے جیسے مسلمان لوگ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں۔

اوس نے یہ اور ابیات جعفر کے اور اوسکے بھائی فضل کے مرثیہ مین لکھے ہین۔

أَلَا إِنَّ سَيْفًا بَرْمَكِيًّا مُهَنَّدًا ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ أُصِيبَ بِسَيْفٍ هَاشِمِيٍّ مُهَنَّدِ

دیکھو برمکیت کی ہندی تیز تلوار ہاشمی ہندی تیز تلوار سے کیسے توڑ ڈالی گئی ہے۔

فَقُلْ لِلْعَطَايَا بَعْدَ فَضْلٍ تَعَطَّلِي ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ وَقُلْ لِلرَّزَايَا كُلَّ يَوْمٍ تَجَدَّدِي

اب فضل کے مارے جانے کے بعد بخشش وسخاوت سے کہدو کہ بیکار بیٹھی رہین اور مصائب سے کہدو کہ وہ ہر روز نئی جلوس سے نکلا کرین۔

دعبل بن علی الخزاعی بھی کہتا ہے۔

وَلَمَّا رَأَيْتُ السَّيْفَ صَبَّحَ جَعْفَرًا ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ وَنَادَى مُنَادٍ لِلْخَلِيفَةِ فِي يَحْيَى

جب مین نے دیکھا کہ تلوار جعفر پر پڑ گئی۔ اور منادی نے خلیفہ کے طرف سے ڈپٹا یحیٰ کے گرفتاری کی ندا کی۔

بَکَیتُ عَلَی الدُّنیَا وَ اَیقَنتُ اِنَّمَا ۔۔۔ قُصَارٰی الفَتٰی فِیہَا مُفَارِقَۃُ الدُّنیَا

تو مجھے دنیا پر رونا آگیا۔ اور مین نے بالیقین جان لیا کہ اوس مین آدمی کا انجام دنیا کی مفارقت اور اوس کا چھوڑ دینا ہے۔

اور صالح بن طریف نے بہی کہا ہے۔

یَا بَنِی بَرمَکَ وَاہًا لَکُمُ ۔۔۔ وَلِاَیَّامِکُمُ المُقتَبِلَہ

اے بنی برمک افسوس تم پر اور تمہارے اقبال کے زمانہ پر۔

کَانَتِ الدُّنیَا عَرُوسًا بِکُم ۔۔۔ وَہِیَ الیَومَ ثَکُولٌ اَرمَلَہ

تمہارے لئیے دنیا ایک عروس دلہن بنی ہوئی تھی۔ مگر آج وہ رانڈ اور بے بچہ کی مان ہے۔

اگر اطالت کا خوف نہ ہوتا تو شعراے نے جو اونکے مدح و ثنا مین یا اونکے مراثی مین اشعار و قصائد لکہے ہین۔ بہت کچھ نقل کرتا۔ مگر اسی پر اکتفا کرتا ہون۔ یہ بیان بہت طویل ہوگیا۔ لیکن واقعہ کا بیان اور مضمون کے تسلسل نے مجبور کر دیا تہا جو اس قدر مین نے لکہا۔ دنیا کے انقلابات جو لوگون پر ہوا کرتے ہین وہ ایک عجیب حکایت سے جو محمد بن عثمان بن عبد الرحمن ہاشمی صاحب صلوٰۃ الکوفہ نے لکھی ہے(۵۳) وہ کہتا ہے۔ ایک مرتبہ مین اپنی والدہ کے پاس گیا۔ قربانی کا دن تھا۔ وہان مین نے ایک عورت دیکھی جو خاندان کی شریف مگر پھٹے پرانے کپڑے پہنے تھی۔ میری والدہ نے پوچھا جانتے ہو یہ کون عورت ہے مین نے کہا نہین کہا یہ جعفر برمکی کی مان ہے۔ یہ سنتے ہی مین اوسکی طرف متوجہ ہوا۔ اور بڑی عزت سے اوسے سلام کیا۔ پھر ہم کچھ دیر تک باتین کرتے رہے۔ اس کے بعد مین نے پوچھا امان اس زمانہ مین تو نے کیا عجیب بات دیکھی ہے۔ بولی سب سے بڑی عجیب بات یہ ہے ایک دن عید کا تہا کہ میرے پیچھے چار سو لونڈیان حکم کی منتظر کھڑی ہوتی تہین۔ اور مین یہ سمجھتی تھی کہ میرا بیٹا میری عزت میرے درجہ کے لائق نہین کرتا۔ ایک دن عید کا یہ ہے کہ میری بڑی خواہش یہ ہے کہ بکریون کی کہال مجھے ملجاے جو ایک بچھانے کے کام آسے اور دوسری اوڑھنے کے۔ وہ کہتا ہے اس پر مین نے اوسے پانچ سو درہم دے ان درہمون کو دیکھکر وہ تو ایسی خوش ہوئی کہ شادی مرگ کے قریب ہوگیا۔ اس کے بعد وہ مدت تک ہمارے یہان آتی جاتی رہی۔ آخر کار موت نے ہمارے درمیان مفارقت دائمی ڈالدی۔

عمر بضم عین مہملہ و سکون میم و راے مہملہ۔ اسی طرح مین نے اوسے ایک کتاب مین دیکھا ہے۔ جس کے

نظر ثانی ہوگئی اور تصحیح کردی گئی تھی۔ ابو عبیدہ البکری کی کتاب معجم (اسماے معربہ کی لغات) مین کہتا ہے کہ قلایۃ العمر دحجرہ عمر ابن عمر کے معنی خانقاہ کے ہین۔ واللہ اعلم۔

(۱) حالانکہ جعفر اور اوس کا تمام برمکی خاندان ہی نہین بلکہ تمام ایرانی شیعہ تھے۔ وہ بہن۔ اسلام ایک فطرتی مذہب ہے اس وجہ سے اون ممالک مین جس کو بنی امیہ نے فتح کیا تھا بہت جلد وہ پھیل گیا۔ اور ایرانیون کو مسلمان ہونا پڑا تھا۔ مگر جو عداوت ان کو عربون سے تھی وہ اونھون نے اس طرح نکالی کہ خود آل رسول کے طرفدار بنے اور اصحاب رسول کو بُرا کہکر عربون کی حکومت کو خراب کیا اور اہل علم ہونے کے باعث عربون پر پڑھنے لکھنے مین غالب ہوکر ان سے اون کے تمام اسلامی حقوق چھین لئے۔ یہان تک کہ عربی کے بجاے تمام ممالک ایشیا مین جہان اسلام جاری ہوا ایرانی ہی پہیلے۔ اور عربی زبان کی بجاے فارسی زبان اس تمام ملک مین ایسے شائع ہوے کہ قریب قریب ہر جگہ سمجھے جانے لگے۔ اس طرح اگرچہ ایرانیون نے مال و دولت سے بہت فائدہ اوٹھایا۔ مگر اسلام کو ان سے فائدہ کے بجاے نقصان ہی پہونچتا رہا۔ فقہ اسلامی نے جو اسلام کی جان ہے اگرچہ کچھ اہل انصاف ایرانیون سے بھی ترقی پاے۔ مگر اوسکے بیخ و بنیاد کی مضبوطی اور ترقی شام عرب۔ مصر۔ توران۔ افغانستان وغیرہ دوسرے ممالک والون کے ہاتھ سے بہت کچھ ہوے اور سنت وجماعت کے ہاتھ مین آے۔ اسی واسطے عدالتی اور ملکی معاملات مین ایرانیون کا فتویٰ کبھی نہ چلا۔ یہ کام ہمیشہ حنفی فرقہ کے ہاتھ مین رہا۔ اور اب بھی ہے جس کی فقہ تمام جہان کے موجودہ قوانین کی جڑ ہے۔ اسی واسطے ایرانیون اور شیعون کو حکومت کے کاروبار کے انجام دہی کے لئے حنفی فقہ سیکھنا پڑتی تھی۔ جعفر نے بھی اسی واسطے حنفی فقہ پڑھی تھی۔

(۲) یہ جعفر کی طرف سے سخت ظلم ہوا۔ کہ ایک شخص کو جس نے اپنے پیٹ کے خاطر کچھ جھوٹ بولا تھا خلاف حکم خدا و رسول اور عقل و دانش قتل کردیا۔ رشید کو اور نیز جعفر کو قران پر ایمان لانے کی وجہ سے منجم کو جھوٹا جاننا چاہئے تھا۔ یہ اوس وقت کہ یہ روایت صحیح تسلیم کیجاے۔ لیکن ہمارے نزدیک ابن خلکان نے کسی ناقل کا نام نہین دیا ہے۔ اور بے ٹھکانے ایک کہانی سی بیان کردی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحت سے بہت دور ہے۔

(۳) امام سے مراد ہے ہارون الرشید۔ خلفاے شرع اسلامیہ کے سب سے بڑے مذہبی حاکم سمجھے جاتے تھے۔

(۴) یعنی وہ یہ یاد دلاتا ہے کہ یہ باتین کسریٰ اور قیصر کے اولاد سے سیکھ کر آیا ہے جو مسلمانون کے دشمن ہین۔ اور ہمیشہ اس جستجو مین رہتے ہین کہ خلفاے اسلام مر جائین اور ہم حاکم بن جائین۔

(۵) العقیق مدینۃ النبی کے پاس ایک مقام کا نام ہے۔

(۶) جعفر اپنی بخشش کے بارش سے اونھین مالامال کردے گا۔

(۷) حشو اللوزینج با دامی بھرتی یعنی شیرین بھرتی۔

(۸) بنی ہاشم جس قدر تھے وہ تمام عباسی خلفاء کے خاندان والے تھے۔ کیونکہ وہ سب حضرت عباس ان کے مورث اعلےٰ کی طرح ہاشم بن عبد مناف کے نسل سے تھے۔

(۹) عباسی خاندان کی جس قدر لوگ تھے اور نیز اس حکومت کے جس قدر عہدہ دار اور افسر ہوتے تھے وہ سب سیاہ لباس پہنتے تھے

(۱۰) رصافیہ ایک قسم کی ٹوپی ہوتی تھی جس کی اس وقت ٹہیک ٹہیک ہیات معلوم نہین ہے۔ لیکن اسی مقام پر اسی رصافیہ کو آگے چلکر قلنسوہ کہا ہے اوسے آجکل عیسائی پادری اوسی ملک مین پہنا کرتے ہین۔

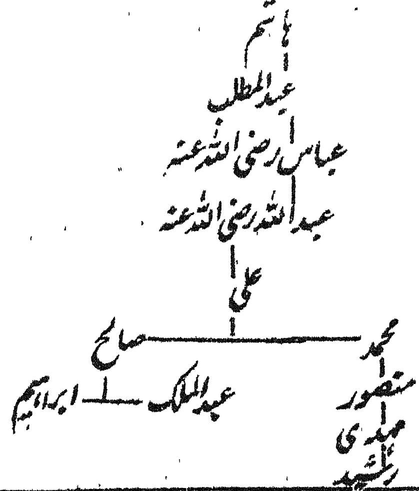
(۱۱) نبیذ ایک عرق ہوتا ہے جو کہجورون سے نکالا جاتا ہے۔ مگر کبھی کبھی انگوری شراب پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ لیکن ابن خلدون کے راے ہے کہ اس موقع پر اسی کہجور کے عرق کے لئے اس کا استعمال ہوا ہے۔ اسکے لئے مسٹر دی ساسی کے کتاب کرستامیتی جلد اول صفحہ ۳۸۰ ملاحظہ ہو۔

(۱۲) ایک لاکھ پونڈ انگریزی یا پندرہ لاکھ روپیہ چہرہ دار۔ دیکھو تذکرہ ۱۷۰ کا نوٹ ۵ و ۶

(۱۳) صوبون کی والیون کا یہ حق تھا کہ ان کے سواری کے آگے لوار ہا کرے۔ اور بغیر والی کے لوا کوئی نہین رکھ سکتا تھا۔

(۱۴) یہان یقیناً ابن خلکان سے غلطی ہوئی ہے۔ ابراہیم عبد الملک کا بہائی مصر کا والی مقرر ہوا تھا۔ چونکہ خلفاے عباسیہ کے زمانہ مین ان دونو بہائیو کی بہت بڑی عزت تھی۔ اور نہایت اعلےٰ درجہ کے عہدون پر ممتاز تھے۔ یہان ہم اون کا کچھہ مختصر حال درج کرتے ہین۔

عبد الملک بن صالح ہاشم کی نسل سے تہا جو رسول اللہ صلعم کے پردادا تھے۔ اس لئے وہ خلیفہ ہارون الرشید کا رشتہ دار تھا ذیل کے شجرہ سے اونکے باہمی رشتہ بخوبی سمجھہ مین آجاے گا۔



اس عبد الملک کی مان مروان بن محمد آخری اموی خلیفہ کے کنیز تھی جب مروان مرگیا تو صالح نے اوسے مول لے لیا جس کے بطن سے صالح کا عبد الملک بیٹا پیدا ہوا تہا جس کا یہان ذکر ہے بعض لوگون نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ عبد الملک مروان ہی کا بیٹا تہا۔ اون کے نزدیک اس کی مان مروان کے پاس سے جب آئی ہے تو حاملہ تھی۔ یہان آکر عبد الملک

پیدا ہوا تھا۔ سنہ ۱۶۳ھ (سنہ ۷۸۹ء) مین عبدالملک صینیہ یا حملۃ الصیف موسم گرما کے حملہ کا حاکم تھا جو رومیون کے ملک پر ہر سال کئے جاتے ہین۔ سنہ ۱۷۵ھ (سنہ ۷۹۱-۹۲ء) مین اوس نے رومیونکو شکست دی تھی۔ اور جنگ مین جن کو قتل کیا تھا اون کے سات سو سر کاٹ کر لایا تہا۔ سنہ ۱۷۸ھ (سنہ ۷۹۳-۹۴ء) مین اوسے رشید نے دمشق کا والی مقرر کیا تہا۔ پہر سنہ ۱۸۰ھ مین اوسے مصر کے ولایت کیلئے نامزد کیا تھا۔ مگر یہان نہین گیا۔ سنہ ۱۸۷ھ (سنہ ۸۰۳ء) مین اسی کے بیٹے عبدالرحمن نے اس پر الزام لگایا کہ وہ خلیفہ بننا چاہتا ہے۔ اس سے رشید نے اسے گرفتار کر لیا۔ مگر اس وجہ سے قتل نہین کیا کہ ایک ہاشمی کا خون کرنا پڑتا ہے۔ صرف قید کر دیا۔ لیکن جب خلیفہ امین کا زمانہ آیا تو اسے چھوڑ دیا گیا۔ پہر اسی خلیفہ امین نے شام کا والی بھی کر دیا۔ لیکن بہت جلد سنہ ۱۹۳ھ (سنہ ۸۰۸-۹ء) مین یہ امین کے مرنے سے چند روز پہلے ہی مر گیا۔ ماخوذ از تاریخ کامل مصنفہ ابن الاثیر الجزری والنجوم الزاہرہ مصنفہ ابوالمحاسن والخطط مصنفہ المقریزی۔

اس کے بہائی ابراہیم بن صالح کو خلیفہ مہدی نے سنہ ۱۶۵ھ (سنہ ۷۸۱-۸۲ء) مین مصر کا والی مقرر کیا تہا۔ اس کے وقت مین خاندان بنی امیہ کے ایک شخص وحیۃ المعلب بن عبدالعزیز بن مروان نے مصر صعید مین بغاوت کی اور خلیفہ بن بیٹھا تہا۔ ابراہیم نے اس بغاوت کے فرو کرنے مین بڑی غفلت کی۔ اور معلوم ہوتا تہا کہ وہ اس کے نسبت کچھ توجہ نہ کریگا اس سے مہدی سخت ناراض ہو گیا۔ اور سنہ ۱۶۷ھ مین اوسے معزول کر کے اوس پر پچاس ہزار دینار (پچیس ہزار پونڈ یا تین لاکھ پچہتر ہزار روپیہ) کا جرمانہ کر دیا۔ لیکن بعد مین راضی ہو کر پھر والی مقرر کر دیا۔ خلیفہ ہارون الرشید نے سنہ ۱۷۶ھ (سنہ ۷۹۲ء) مین اوسے پھر والی کر کے مصر جانے کا حکم دیا۔ مگر یہ وہان جا کر صرف تین ہی مہینے کے بعد مر گیا۔ النجوم الزاہرہ ابوالمحاسن۔

(۱۵) محمد بن الحسن ایک حنفی فقیہ تہا۔ دیکھو تذکرہ نمبر ۵۳۹

(۱۶) انجیل مین لکہا ہے کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا گال سامنے کر دے۔ یا ایک کوس بیگار مین لیجائے تو تو دو کوس چلا جا۔ ظاہر مین یہ بات کیسے حسن معلوم ہوتی ہے۔ مگر یہ امر قابل التعمیل نہین۔ کوئی اس پر عمل نہین کر سکتا ایسی ہی بعض مذہبون مین جانورونکی حمایت اور جان بچانے پر بڑا زور دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اوس مذہب والون کی لاکہون مخالف انسانون کے گلے کٹ جانے پر اونکی پیاس نہین بجہتی۔ ایسے بہت سے امور ہین جن مین انسانون کو دہوکا دیا جاتا ہے اسی طرح بلا وجہ کوئی امیر یا بادشاہ کسی کو بخشش دے۔ تو وہ بخشش اچھی نہین کہی جاسکتی۔ کیونکہ یہ روپیہ خود اوس کی کمائی کا تو نہ تہا حقدار اور محنتی کو دینا چاہئے تہا۔ صرف اپنے ناموری کیلئے پہینک دینا اچھی بخشش نہین ہو سکتی ہے اس طرح کی بخشش سے اصلی حقداروں کا حق ضائع ہو جاتا ہے جسکو دوسرے الفاظ مین ظلم کہہ سکتے ہین۔

(۱۷) دیکھو تذکرہ ۱۲۵ کا نوٹ ۸

(۱۸) لفظی معنے ہین میرے فروخت سے جو قیمت وصول ہوگی وہ تو نہ کہاے گا۔

(۱۹) دیکھو تذکرہ نمبر ۱۹۲

(۲۰) نکاح مین شرط جائز نہین ہے۔ اس لیئے یہہ نکاح نکاح ہی نہین ہوا۔ یا یہہ شرط باطل ٹھہرے۔ ہمارے قیاس کے خلاف ہے۔ کہ رشید نے ایسی لغو حرکت جائز رکھی ہو۔

(۲۱) یہان نبیذ سے مراد شراب ہے۔ کیونکہ یہ نشہ کے لئے پی جاتی ہے۔ افسوس ہے مجوسیون نے مسلمان ہوکر زنا اور شراب کو نہ چھوڑا۔ اول تو ہمیشہ نئی لونڈی کا رکہنا زناکاری دوسرے شراب۔ اس پران لوگون کا ارادہ تہا کہ رشید سے خلافت چھین لین۔ جس سے رشید نے قبل اہن سے کہ یہ اسکو غارت کرین اونہین غارت کردیا۔

(۲۲) لفظی معنی ہین مجہے خدا کی قسم تونے ستیاناس کر ڈالا۔

(۲۳) یہ روایت بالکل جھوٹ ہے۔ فقط شرارت سے بنائی گئی ہے۔ جعفر سے عباسہ کا نکاح ہی نہین ہوا۔ اور نہ رشید اور جعفر اور عباسہ کو اس کا خیال ہی پیدا ہوا۔ شاہی حرم سرا مین جہان عباسہ ہر وقت رشید کے پاس رہتی تھی ایک دم اوسکی جدائی رشید کو گوارا تھی۔ اوس کا حمل نو مہینے تک رشید کو نہ معلوم ہوا اور تمام لوگ رشید سے اوسکو چھپائین یہہ بالکل قیاس کے خلاف ہے۔ پہر رشید اہل حرم مین سے کسی کو اور عباسہ کو مطلق کچھ نہ کہے اور قتل کرے تو جعفر کو اور اوسی کو نہین بلکہ اوس کے تمام خاندان کو تباہ کردے۔ یہ بالکل تعجب کی بات ہے۔ اور پورے شہادت ہے کہ یہ روایت محض کذب ہے۔

(۲۴) بنو مُہنّا ایک عربی قبیلہ شمالی افریقہ مین رہتا تھا۔ کہتے ہین کہ یہ لوگ اپنے آپ کو اسی لڑکے کی نسل سے بتاتے تھے جس کا نام اونہون نے سمیع رکہا ہوا تھا۔ از ابن خلدون تاریخ عرب ستیجہ۔

(۲۵) بنی الافطس کچھ عرصہ تک ملک اندلس کے شہر بَدَہُو جس مین حکومت کرتے رہے تھے۔ لیکن یوسف بن تاشفین کے زیر حکم مرالطبین نے اونہین ۴۸۶ھ (۱۰۹۳ء) مین غارت کر ڈالا تہا۔ ابن عبدون کا قصیدہ جس پر بدرون کی شرح چڑھی ہوئی ہے۔ پروفیسر ویسیرس کے زیر نگرانی لندن مین چھپنے والا تہا معلوم نہین کہ وہ چھپ گیا ہے یا نہین۔

(۲۶) لفظی معنے ہین قسمت نے جعفر کو کاٹنے والی فولاد کے تھوک سے بیچ مین ڈالدیا۔

(۲۷) دیکھو تاریخ ابوالفدا۔

(۲۸) یہ خیال محض غلط ہے۔ جلال الدین محمد اکبر اور اورنگ زیب عالمگیر نے پچاس پچاس سال ہندوستان مین سلطنت رانی کے اور اسوقت انگریزون کی سلطنت کو ہندوستان مین دیڑہ سو برس سے زائد ہوگئے اون کے طول مدت سے کوئی بھی ناراض نہین ہُوا۔ نہ طول مدت کبھی ناراضی کا سبب ہوا کرتے ہین۔ حضرت عمر کو ابو لولو ایک غلام نے اس غلط خیال سے کہ اونہون نے اوس پر سختی کی ہے نماز مین دہوکہ سے قتل کردیا تہا جن کے مدت خلافت صرف دس سال ہوئی تھی۔ اور حضرت عثمان کو باغیون نے جن کے انتظام مین اونہون نے دیدہ ودانستہ تساہل برتا تہا اونکو بدمعاشی سے مار ڈالا تھا۔ اونکے حالات کے لئے تاریخ طبری دیکھنا چاہئے۔

(۲۹) لفظی ترجمہ تمہارے باپون کا کوئی باپ نہین ہے۔ یہہ عربون کا تکیہ کلام ہے۔

(۳۰) یہی سبب تہا جس سے رشید نے جعفر کو قتل کیا۔ برمکیون کا اقتدار اس قدر بڑہ گیا تہا کہ اگر رشید اونہین نہ خراب کرتا تو وہ رشید کو خراب کرڈالتے۔ رشید نے بڑی دانائی کی جو اون سے اپنی سلطنت بچالی۔

(۳۱) عَلَیّہ خلیفہ مہدی کی بیٹی سنہ ۱۶۰ھ (سنہ ۷۷۷ء) مین پیدا ہُوئی تھی۔ اوس کی مان مکنونہ ایک لونڈی تہی اور سیرت اور صورت دونون کی اچھی تھی۔ جسے مہدی نے ایک لاکھ دینار کو خریدا تھا (جس کے پچاس ہزار پونڈ انگریزی۔ یا ساڑہے سات لاکھ روپیہ ہُوتے ہین ۔) مہدی کو اوس سے اس قدر محبت ہوگئی تھی کہ اوس کی بی بی خیزران اوس سے سخت جلنے لگی تھی۔ علیہ نہایت خوبصورت تھی مگر اوسکی پیشانی کسی قدر اونچی تھی۔ اس عیب کے چھپانے کیلئے وہ اس پر جواہرات کا موباف باندہے رہتی تھی۔ اوسکو گانے مین بڑا دخل تہا اپنے علاتی بہائی ابراہیم سے بھی جو ایک بڑا نامور گویا تہا بڑہ کر تھی۔ ابو الفرج اصفہانی نے اپنے کتاب اغانی مین اسکے اشعار بھی کچھ دئے ہین۔ جنکی بڑی تعریف کیگئی ہے۔ یہ حیض ونفاس کے ایام مین گاتی تھی جس زمانہ مین عبادات شرعیہ عورتون کے لئے ممنوع ہے لیکن جب کبھی کمزور وناتوان ہوجاتی تو گانا اور شعر گوئی چھوڑ دیتی تھی۔ اور نبیذ بھی اوس زمانہ مین نہین پیتی تہی (دیکھو نوٹ ۱۱) اس وقت وہ قران شریف کی تلاوت مین مصروف رہتی تھی۔

یہ علیہ اپنے دوستون کو نظم مین خطوط لکہا کرتی تھی۔ رشید کا ایک غلام طَل تہا اوسے بھی لکہا کرتی تھی۔ اس قسم کی اوس کے اشعار آج تک موجود ہین۔ رشید اوس کے بہائی طل سے اوس کے میل جول کو ناپسند کرتا تہا۔ لیکن اخیر کو عَلَیّہ کو اختیار دیدیا تہا کہ جو چاہے کہے۔ ایک اور غلام رشا سے بھی اوس کا میل جول تہا۔ جس کا ذکر اس کے اشعار مین پایا جاتا ہے۔ علیہ سنہ ۲۱۰ھ (سنہ ۸۲۵ و ۸۲۶ء) مین مری ہے۔ اس وقت وہ موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے نکاح مین تھی۔ یہ تمام حال کتاب اغانی سے لیا گیا ہے۔

(۳۲) اوس کا نام جبرئیل بن بختیشوع تہا۔ تاریخ الحکما مین اس کا خوب حال لکہا ہے۔

(۳۳) کلواذا ایک مقام ہے جو بغداد سے دو فرسخ پر بستا تہا۔

(۳۴) صراط ایک نہر کا نام تہا جس کے کنارہ منصور نے بغداد کو آباد کیا تہا۔

(۳۵) معلوم ہوتا ہے کہ سندی بن شاہک خلیفہ رشید کے مسلح بدرقہ کا کوئی افسر اور ہندوستانی النسل خلیفہ منصور کا مولی تہا۔ عباسی خلفا کے زمانہ مین بڑے بڑے عہدون پر ممتاز رہا ہے۔ ۱۷۶ھ (۷۹۲ء) مین وہ دمشق کا والی تہا ابن خلکان کے کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۸۷ھ مین صاحب الشرطہ بدرقہ یا پولس کا افسر تہا۔ کچھ مدت تک بغداد کا قاضی بھی رہا تھا۔ جہان اوس نے ۲۰۴ھ (۸۱۹ء) مین وفات پائی ہے۔ مراۃ الزمان۔

(۳۶) یہ اشعار ایک مشہور نظم کے ہین جن مین عامر بن الحارث اپنے قبیلہ جرہم کے بدقسمتی پر روتا ہے۔ یہ قبیلہ خانہ کعبہ کا کسی زمانہ مین نگران تہا۔ مگر یہ کام اونکے ہاتھ سے پھر نکل گیا تہا دیکہو عروج الاسلام ترجمہ کامل ابن الاثیر الجزری کے جلد ۱

(۳۷) حجون بتقدیم حا بر جیم اور صفا مکہ معظمہ کے قریب دو پہاڑ ہین۔

(۳۸) یہ سورہ یوسف کے ۴۴ آیت ہے۔ قَالُوْا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ (اونہون نے کہا یہ تو پریشان سے خیالات ہین ایسے خیالات کی تعبیر تو ہم کو آتی نہین۔

(۳۹) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان گہورون کے گلون مین پٹے پڑے تھے۔ اور ان مین گہنٹیان ڈالی ہوئی تہین جیسے کہ آج کل ڈاک خانہ کے ہرکارون کے پاس ہوا کرتے ہین اور وہ اونکے چلتے وقت بجتے جلتے ہین۔

(۴۰) شہر منصور سے مراد شہر بغداد ہے جسے خلیفہ منصور نے آباد کیا تہا۔

(۴۱) حبس الزنادقہ۔ زندیقون بے دینون کا قید خانہ۔ زنادقہ زندیق کی جمع ہے۔ زناذیق یا زندیق وہ شخص ہے جو زند کتاب کو مانتا ہو۔ یہ کتاب ایک شخص زردشت ایرانی نے بنائی تھی جس مین مجوسیون کو آتش پرستی سکھائی گئی ہے۔ مسلمانون مین اس کے معنے ملحد اور بے دین مرتد کے ہین۔

(۴۲) لفظی معنے ہین کہ وہ ہم کو چھوڑ کر سوتے بھی نہین ہین۔ یعنی اون کی بیداری کبھی کم نہین ہوتی۔

(۴۳) یعنی کسی کو اس قابل نہین سمجہتا ہون۔

(۴۴) لفظی معنے معاملہ اس سے بہت بڑا ہے۔

(۴۵) لفظی معنے۔ تیرے پیچھے کیا ہے۔ یہ جملہ بہت مشہور ہے اس کے معنے یہ ہوتے ہین کہ تو نے کیا کیا ہے۔

(۴۶) یہ ایک قسم کی بددعا یا گالی ہے جس کو دوسری طرح سے ادا کر دیا ہے۔

(۴۷) مندرون کے حالات دیکھنے کے لئے ہماری کتاب عروج الاسلام ترجمہ ابن الاثیر الجزری کے جلد سوم کو دیکھو۔

(۴۸) دیکھو تذکرہ طاہر بن الحسین نمبر ۲۸۶ اور تذکرہ فضل بن الربیع نمبر ۱۰۵

(۴۹) قبلہ و سمت ہے یا مسجد کا وہ رخ ہے جو کعبہ کے طرف ہو۔ جدہر کو مسلمان نماز کے وقت مونھ کرکے کھڑے ہوتے ہیں

(۵۰) ابو العباس الفضل بن عبد الصمد الرقاشی شاعر بصرہ مین پیدا ہوا مگر بغداد مین رہا کرتا تہا۔ اور خلیفہ رشید اوسکی بیٹی امین اور برمکیون کے مدح سرائی کیا کرتا تہا۔ اس سے اور ابو نواس شاعر سے ہمیشہ بحث و مباحثہ رہا کرتا تہا۔ اس کے بڑے بڑے دعوؤن اور عزت کے باعث اوس زمانہ کے جتنے شعرا تھے اس سے برخلاف رہتے تھے۔ اوس کی تاریخ وفات معلوم نہین ہے۔ ماخوذ از تاریخ بغداد مصنفہ خطیب۔

(۵۱) حُسام تلوار کو کہتے ہین اور استعارۃً اوس کا اطلاق جلیل القدر امیر پر بھی آتا ہے۔

(۵۲) شاعر کا مطلب ہے کہ اب دنیا مین کوئی سخی نہین رہا جو سخاوت کرے۔

(۵۳) صوبہ جات کے والیون کا اوس زمانہ مین یہ کام تھا کہ خلیفہ کے بجاے جمعہ کی نماز خود پڑہایا کرین لیکن ایسا بہی ہوا کرتا تہا کہ والی کی بجاے قاضی بھی امامت کیا کرتے تھے۔ یہ آخری زمانہ مین روز بروز بڑہتے بڑہتے یہان تک نوبت پہونچ گئے۔ کہ اب مسلمانون کے بادشاہ امامت نہ تو کرتے ہی ہین۔ اور نہ امامت کے قابل ہی ہوتے ہین۔

(۵۴) ابو عبیدہ عبداللہ بن عبد العزیز البکری قرطبہ کا رہنے والا تھا۔ ۴۸۷ھ مین مرا ہے۔ اس نے علم جغرافیہ مین ایک کتاب لکہی ہے اس کے آبا و اجداد کے حالات اور اوسکے اشعار کے لئے دیکھو الحُلّۃُ السِیَرٰء مصنفہ ابن الابار۔

۱۳۰ ابو الفضل جعفر بن الفضل بن جعفر بن محمد بن موسیٰ بن الحسن بن الفرات معروف بابن حنزابہ

مصر مین کافور کی امارت کے زمانہ مین بنی اخشید کا وزیر تھا۔ پھر جب کافور مصر کا خود مختار مالک ہوگیا۔ تب بھی یہ وزیر رہا۔ اوس کے مرنے کے بعد جب احمد بن علی بن الاخشید دیار مصر اور شام کا حاکم قرار دیا گیا تب تو یہ وزارت پر اچھی طرح مستقل اور تمام مملکت کا کارپرداز ہوگیا۔ کافور کے بعد ارباب دولت کو پکڑا اور روپیہ وصول کیا۔ یعقوب بن کلّس وزیر العزیز العبیدی کو بھی جس کا ذکر آئندہ[1] آے گا گرفتار کر لیا۔ اور چار ہزار پانسو دینار جرمانہ کرکے اوس سے لے لئے۔ پھر ابو جعفر مسلم بن عبید اللہ[2] الشریف الحسینی نے یعقوب کو اس سے لے لیا۔ وہ اس کے

پاس چھپا رہا اور پھر خفیہ طور پر بلاد مغرب کو بھاگ گیا۔ مگر کافور یہ اخشیدیہ فرق[۳] وزیر ترک اور اہل لشکر اس سے ایسی
درخواستیں کرتے تھے کہ انھیں یہ کسی طرح پورا کر کے راضی نہیں کر سکتا تھا۔ علاوہ بریں جو مالگزاری کے حاکم تھے
وہ زر مالگزاری اس کو نہیں دیتے تھے۔ اور اوس سے وہ چیزیں مانگتے تھے جو یہ اونہیں نہیں دے سکتا
تھا۔ اس سے انتظام بگڑ گیا تھا۔ مجبوراً دومرتبہ اسے روپوش ہونا پڑا۔ یہان تک کہ اس کے اور اس کے کچھ ہوا
خواہون کے مکانات باغیون نے لوٹ لوٹ لئے۔ پھر ابو محمد الحسین بن عبید اللہ بن طغج صاحب الرملہ[۴] مصر کو آیا۔
اور وزیر مذکور کو پکڑ کر جرمانہ لیا اور نہایت تنگ کیا۔ اور بجاے اوسکے اپنے کاتب حسن بن جابر الریاحی[۵] کو وزیر
مقرر کیا۔ مگر پھر شریف ابو جعفر الحسینی کی سفارش سے وزیر جعفر کو چھوڑ دیا۔ اور مصر کا ملک اوسکے حوالہ کر کے یکم
ربیع الآخر ۳۵۸ھ (فروری ۹۶۹ء) کو شام کو مراجعت کی۔

یہ جعفر خود بھی عالم تھا۔ اور علما کا بڑا دوست تھا محمد بن ہارون الحضرمی (متوطن حضرموت) اور اوسکے
طبقہ والے بغدادیون سے اور محمد بن سعید برجی حمصی اور محمد بن جعفر الخرائطی[۶] اور حسن بن احمد بن بسطام اور
حسن بن احمد الدارکی اور محمد بن عمارہ بن حمزۃ الاصفہانی سے حدیث کی روایت کیا کرتا تہا۔ اور کہا کرتا تہا۔ مین
نے عبد اللہ بن محمد البغوی سے ایک مجلس سنی ہے۔ جس کی نقل اوس کے پاس نہین تھی۔ اس واسطے وہ کہتا
تہا کہ اگر کوئی اوس کی نقل مجھے لادے تو مین اوسے مالدار کر دونگا۔ جب وہ وزیر تھا تو اوسی زمانہ مین مصر مین حدیث
لکھا یا کرتا تہا۔ اسی لئے بڑے بڑے دور سے اوسکے پاس فضلا جاتے تھے۔ حافظ ابو الحسن علی معروف بالدار
قطنی عراق سے دیار مصر کو اوسی کے سبب سے گیا تہا۔ جعفر کا ارادہ تہا کہ ایک مسند[۸] تصنیف کرے۔ اس واسطے
جب تک کہ وہ اس کو تالیف نہ کر چکا۔ دارقطنی اوسی کے پاس رہا۔ ابن الفرات کے اسماے رجال اور انساب
وغیرہ مین اور بھی تالیفات ہین۔

خطیب ابو زکریا تبریزی نے دیوان متنبی کی شرح مین لکھا ہے کہ متنبی نے جب مصر کا قصد کیا۔ اور کافور
کی مدح لکھی تو وزیر ابو الفضل مذکور کی مدح مین بھی ایک رائیہ قصیدہ لکھا جس کا اول یہ ہے۔

بَادِ هَوَاكَ صَبَرْتَ اَمْ لَمْ تَصْبِرَا

تیری محبت ضرور ظاہر ہو جائیگی تو صبر کرے یا نہ کرے

اور اس کا نام جعفریہ (جعفر ابن الفرات کے نام پر) رکھا جس کا ایک قافیہ جعفرا ہے۔ اسی قصیدہ مین
یہ غزل بھی اپنا نظم کیا تھا۔

صُغتُ السِّوارَ لأيِّ كفٍّ بشّرت ... بابنِ العميدِ وأيِّ عبدٍ كبّرا

میں نے اوس شخص کے ہاتھ کے واسطے ایک کنگن بنایا جس نے ابن عمید کے آنے کی بشارت دی اور جس بندے نے اوس وقت اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

اصل میں اس شعر میں بَشَّرَتْ بِابْنِ الفُرَات تھا لیکن جب جعفر ابن فرات جو ... مر گیا تو اسے بدل دیا اور قصیدہ اوسے سنایا۔ جب متنبی عضد الدولہ کی طرف متوجہ ہوا تو ارجان کو چلا جو ابن ابو الفضل بن العمید وزیر رکن الدولہ ابن بویہ والد عضد الدولہ تھا جن کا ذکر آئندہ آئے گا انشاء اللہ تعالے۔ تو اوس نے اس قصیدہ کو اسی کے نام پر بدل دیا اور بشرت بابن العمید لکھدیا۔ اور اس قصیدہ میں اور اور قصیدوں میں اوسکی مدح لکھی یہ بہت ہی عمدہ قصائد ہیں خطیب نے بھی شرح میں ذکر کیا ہے۔ متنبی اپنے قصیدہ میں کوچ جانے کا حال اور ہر ایک منزل کے واقعات لکھتا ہے اور کافور کی ہجو کرتا ہے۔

وماذا بمصر من المضحكات ... ولكنه ضحك كالبكا

کیا چیز ہے جس سے مصر پر ہنسی آتی ہے لیکن وہ ہنسی ایسی ہے جو رونی کی طرح کی ہے۔

بها نبطي من اهل السواد ... يدرّس انساب اهل الفلا

وہاں ایک نبطی ہے جو سواد[1] ملک کا رہنے والا ہے اور بیابان کے لوگون کے نسب پڑھایا کرتا ہے۔

واسود مشفره نصفه ... يقال له انت بدر الدجى

اور ایک حبشی ہے جس کا لب اس قدر بڑا ہے کہ اوس کے نصف کی برابر ہے۔ لوگ اوسے کہتے ہیں کہ تو تاریکی شب میں چودہویں رات کا چاند ہے۔

وشعر مدحت به الكركدن ... بين القريض وبين الرقى

وہ شعر جس سے میں نے اوس گینڈے کی تعریف کی وہ ایسا ہے کہ کچھ تو شعر ہے اور کچھ (اوس جنگلی کے پھسلانے کا) منتر ہے۔

فما كان ذلك مدحا له ... ولكنه كان هجو الورى

یہ اوسکی فقط تعریف نہ تھی بلکہ مخلوق[1] کی (ایک قسم کی) ہجو تھی۔

نبطی سے مراد ابو الفضل مذکور ہے اور اسود سے مراد کافور ہے۔ مگر یہ باتین اوس کا درجہ گھٹا تی نہین ہمیشہ شریفوں کی برائی اور تعریف ہوتی رہتی ہے (ایسی برائی بھلائی سے کسی کی عزت میں فرق نہین آسکتا

وزیر ابو القاسم مغربی نے کتاب ادب الخواص میں ذکر کیا ہے ـ میں وزیر ابو الفضل مذکور سے ایک مرتبہ گفتگو کر رہا تہا ـ اور متنبی کے اشعار پر میری اوس کی بحث ہو رہی تھی ـ جعفر متنبی کے اشعار کی اوس سے زیادہ فضیلت بیان کرتا تہا جس قدر اوس کے ذہن میں تھی ـ اس خوف سے کہ کہیں کوئی یہ نہ سمجھے کہ خاص دشمنی کے باعث وہ عام رائے کی صداقت کا لحاظ نہیں کرتا ہے [illegible] کی وجہ یہ تھی کہ متنبی نے اوسکی ہجو لکہی تھی ـ اور اوس کے دل میں دشمنی تھی ـ

جعفر کی ولادت ۳ ذی الحجہ ۳۰۸ھ (۱۰ اپریل ۹۲۱ء) ہے اور بروز یکشنبہ ۱۳ صفر اور بعض نے کہا ہے ماہ ربیع الاول ۳۹۱ھ (جنوری ۱۰۰۱ء) کو مصر میں وفات پائی ہے رحمہ اللہ تعالی ـ قاضی حسین بن محمد بن النعمان[۱۳] نے اوس کے جنازہ کی نماز پڑہائی ـ [illegible] قرافہ صغری میں دفن ہوا ـ اوسکی قبر وہاں مشہور ہے ـ

حنزابہ بکسر حا ے حطی و سکون نون و فتح زا ے معجمہ والف و با ے موحدہ و ہا ے ساکنہ اوس کے باپ فضل بن جعفر کی ماں کا نام ہے ـ یہ بات ثابت بن قرہ نے اپنی تاریخ میں لکہی ہے ـ حنزابہ لغت میں ٹھگنی پستہ قد عورت کو کہتے ہیں ـ

حافظ ابن عساکر نے بھی اپنی تاریخ دمشق میں اوس کا ذکر کیا ـ اور یہ شعر اوسکے نقل کئے ہیں ـ

مَنْ اَخْمَلَ النَّفْسَ اَحْیَاهَا وَرَوَّحَهَا ۔۔۔ وَلَمْ یَبِتْ طَاوِیًا مِنْهَا عَلَی ضَجَرٍ

جو شخص کسر نفسی کرتا ہے وہ اپنے جان کو زندہ اور تازہ رکہتا ہے ـ اور خالی پیٹ رنج کے ساتہ رات نہیں گزارتا ـ

اِنَّ الرِّیَاحَ اِذَا اشْتَدَّتْ عَوَاصِفُهَا ۔۔۔ فَلَیْسَ تَرْمِیْ سِوَی الْعَالِیْ مِنَ الشَّجَرِ

دیکہو اگر ہوائیں چلتی ہیں تو کیسی ہی زور سے کیوں نہ چلیں ـ سوا ے بڑے درختوں کے اور درختوں کو نہیں اوکہیڑ سکتیں

جعفر مذکور اہل حرمین شریفین کے ساتہ بہت کچھ حسن سلوک سے پیش آتا تہا ـ مدینہ منورہ میں مسجد کے قریب ایک مکان مول لیا تہا ـ روضہ نبوی علی ساکنہا الصلوۃ والسلام کے اور اوس کے درمیان صرف ایک دیوار تھی ـ اور وصیت کی تھی کہ وہاں اوسے دفن کیا جاے ـ اور وہاں کے اشراف[۱۵] سے اس کا اقرار لے لیا تہا ـ جب وہ مرگیا تو اوس کا تابوت مصر سے حرمین کو لے گئے ـ اشراف وہاں کے استقبال کے لئے آے کیونکہ اونہیں اوس کے احسان یاد تہے ـ پہر اوسے حج اور طواف کرایا عرفات میں بھی ٹہرایا پہر مدینہ کو

لے گئے۔ اور مکان مذکور مین دفن کر دیا۔ مگر یہ بات اوس روایت کے خلاف ہے جو مین نے اوپر لکھی ہے واللہ اعلم بالصواب مین نے بے شک اوسکی قبر قرافہ مین دیکھی ہے جس پر لکھا ہے کہ یہ ابو الفضل جعفر بن الفرات کی قبر ہے۔ پھر اس کے بعد ابو القاسم بن الصوفی کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا۔ اوس مین تہا کہ اوسے پہلے اپنے بڑے مکان مین دفن کیا تہا۔ پھر مدینہ کو اوس کا تابوت لے گئے تھے۔

---

(۱) دیکھو تذکرہ ۲ ۸۰۔

(۲) شریف ابو جعفر مسلم بن عبید اللہ بن طاہر الحسینی جو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی اولاد سے تہا۔ اور جس کا خطاب مسلم العلوی اور ابو جعفر العلوی بھی تھا۔ ایک بڑے درجہ کے ذکاوت و لیاقت کا امیر تہا۔ فاطمی خلیفہ معز کے فوج نے جب مصر لیا ہے تو اس نے اُس مین بڑے نمایان کام کئے تھے۔ (دیکھو تذکرہ جوہر قائد نمبر ۱۴۱) معز اس کی بڑی عزت کرتا تہا۔ ایک روز معز کو اپنے محل مین یا مسجد کے منبر پر ایک کاغذ پڑا ملا جس مین لکھا تہا کہ اپنے سید ہونے کے ثبوت کے واسطے بنی طاہر کے خاندان مین جو مسلم کا خاندان تہا شادی کرلو۔ اس واسطے معز نے مسلم سے درخواست کی کہ معز کے بیٹے عزیز کو وہ اپنی بیٹی دی۔ مسلم نے کہا کہ اوس کے لڑکیون کے نسبت اوس کے خاندان کے لڑکون سے ہو چکی ہے۔ وہ نہین دے سکتا۔ اس بہانہ کو سنکر معز اوس سے ایسا بگڑا کہ مسلم کو پکڑ کر قید کر دیا اور اوس کا تمام مال و دولت چھین لیا۔ اس کے بعد مسلم کو پھر کسی نے نہین دیکھا۔ بعض تو کہتے ہین کہ معز نے اوسے خفیہ طور پر قتل کرا دیا۔ اور بعض کہتے ہین کہ وہ قید سے نکل کر بھاگ گیا تہا۔ مگر حجاز کے بیابانون مین جا کر مر گیا۔ اوس کا پوتا حسن مکہ کا سلطان ہوا تہا۔ دیکھو کتاب عمدۃ الطالب

(۳) کافوریہ فریق وہ تھا جس کے لوگ کافور کے مملوک تھے۔ اور اوس نے اونہین بڑے بڑے مراتب دے تھے اور اخشیدیہ فریق وہ تھا جس کے لوگ اخشیدی خاندان کے مملوک اور طرفدار تھے۔

(۴) ابو الحسین بن طُغج کو اس کے رشتہ دار ابو الفوارس احمد بن علی بن الاخشید کے خرد سالی کے زمانہ مین اسکے فوج نے قائم مقام مقرر کیا تھا۔ متنبی شاعر نے بھی اس کی تعریف مین قصیدہ لکھا ہے۔ دیکھو تذکرہ ۴۹ کا نوٹ

(۵) ابو المحاسن کی تاریخ مصر کے دو قلمی نسخون مین الرّیاحی کو الزنجانی لکھا ہوا ہے۔

(۶) ابو بکر محمد بن جعفر الخرائطی مصنف مکارم الاخلاق وغیرہ جافہ مین یا عقلان مین ۳۲۸ھ (۹۳۹-۹۴۰ء) مین مرا ہے۔ (ماخوذ از تاریخ الاسلام ذہبی و یافعی)

(۷) ابو القاسم عبد اللہ بن محمد جعفری بغداد مین ۲۱۴ھ (۸۲۹ء) مین پیدا ہوا تہا۔ اور بڑا نامی گرامی

حافظ حدیث تھا۔ سنہ ۱۳۲ ہجری (سنہ ۷۴۹ء) مین وفات پائی ہے۔ اس نے ایک معجم یا اصحاب رسول اللہ کے فہرست لکھی ہے۔ (از تاریخ الاسلام ذہبی مخطوطہ)

(۸) مسند وہ مجموعہ احادیث ہے جن کے ساتھ ہر حدیث کے راویون کے نام علی التسلسل دئے گئے ہون۔

(۹) دیکھو تذکرہ ۱۲۸

(۱۰) سواد سے مراد عراق عرب ہے۔

(۱۱) یعنی قدماے محدثین کے تاریخ اور انساب بتاتا تھا۔

(۱۲) کافور کے تعریف کرنے سے عوام کی ہجو اس لئے ہوئی کہ جن مین کافور سا ذلیل آدمی تعریف کے قابل ہے وہ عوام کیسے کچھ ذلیل کیون نہ ہونگے۔

(۱۳) حسین بن محمد بن النعمان مصر کا فاطمی خلیفہ حاکم کے زمانہ مین قاضی القضاۃ تھا۔ اس خلیفہ نے اوسے سنہ ۳۹۵ (سنہ ۱۰۰۵ء) مین قتل کردیا تھا۔

(۱۴) دیکھو تذکرہ ۱۲۵ کا متن اور نوٹ ۸۔

(۱۵) اس زمانہ مین معلوم ہوتا ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین شریف خاندان کے لوگ جو اپنے آپ کو سید اور آل علی بتاتے ہین وہان کے حاکم ہونگے۔

---

۱۳۱ ابو محمد جعفر بن احمد بن الحسین بن احمد بن جعفر السراج معروف بالقاری البغدادی

بہت بڑا حافظ اور اپنے زمانہ کا علامہ تھا۔ اوس کی عجیب وغریب تصانیف ہین۔ جن مین سے کتاب مصارع العشاق (عاشقون کی پچھاڑنے کی جگہین) وغیرہ بھی ہین۔ ابو علی[۱] شاذان ابو القاسم[۲] بن شاہین۔ خلال[۳] برکی قزوینی ابن غیلان[۴] وغیرہم سے حدیث کی روایت کرتا تھا۔ اور اوس سے بہت لوگون نے علم حاصل کیا حافظ ابو طاہر السلفی رحمہ اللہ تعالے اوس سے حدیث کی روایت کرتا تھا۔ اور اوسکی روایت پر بڑا فخر کرتا تھا۔ حالانکہ اور بھی اپنے زمانے کے بڑے بڑے علماسے اوس نے علم حاصل کیا تھا تاہم اسکو سب پر ترجیح دیتا تھا۔ اس کے اشعار بھی بہت اچھے ہوتے تھے چنانچہ یہان چند شعر نقل کرتے ہین۔

بان الخليط فادمعي ‏ ‏ وبانا عنهم يوم قلت تولى

ساتھ والی ایک جماعت جس سے اون کے جوش محبت کے باعث میرے آنسو بہنا شروع ہو گئے۔

وحدا بهم حادي الفراق ‏ ‏ وعن المنازل فاستقلوا

فراق (اور کوچ) کے آواز دینے والے نے اونھیں گھروں سے چلنے کی آواز دی اور اونھوں نے کوچ کر دیا۔

قل للذين ترحلوا ‏ ‏ عن ناظري والقلب حلوا

اون لوگوں سے کہدو جو میری آنکھوں کے سامنے سے چلے گئے۔ حالانکہ دل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔

ودمي بلا جرم أتيت ‏ ‏ غداة بينهم استحلوا

کہ میں نے گو کوئی جرم نہیں کیا تھا مگر اونھوں نے کوچ کے صبح کو میرا خون مباح کر دیا۔

ما ضرهم لو انهلوا ‏ ‏ من ماء وصلهم وعلوا

اون کا کیا نقصان ہوتا۔ اگر وہ اپنے وصل کا پانی پلاتے۔ اور اوس سے بار بار سیراب کرتے۔

یہ بھی اوسی کے اشعار ہیں۔ رحمہ اللہ تعالے۔

وعدت بأن تزوري كل شهر ‏ ‏ فزوري قد تقضى الشهر زوري

تو نے وعدہ کیا تھا کہ ہر مہینے ملا کریگی۔ تو تو آکر مل جا۔ مہینا گزر چکا ہے آکر مل جا۔

وشقة بيننا نهر المعلى ‏ ‏ إلى البلد المسمى شهرزوري

ہمارے تمہارے درمیان معلی ندی سے لیکر اوس شہر تک فاصلہ ہے جس کا نام شہر زور ہے۔

وأشهر هجرك المحتوم حق ‏ ‏ ولكن شهر وصلك شهر زور

تیرے جدائی کے مہینے جو مجبوری سے ہوئی ہے۔ حق حق صاف صاف گزرتے ہیں۔ مگر تیرے وصل کا مہینا جھوٹا ہے

عماد کاتب اصفہانی نے کتاب خریدہ میں یہ شعر اوس کے نقل کئے ہیں۔

ومدع شرخ شباب وقد ‏ ‏ عممه الشيب على وفرته

جو آغاز جوانی کا مدعی ہے حالانکہ اوس کے سر کے تمام بالوں پر بڑھاپا چھا گیا ہے۔

يخضب بالوسمة عثنونه ‏ ‏ يكفيه أن يكذب في لحيته

وہ اپنی بڑی داڑھی پر وسمہ کا خضاب کرتا ہے تاکہ اپنی داڑھی کے نسبت جو جھوٹ بولے اوس کے لئے وہ کفایت کرے۔

اس کے سوا اور بھی اوس کی نظم بہت اچھی ہے۔ اوس کی تاریخ پیدائش یا تو آخر ۴۱۲ھ یا شروع ۴۱۳ھ
(فروری ۱۰۲۲ع) ہے۔ مادر شریف ابو الشعر المبارک بن احمد بن عبد العزیز انصاری نے کتاب وفیات الشیوخ مین
ذکر کیا ہے کہ بغداد مین وہ ۴۱۳ھ مین پیدا ہوا۔ اور شب یکشنبہ ۲۱ صفر ۵۰۴ھ (اکتوبر ۱۱۱۰ع) کو بغداد مین
ہی وفات پائی۔ اور باب ابرز مین مدفون ہوا۔

(۱) ابو علی بن شاذان کے بجائے متن مین ابو علی شاذان لکھا گیا ہے۔ ابن کا لفظ سہو سے رہ گیا۔

(۲) حافظ ابو حفص عمر ابن احمد البغدادی جس کا لقب ابن شاہین تہا بہت کتابون کا مصنف ہے حسین بن خلیفہ مہتدی باللہ کہتا ہے کہ اون کی تعداد تین سو تینتیس تک پہونچ گئے تھے۔ اون مین سے ایک قرآن کی تفسیر تھے جس کے ایک ہزار جزو تھے۔ اس کے سوا مسند احادیث کے ایک اور کتاب تھی جس کی ضخامت اس سے بھی زیادہ تھی۔ ایک تاریخ بھی اوس نے لکھی تھی جو ڈیڑھ سو جزو مین تمام ہوئے تھے۔ اس تاریخ کا ذکر حاجی خلیفہ نے بھی کیا ہے اور اوس کا نام کشف الممالک بتایا ہے۔ اوس نے ۳۸۵ھ (۹۹۵ع) مین وفات پائی ہے۔ یافعی

(۳) حافظ ابو محمد الحسن بن محمد الخلال بغداد کا ایک محدث اور واعظ تہا۔ اور کئی کتابون کا مصنف ہے صحیح بخاری اور مسلم پڑھایا کرتا تہا۔ ۴۳۹ھ (۱۰۴۷ع) مین وفات پائی ہے (یافعی)

(۴) حافظ محمد بن محمد بن غیلان ۴۴۰ھ (۱۰۴۸ع) مین مرا ہے (ابو الفدا)

(۵) یہان شاعر نے شہر زور کے لفظ کو خوب باندہا ہے۔ ہر دو سرے مصرعہ کے آخر مین یہی لفظ لایا ہے صرف دوسرے شعر مین شہر زور مفعول واقع ہونے کی وجہ سے شہر زور منصوب پڑہا جانا چاہیئے۔ یہان اوس سے غلطی واقع ہوئی ہے۔

۱۳۲ اَبُو مَعْشَر جعفر بن محمد بن عُمَر بلخی [۱]

مشہور منجم اور اپنے زمانہ کا اس فن مین امام تہا۔ علم نجوم مین اوس کی تصانیف بہت مفید ہین۔ انہین مین سے مدخل اور زیج اور الوف [۲] وغیرہ اوسی کی کتابین ہین۔ اس مین اوس کی اصابت رائے عجیب و غریب تھی ایک مجموعہ حکایات مین مین نے دیکہا ہے کہ یہ ایک بادشاہ کی خدمت مین رہا کرتا تہا۔ اس بادشاہ نے اپنے ملتجین اور ارکان دولت مین سے ایک شخص کو ڈہونڈہنا چاہا اوس نے کچھ خطا کی تھی۔ یہ اوسے سزا دینا چاہتا تہا مگر وہ روپوش ہو گیا۔ اوس شخص کو یہ بھی معلوم تہا کہ ابو معشر کو ایسے طریق معلوم ہین کہ جن سے وہ مخفی خزانہ اور چھپے اسرار دریافت کر لیتا ہے

اوس نے چاہا کہ کوئی ایسا کام کیجیے کہ جس سے وہ ابو معشر کے علم کی رسائی سے بچ جاوے۔ اوس نے ایک طشت لیا اور اوس مین خون بھرا اور خون کے درمیان سونے کی اوکہلی رکھی پہر اوس پر بیٹھتے ہی دن تک بیٹھا رہا۔ بادشاہ نے اس شخص کو تلاش کرایا۔ چارون طرف جستجو کی جب عاجز ہوگیا۔ تو ابو معشر کو بلایا اور کہا تو اپنے علم کے زور سے مجھے اوس کا پتا بتا دے۔ اوس نے اوسی طریق سے عمل کیا جس سے خزانہ دریافت کیا کرتا تہا۔ پہر متحیر ہو کر کچھ دیر تک خاموش رہ گیا۔ بادشاہ نے پوچھا کیون خاموش ہے حیرت کی کیا وجہ ہے۔ کہا مجھے ایسی عجیب چیز معلوم ہوئی ہے کہ کہہ نہین سکتا۔ پوچھا کیا ہے۔ کہا مین دیکھتا ہون کہ وہ شخص ایک سونے کے پہاڑ پر ہے۔ اور وہ پہاڑ خون کے ایک سمندر مین ہے۔ مگر دنیا مین ایسا مقام کہین نہین ہے بادشاہ نے کہا پہر غور کر مسئلہ کی صورت بدل دے۔ دوسری طرح اس سوال کو نکال۔ ابو معشر نے ایسا ہی کیا۔ مگر پہر کہا کہ پہلا ہی جواب آتا ہے اگرچہ ایسی شئی کبہی دیکھنے مین نہین آئی جب بادشاہ مایوس ہوگیا تو اوس نے اس شخص کو اس سے کہ جس نے اوسے چھپایا تہا امن دی۔ اور اپنے قول کی مضبوطی کا اظہار بھی کر دیا۔ جب اوس شخص کو بادشاہ کے قول کی راستی کا اطمینان ہوگیا تو وہ ظاہر ہوگیا۔ اور بادشاہ کے روبرو حاضر ہوا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تو کہان چھپا ہوا تہا۔ اوس نے سب واقعہ بیان کر دیا۔ بادشاہ کو تعجب ہوا کہ اوس نے عجیب حیلہ سوچا تہا۔ اور ابو معشر نے خوب ہی دریافت کیا تہا۔ ابو معشر کی اور بھی بہت سی ایسی ہی اصابت رائے کی کہانیان[2] مشہور ہین سنہ ۲۷۲ھ و سنہ ۸۸۶ء مین اوس نے وفات پائی ہے۔ رحمہ اللہ تعالے۔

بلخی بفتح باے موحدہ و سکون لام و خاے معجمہ بلخ کی طرف منسوب ہے جو بلاد خراسان مین ایک بڑا شہر ہے۔ احنف بن قیس التیمی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت مین اوسے فتح کیا تہا۔ یہی احنف ہے جس کے حلم مین مثل دیا کرتے ہین۔ اوس کا ذکر حرف خا[3] مین آوے گا۔ انشاء اللہ تعالے۔

(۱) ابو معشر کو یورپ والے البوماسر کے نام سے موسوم کرتے ہین۔ تاریخ الحکما مین اس کے تصانیف کے نام لکھے ہوئے ہین

(۲) ایسے لغو کہانیون پر پچھلے زمانہ مین ہی نہین بلکہ آجکل بھی بہت جلد یقین کر لیا کرتے ہین۔ مگر اہل علم اور عاقل ان بیہودہ باتون پر یقین نہیں کرتے۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۲۸۲۔

۱۳۲ ابو علی جعفر بن علی بن احمد بن حمدان اندلسی صاحب مسیلہ اور امیر اب علاقہ افریقیہ

[illegible] ابوالقاسم محمد بن ہانی اندلسی نے ان کی تعریف [illegible]
چھوٹے [illegible] بیان [illegible] چنانچہ وہ کہتا ہے۔

اَلْمُدْنَفَانِ مِنَ الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا ۔۔۔ جِسْمِي وَطَرْفٌ بَابِلِيٌّ أَحْوَرُ

ساری دنیا میں جو بیمار ہیں وہ یہ دو ہی ہیں (ایک) میرا جسم (عشق کی مصیبت میں) اور دوسرے اوس کی جادوگر[1] اور سیاہ آنکھ

وَالْمُشْرِقَاتُ النَّيِّرَاتُ ثَلَاثَةٌ ۔۔۔ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ الْمُنِيْرُ وَجَعْفَرُ

اور چمکدار ستارے تین ہیں۔ ایک آفتاب اور دوسرا روشن چاند اور تیسرا جعفر۔

رہے بڑے بڑے قصائد وہ اس کے اس قدر مشہور ہیں کہ ذکر کی حاجت نہیں۔ اس کے باپ علی نے مسیلہ آباد کیا تھا۔ چنانچہ اس وقت تک وہ اسی کے خاندان کے نام سے مشہور رہے۔ معز[2] بن بادیس کے دادا زیری بن مناد سے اور اس سے عداوت تھی۔ اور جھگڑے رہا کرتے تھے۔ جن کی آخر کو نوبت یہ پہونچی کہ لڑائی کی ٹھہری۔ اور ایسا بڑا معرکہ ہوا کہ زیری خود اوس میں مارا گیا۔ پھر اوس کا بیٹا بلکین اوٹھا جس کا اوپر[3] حرف باء میں ذکر آچکا ہے۔ اور باپ کا قائم مقام ہو کر ایسی قوت بہم پہونچائی کہ جعفر مذکور کو اوس سے تاب مقاومت نظر نہ آئی۔ اپنا ملک چھوڑ کر اندلس کی طرف بھاگ گیا۔ اور وہاں ۳۶۴ھ (۹۷۴ء) میں مارا گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

اوس کا بیان بڑا لمبا ہے۔ مگر یہاں اسی قدر خلاصہ کافی ہے۔ مسیلہ بفتح میم وکسر سین مہملہ وسکون یاے تحتانیہ ولام وہاے ساکنہ علاقہ زاب میں ایک شہر ہے۔ زاب بفتح زاے معجمہ والف وباے موحدہ افریقیہ میں ایک ضلع ہے۔ افریقیہ کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

(۱) ہاروت و ماروت دو فرشتوں کو کہتے ہیں کہ اونھوں نے بابل میں آکر کچھ جادو کے کام کئے تھے۔ اس واسطے بابلی کے معنے یہاں نے جادوگر کے لئے ہیں۔

(۲) تذکرہ ۲۰۹۔

(۳) تذکرہ ۱۱۶۔

۱۳۲ ابو علی جعفر بن فلاح الکتامی[1]

معز ابی تمیم معد بن المنصور العُبَیدی صاحب آفریقیہ کا ایک سردار تھا۔ جسے اوس نے جوہر سپہ سالار کے

ہمراہ جس کا ذکر آئندہ آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور جسے فتح دیار مصر کے واسطے اس نے مقرر کیا تھا فوج دیکر روانہ کیا تھا۔ جب جوہر نے مصر لے لیا تو اسے شام کی طرف کوچ کا حکم دیا چنانچہ اس نے ۳۵۸ھ (۹۶۹ء) مین جاکر رملہ لے لیا۔ پھر دمشق پر محرم ۳۵۹ھ مین قبضہ کرلیا یہان اُس کے باشندہ خوب لڑے تھے۔ اسی جگہ جعفر ۳۶۰ھ تک مقیم رہا۔ وکتہ مین (۳) نھر یزید کے اوپر دمشق سے باہر اپنا قیام گاہ بنایا تھا۔ مگر اس جگہ حسن بن احمد القرمطی معروف بالاعصم اوس پر چڑھ آیا۔ جعفر اس وقت بیمار تھا۔ تاہم تحمل کر کے مقابل ہوا۔ مگر قرمطی کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا جس نے اسی قتل کردیا۔ اور اُس کے ساتھی بھی بہت کثرت سے قتل کرڈالے۔ یہ واقعہ روز پنجشنبہ ۱۹ ذی قعدہ سنہ ۳۶۰ھ (دسمبر ۹۷۱ء) کا ہے رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ایک شخص مجھ سے کہتا تھا۔ کہ جعفر بن فلاح سردار مذکور کے قتل کے بعد اوس کے قصر کے دروازہ پر مین نے یہ شعر لکھے دیکھے تھے۔

يَا مَنْزِلاً عَبَثَ الزَّمَانُ بِأَهْلِهِ　　فَأَبَادَهُمْ بِتَفَرُّقٍ لَا يُجْمَعُ

او گھر۔ تیرے رہنے والون کو زمانہ نے اپنا کھلونا بنالیا۔ اور ایسا اوجاڑ دیا کہ پھر کبھی جمع نہو سکی۔

أَيْنَ الَّذِينَ عَهِدْتُهُمْ بِكَ مَرَّةً　　كَانَ الزَّمَانُ بِهِمْ يَضُرُّ وَيَنْفَعُ

وہ لوگ کہان ہین جن کو مین نے تجھ مین رہتے دیکھا تھا۔ اور جن کے سبب سے زمانہ نقصان اور نفع پھونچاتا تھا۔

جعفر مذکور ایک بڑا رئیس جلیل القدر تھا۔ لوگ اوسکی مدح کیا کرتے تھے۔ ابو القاسم محمد بن ہانی اندلسی مشہور شاعر اوس کی شان مین کہتا ہے۔

كَانَتْ مُسَائَلَةُ الرُّكْبَانِ تُخْبِرُنِي　　عَنْ جَعْفَرِ بْنِ فَلَاحٍ أَطْيَبَ الْخَبَرِ

جب (اوس کے پاس سے واپس ہونے والے) قافلون سے پوچھا جاتا تھا تو وہ جعفر بن فلاح کے مجھ سے اچھی اچھی خبرین بیان کرتے تھے۔

حَتَّى الْتَقَيْنَا فَلَا وَاللهِ مَا سَمِعَتْ　　أُذُنِي بِأَحْسَنَ مِمَّا قَدْ رَأَى بَصَرِي

پھر واللہ جب ہم ملے تو مین نے اپنی آنکھوں سے ایسی اچھی حالت دیکھی جو میرے کانون نے کبھی سنی بھی نہ تھی۔

لوگ ان دونون بیتون کو بتاتے ہین کہ ابو تمام نے قاضی احمد بن ابی دواد کے حق مین کہی تھین۔ مگر غلط ہے کیونکہ یہ بیتین ابو تمام کی نہین ہین۔ وہ کہتے ہین کہ دوسرا مصرع ہے عَنْ أَحْمَدَ بْنِ دُوَادٍ أَطْيَبَ الْخَبَرِ

مگر اس کا نام ابن دواد نہیں ہے۔ بلکہ ابن ابی دواد ہے۔ اور اگر ابن ابی دواد کہا جائے تو وزن شعر درست نہیں ہوتا۔

(۱) کتامہ بربر قوم کا ایک قبیلہ ہے۔

(۲) تذکرہ ۱۴۱۔

(۳) مراصد میں لکھا ہے کہ دمشق کے پاس ایک گاؤن کا نام ہے۔

۱۳۵ ابوالفضل جعفر بن شمس الخلافۃ ابی عبداللہ محمد بن شمس الخلافۃ مختار الافضلی ملقب مجد الملک

ایک بڑا مشہور شاعر فاضل خوشخط تھا۔ اس نے بہت کتابیں لکھیں بہت اچھا خوشخط اور ان کا لکھا صحیح بھی ہوتا تھا۔ اس کی بہت سی تالیف ہیں جن میں اس نے اچھی اچھی چیزین جمع کی ہیں۔ اور جو طبع کے جودت طبع پر دلالت کرتی ہیں۔ اس کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے جس میں اس نے اچھے اچھے اشعار لکھے ہیں۔ یہ اشعار میں نے اس کے ہاتھ کی تحریر سے نقل کئے ہیں۔

هِيَ شِدَّةٌ يَأْتِي الرَّخَاءُ عَقِيبَهَا ۔۔۔ وَأَسًى يُبَشِّرُ بِالسُّرُورِ الْعَاجِلِ

یہ ایسی سختی ہے جس کے بعد نرمی آیا کرتی ہے۔ اور ایسا غم ہے کہ جو بہت جلد سرور کے آنے کی بشارت دیتا ہے۔

وَإِذَا نَظَرْتُ فَإِنَّ بُؤْسًا زَائِلًا ۔۔۔ لِلْمَرْءِ خَيْرٌ مِنْ نَعِيمٍ زَائِلِ

جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ دور ہونے والی بلا مرد کے لئے زیادہ دور ہونے والی نعمت سے بہتر ہوتی ہے۔

اس نے وزیر ابن شکر کی جس کا نام صفی ابو محمد عبداللہ بن علی ابن شکر تھا۔ اور جو ملک عادل کا اور اس کے بیٹے ملک کامل کا وزیر تھا رحمہا اللہ تعالیٰ تعریف لکھی ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔

مَدَحَتْكَ أَلْسِنَةُ الْأَنَامِ مَخَافَةً ۔۔۔ وَتَشَاهَدَتْ لَكَ بِالثَّنَاءِ الْأَحْسَنِ

مخلوق کی زبانوں سے خوف کے سبب سے تیری تعریف ہوتی ہے۔ اور جب وہ سامنے آتے ہیں تو تیری اچھی ثنا کرتے ہیں۔

[illegible] اطلاق الالسن

[illegible] سے کہلنے (اور اون کے

[illegible]

یہ [illegible] ایک پورے مجموعہ

[illegible] ابوالفضل کا شعر گوئی مین اچھا طرق ہے۔ اوسکی

تاریخ ولادت محرم ۴۳۳ھ (۱۰۴۱ع) اور ۱۲ محرم ۵۲۳ھ (جنوری ۱۱۲۵ع) کو مصر سے باہر کوم احمر نام ایک

مشہور جگہ مین وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالے۔

افضلی بفتح ہمزہ وسکون فا وفتح ضاد معجمہ ولام وانحتی کے سبب سے (۱) افضل امیر الجیوش وزیر مصر کی طرف

نسبت ہے۔ ابوالفضل کا باپ شمس الخلافہ ذی الحجہ ۵۶۹ھ (۱۱۷۴ع) مین اور ۵۲۰ھ (۱۱۲۶ع) مین

پیدا ہوا تھا۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۹۸ نوٹ ۱۹

۱۳۶ امیر جعبر بن سابق القشیری

ملقب سابق الدین کا حال جس کے نام سے قلعہ جعبر مشہور ہے مجھے اس سے زیادہ کچھ نہین معلوم
کہ وہ بہت بوڑھا اور اندھا آدمی تھا۔ اوس کے دو بیٹے تھے جو راہزنی کیا کرتے تھے۔ مسافرین کو اون کا بڑا اندیشہ
رہتا تھا۔ اسی حال پر جب کچھ مدت گزر گئی تو سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان سلجوقی نے جس کا ذکر آیندہ آئیگا
قلعہ اس سے چھین لیا۔ اور اوائل ۴۶۴ھ (۱۰۷۱ع) مین اوسے قتل کر دیا۔ رحمہ اللہ تعالے۔ یہ بات مین
نے ایک تاریخ مین لکھی دیکھی ہے۔ مگر مجھے اس مین تامل ہے۔ کیونکہ سلطان ملک شاہ اپنے باپ الپ ارسلان
کے قتل کے بعد بادشاہ ہوا ہے۔ اور باپ اوس کا ۴۶۵ھ (۱۰۷۲ع) مین مارا گیا ہے۔ جس کا اپنے موقع
پر انشاء اللہ تعالے ذکر آئے گا۔ ہان شاید ایسا ہو تو تعجب نہین کہ اپنے باپ کے ایام حیات مین ہی یہ قلعہ
اوس نے لے لیا ہو۔ یا جعبر کی وفات کی تاریخ غلط ہو۔ اس امر کو مین نے یہان اس وجہ سے لکھدیا ہے
کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ مین نے غلطی کی ہے۔ یا کچھ مجھ سے بھول ہوئی ہے۔ اور مجھے یہ معلوم نہین ہوا ہے۔ اس
کے تحریر کے بعد مجھے یہ تحقیق معلوم ہوا۔ کہ ملک شاہ سلجوقی جب حلب کے لینے کے ارادہ سے جاتا تھا تو اس

قلعہ پر ہو کر [illegible] ترتیب [illegible] ایک [illegible] شخص [illegible]

[illegible] طلب کرتے گیا یہ واقعہ [illegible] ہے —

اس قلعہ کو قلعہ [illegible] کہتے ہیں [illegible] بن المنذر [illegible] جعبرہ کا [illegible] ایک [illegible] اور

[illegible] شام کی [illegible] کے واسطے مقرر کیا تھا — اوسی سے یہ قلعہ [illegible] بنایا [illegible]

بسبب [illegible] جعبر [illegible] سے موجودہ [illegible] سے جملہ [illegible] اور

کو [illegible] کہتے ہیں —

۵۳۷ ابو سعید [illegible] الجلالی [illegible]

جعبر [illegible] شام اور موصل [illegible] عماد الدین زنگی کا [illegible] تھا — [illegible] ان [illegible]

بڑا جبار غالم سفاک [illegible] تھا — کہتے ہیں کہ جب [illegible] موصل [illegible]

اور معلوم ہوا کہ خوب [illegible] ان لوگوں کی [illegible] کیا [illegible] دیوار کو [illegible]

جو شیت ایزدی سے [illegible] پہنچ کر

آیا — اور موصل کا محاصرہ کر کے [illegible] خوب [illegible]

کیا — اور خندقیں [illegible] کہ [illegible] گیا اور اس کا کچھ نہ

کر سکا — یہ واقعہ رمضان [illegible] کا ہے —

موصل میں سلطان [illegible] ابن الاثیر نے تاریخ دولت

بنی اتابک میں لکھا ہے [illegible] محمد تھا — اور عماد الدین زنگی اتابک کی تربیت

کے واسطے وہاں رہتا تھا [illegible] اتابک کہتے ہیں — کیونکہ اتابک اوس شخص کو کہتے

ہیں جو بادشاہوں کی اولاد کی تربیت کرتا ہے — [illegible] ترکی میں باپ کے ہیں اور بک کے معنی امیر

کے اتابک انہیں دونو معانی سے مرکب ہے — جعبر اس شاہزادہ کے خلاف تھا — اور اوس کے کاموں میں

خلل انداز ہوا کرتا تھا — اسی میں عماد الدین زنگی قلعہ البیرہ کے محاصرہ کو چلا گیا — خفاجی نے اپنے آدمیوں

کو ملا رکھا کہ جعبر آئے تو اوسے قتل کر دیں — ایک روز وہ حسب معمول سلام کے واسطے دروازہ پر آیا

خفاجی کے لوگ اوس پر دوڑ پڑے اور قتل کر ڈالا — یہ واقعہ ۹ بروز پنجشنبہ ۹ ذی قعدہ ۵۳۹ھ

دمی ۵۳۵ھ (۱۱۴۰ء) کا ہے۔

پھر عماد الدین زنگی نے جعفر کی جگہ زین الدین علی بن بکتکین والد مظفر الدین صاحب اربل کو مقرر کیا۔ اس نے رعیت پر خوب عدل و داد کے ساتھ حکومت کی۔ مرد صالح سیرت کا بہت اچھا تھا۔ رحمہ اللہ تعالے۔ پھر جب عماد الدین موصل کو واپس آیا تو جعفر کا تمام مال و اسباب ضبط کر لیا۔ اور اوس کے خزانے نکلوائے اور اوس کے اہل و اقارب پر جرمانہ کئے جعفر مذکور نے موصل پر اپنی طرف سے ایک شخص نجلہ ظالم کو جو قفص زنجی کہلاتا تھا والی کر رکھا تھا۔ وہ بہت برا آدمی تھا۔ لوگ اوسکی بہت شکایت کرتے تھے۔ اوسے بھی عماد الدین نے موقوف کر دیا۔ اور اوسکی جگہ ایک شخص عمر بن شکلہ کو مقرر کیا۔ مگر یہ بھی برا نکلا۔ اوس کے حق میں ابو جعفر شاعر نے کہیں ہیں یعنی محمد بن محمد بن شقاقا موصلی متوفی ۵۴۳ھ (۱۱۴۸ء) نے یہ شعر کہے ہیں۔

یا نصیر الدین یا جعفر　　　الف قزوینی ولا عمر

اے نصیر الدین اے جعفر ہزار قزوینی ہوں تو ہوں مگر عمر نہ ہو

لو رماہ اللہ فی سقر　　　لاشتکت من ظلمہ سقر

اگر اللہ تعالے اوسے دوزخ میں ڈالدے تو اوسکے ظلم سے دوزخ بھی پکار اوٹھیگا۔

جعفر بفتح جیم و قاف و راے مہملہ ایک عجمی نام ہے۔ میں جانتا ہوں وہ مملوک ہوگا۔

۱۳۸ ابو عمرو جمیل بن عبد اللہ بن معمر بن صباح

(بضم صاد مہملہ) بن ظبیان بن حُنّ (بضم حاے مہملہ و تشدید نون) بن ربیعہ بن حرام بن ضبہ بن عبد بن کثیر بن عذرہ بن سعد بن ہذیم بن زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ مشہور شاعر اور بثینہ کا عاشق تھا۔ لڑکپن سے ہی اوس کا عاشق ہو گیا تھا جب جوان ہوا اور بثینہ کو مانگا تو اوسکی طرف سے انکار کر دیا گیا۔ اس پر یہ اوسکی نسبت شعر کہتا اور چھپ کر اوس کے پاس آیا کرتا تھا۔ اور دونوں عاشق اور معشوقہ کا مکان وادی القریٰ (۱) میں تھا۔ اوس کے اشعار کا دیوان مشہور ہے جس کے ذکر کی یہاں کوئی حاجت نہیں۔ حافظ ابن عساکر نے اوس کا دمشق کی تاریخ میں ذکر کیا اور کہا ہے کہ اوس سے کسی نے کہا کہ اگر تو قرآن کو پڑھتا تو تیرے لئے شعر کہنے سے بہت بہتر تھا۔ جمیل نے کہا یہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے مجھ سے کہا ہے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (انّ من الشعر لحکمۃ) [illegible]

ہو کر رہ گئی ہیں) جمیل اور بثینہ دونوں [illegible] بثینہ کی گفتگو [illegible]

اور عشق بہت ہوتا ہے کہتے ہیں عذرہ کے ایک اعرابی سے کہا گیا [illegible]

[illegible] ایسے گھل جاتے ہیں جیسے پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔ تم اپنے دل کو مضبوط کیوں نہیں رکھتے

کہا ہم [illegible] چشم کو ایسے پرکھتے ہیں کہ تم [illegible] کسی نے پوچھا

تو کس قبیلہ کا آدمی ہے [illegible] کہ جب محبت کرتے ہیں تو مر جاتے ہیں [illegible] ایک عورت نے

[illegible]

صاحب اغانی کہتا ہے کہ کثیر عزہ کا عاشق جمیل کے اشعار کی روایت کیا کرتا تھا۔ اور جمیل ہدبۃ بن خشرم (۴۳)

کی۔ اور ہدبہ حطیئہ کی۔ اور حطیئہ زہیر بن ابی سلمیٰ (۴۴) اور اوس کے بیٹے کعب بن زہیر کی۔ جمیل نے کچھ ابیات

لکھے ہیں۔ اون میں سے چند شعر نقل کرتے ہیں۔

وخبّرتماني أنّ تيماء منزلٌ ... لليلى إذا ما الصيفُ ألقى المراسيا

تم دونوں (میرے دوستوں) نے مجھ سے کہا ہے کہ تیماء (۴۵) میں (میری معشوقہ) لیلیٰ رہتی تھی۔ جب کہ

موسم گرما نے اپنا لنگر ڈالا تھا۔

فهذي شهورُ الصيفِ عنّا قد انقضت ... فما للنوى ترمي بليلى المراميا

لیکن اب تو اس موسم گرما کے مہینے ہم سے گزر بھی گئے۔ پھر اس جدائی کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ وہ لیلیٰ کو

دور پھینک رہی ہے۔

بعض لوگوں نے ان ابیات کو قصیدہ مجنون و لیلیٰ میں لکھدیا ہے۔ مگر یہ اوس کی نہیں ہیں۔ تیماء مقام خاص

قبیلہ بنی عذرہ کا ہے۔ اسی قصیدہ میں جمیل کے یہ شعر ہیں۔

وما زلتُ بي يا بثنُ حتى لو انّني ... من الشوق أستبكي الحمامَ بكى ليا

اور بثینہ تم برابر (یاد نے) اپنا کام کیے جا رہی ہو یہاں تک کہ قمری سے اگر میں جوش میں آکر اپنے لئے رونے

کو کہوں تو وہ بھی میرے لئے رو دیتی ہے۔

وما زادني الواشون إلا صبابةً ... ولا كثرةُ الناهين إلا تماديا

نہ تو غمازوں نے بجز عشق و شوق کے اور میرا کچھ زیادہ کیا ہے اور نہ کثرت سے لوگ جو مجھے اوس کام سے منع

کرتے ہیں بجز اپنے کام میں اصرار اور استقلال کے اور بڑھ گیا ہے۔

وَمَا أَحْدَثَ النَّأْيُ الْمُفَرِّقُ بَيْنَنَا سُلُوًّا وَلَا طُولُ اللَّيَالِي تَقَالِيَا

دوری و بعد نے جو ہمارے درمیان میں پڑ کر جدائی کر رہی ہے تجھے اس سے بیزار نہیں کیا اور نہ ان طویل راتوں نے مجھے پرہیزگار بنا دیا ہے۔

أَلَمْ تَعْلَمِي يَا عَذْبَةَ الرِّيقِ أَنَّنِي أَظَلُّ إِذَا لَمْ أَلْقَ وَجْهَكِ صَادِيَا

اے شیریں لعاب دہن والی کیا تو نہیں جانتی کہ جب تیری صورت نظر نہیں آتی تو میں پیاسا ہو جاتا ہوں۔

لَقَدْ خِفْتُ أَنْ أَلْقَى الْمَنِيَّةَ بَغْتَةً وَفِي النَّفْسِ حَاجَاتٌ إِلَيْكِ كَمَا هِيَا

مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یکایک مجھے موت آ جائے گی۔ حالانکہ میرے دل میں تیری تمنا اسی طرح ہیں اور ویسے ہی اب بھی ہیں۔

کثیر عزہ کا عاشق کہا کرتا تھا کہ واللہ جمیل عرب میں سب سے بڑا شاعر ہے جو کہتا ہے۔

وَخَبَّرْتُمَانِي أَنَّ تَيْمَاءَ مَنْزِلٌ لِلَيْلَى إِذَا مَا الصَّيْفُ أَلْقَى الْمَرَاسِيَا

تم دونوں میرے دوستوں نے مجھ سے کہا ہے کہ تیما میں (میری معشوقہ) لیلیٰ رہتی تھی جب کہ موسم گرما نے اپنا لنگر ڈال دیا تھا (یعنی گرمی کا موسم تھا)

یہ بھی اسی کے شعر ہیں۔

إِنِّي لَأَحْفَظُ سِرَّكُمْ وَيَسُرُّنِي لَوْ تَعْلَمِينَ بِصَالِحٍ أَنْ تُذْكَرِي

میں تمہارے بھید کو چھپائے رکھتا ہوں۔ اور اگر تو یہ جان جائے تو مجھے خوشی ہوگی کہ تیرا جب ذکر ہوتا ہے تو نیکی سے ہوتا ہے۔

وَيَكُونُ يَوْمًا لَا أَرَى لَكِ مُرْسَلًا أَوْ نَلْتَقِي فِيهِ عَلَيَّ كَأَشْهُرِ

اور وہ دن جس دن کہ میں تیرے بھیجے ہوئے آدمی کو نہیں دیکھتا ہوں کہ جس میں ہم تم نہیں ملتے میرے لیے مہینوں کے برابر ہوتا ہے۔

يَا لَيْتَنِي أَلْقَى الْمَنِيَّةَ بَغْتَةً إِنْ كَانَ يَوْمُ لِقَائِكُمْ لَمْ يُقْدَرِ

اگر تمہارے وصال کا دن مقدر میں نہ ہو اور غیر ممکن ہو تو مجھے آرزو ہے کہ میں یکایک مر ہی جاؤں۔

پھر [illegible] کہتے ہیں

یہواک ما عشت الفؤاد فان امت ‏ ‏ یتبع صدای صداک بین الاقبر

جب تک میں زندہ ہوں میرا دل تیرے عشق میں ڈوبا رہیگا اگر میں مر جاؤنگا تو میری روح تیری روح کے پیچھے قبروں میں پھریگا۔

انی الیک بما وعدت لناظر ‏ ‏ نظر الفقیر الی الغنی المکثر

تو نے جو وعدہ کیا ہے اوسکے پورا کرنے کے لئے میں تیری طرف دیکھتا ہوں جیسے مفلس [illegible] مالدار [illegible] [illegible]

یقضی الدیون ولیس ینجز عاجلا ‏ ‏ هذا الغریم لنا ولیس بمعسر

دوسرے [illegible] قرض ادا کرتا ہے [illegible] دینے والا وعدہ پورا نہیں کرتا۔ اور مفلس بھی [illegible]

ما انت والوعد الذی تعدیننی ‏ ‏ الا کبرق سحابة لم تمطر

تو اور تیرے وعدے [illegible] بادل کی بجلی کی طرح ہیں جو کبھی برستے نہیں۔

ایک قصیدہ میں یہ بھی اوس نے لکھے ہیں۔

اذا قلت ما بی یا بثینة قاتلی ‏ ‏ من الوجد قالت ثابت ویزید

جب میں نے کہا او بثینہ یہ میری کیا حالت ہو رہی ہے جو عشق میں مجھے مارے ڈالتی ہے۔ تو اوس نے کہا اوس کی جڑ بھی ہوئی ہے اور زیادہ ہوگی۔

وان قلت ردی بعض عقلی اعش به ‏ ‏ بثینة قالت ذاک منک بعید

اور جب میں نے کہا کچھ عقل میرے واپس دیدے جس سے میں اپنی زندگی بسر کروں تو اوس نے کہا یہ خواہش تجھ سے بہت بعید ہے۔

یہ بھی اوسی کے شعر ہیں۔

وانی لارضی من بثینة بالذی ‏ ‏ لو استیقن الواشی لقرت بلابله

اگر غماز کو یہ یقین ہو جاوے کہ بثینہ کی طرف سے وہ یا ایسا کچھ بھی ہی سے میں راضی ہو سکتا ہوں تو اوس کے غم و اندوہ سب ختم ہو جائینگے۔

بلا قَوْ بِاَلا اَسْتَطِیعُ وَ بِالْمُنٰی   وَبِالْاَمَلِ الْمَرْجُوِّ قَدْ خَابَ آمِلُہْ

نہین سے اور نا کہنے ہی سے مجھے صبر آجا ئیگا۔ آرزون پر اور ایسے امید پر جس کی مدت سے لو لگی ہوئی ہے اور اُسکا امیدوار نا امید ہو چکا ہے۔

وَبِالنَّظْرَۃِ الْعَجْلٰی وَبِالْحَوْلِ تَنْقَضِی   اَوَاخِرُہٗ لَا نَلْتَقِی وَاَوَائِلُہْ

اور اس پر نظر پڑ جانے پر جو ایک لحہ کے ہی لئے ہو اور ایک برس کے وعدہ پر جس کے اول و آخر ایسے گزر جاتے ہین کہ ہم ملتے بھی نہین (میری زندگی بسر ہوتی ہے)

یہ بھی اوسی کے ہین۔

وَاِنِّی لَاَسْتَحْیِی مِنَ النَّاسِ اَنْ اُرٰی   رَدِیْفًا لِوَصْلٍ اَوْ عَلٰی رَدِیْفُ

مجھے لوگون سے شرم آتی ہے۔ کہ مجکو ایسے معشوق کے وصل کا طالب دیکھین جس کا کوئی پھلے طالب رہ چکا ہے۔ یا ایسے معشوقہ کے وصل کا جو پھلے مجھ سے محبت کرتے تھے اور پھر اور کسی سے محبت کرنے لگی ہو۔

وَاَشْرَبُ رِیْقًا مِنْکَ بَعْدَ مَوَدَّۃٍ   وَاَرْضٰی بِوَصْلٍ مِنْکَ وَھُوَ ضَعِیْفُ

اور اس سے بھی شرم آتی ہے۔ کہ محبت جاتے رہنے کے بعد تیرا لعاب دہن پیون۔ اور تیری محبت سے راضی ہو جاؤن جس مین کہ ضعف آگیا ہو۔

وَاِنِّی لِلْمَاءِ الْمُخَالِطِ لِلْقَذٰی   اِذَا کَثُرَتْ وُرَّادُہٗ لَعَیُوْفُ

اور مین ایسے پانی سے جس مین کوڑا مل گیا ہو۔ گو اوس پر کیسے ہی کثرت سے لوگ آتے ہون کراہیت کرتا ہون

یہ بھی اوسی کے ابیات سے ہین۔

بَعِیْدٌ عَلٰی مَنْ لَیْسَ یَطْلُبُ حَاجَۃً   وَاَمَّا عَلٰی ذِی حَاجَۃٍ فَقَرِیْبُ

(مغالطہ) اوس سے بہت بعید ہین جس کو کچھ حاجت ہی نہ ہو۔ لیکن اوس سے جو حاجت والا ہو بہت قریب ہین۔

بُثَیْنَۃُ قَالَتْ یَا جَمِیْلُ اَرَبْتَنِی   فَقُلْتُ کِلَانَا یَا بُثَیْنُ مُرِیْبُ

بثینہ نے کہا اے جمیل تیری محبت مین مجھے شک پڑ گیا ہے۔ اس پر مین نے اوس سے کہا کہ اے بثینہ دونو ایک دوسرے کو شک مین ڈال رہے ہین۔

وَاَرْیَبُنَا مَنْ لَا یُؤَدِّی اَمَانَۃً   وَلَا یَحْفَظُ الْاَسْرَارَ حِیْنَ یَغِیْبُ

لیکن ہم دونو مین وہ زیادہ شک مین ڈالنے والا ہے جو حق امانت ادا نہین کرتا۔ اور اسرار محبت کو جب ایک دوسرے سے

الگ ہو جائین محفوظ نھین رکھا۔

کثیر عزہ کا عاشق لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ مجھے جمیل بثینہ کا عاشق ملا۔ اوس نے پوچھا کہ تو کھان سے آتا ہے مین نے کھا محبوبہ یعنی بثینہ کے باپ کے پاس سے۔ پھر پوچھا کھان جاتا ہے مین نے کھا محبوبہ کے یعنی عزہ کے پاس جمیل نے کھا تو جھان سے آیا ہے وہین کو پھر لوٹ جا۔ اور بثینہ سے وعدہ لیکر آ۔ کہ وہ مجھے کب ملیگی۔ مین نے کھا ابھی تو وہان سے آرہا ہون۔ مجھے شرم آتی ہے کہ ابھی لوٹ کر اوس کے پاس پھر جاؤن۔ کھا کہ یہ تو تجھے جانا ہی پڑیگا۔ مین نے کھا تو بثینہ سے کب ملا تھا۔ کھا شروع موسم گرما مین۔ کہ وادی دَوم (نخلستان) سے نیچے کی طرف پانی برسا تھا۔ وہ ایک لونڈی کے ساتھ کپڑے دھونے کو نکلی تھی۔ جب اوس نے مجھے دیکھا تو غیر سمجھکر کپڑے پر ہاتھ مارا جو پانی مین پڑا ہوا تھا۔ اور وہ اوڑھ لیا۔ مگر لونڈی نے مجھے پھچان لیا۔ اس لئے بثینہ نے کپڑا پھر پانی مین ڈالدیا۔ ایک گھنٹہ تک پھر ہم اور وہ باتین کرتے رہے۔ کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ مین نے پوچھا پھر کب ملاقات ہوگی۔ بولی کہ میرے لوگ یھان سے جاتے ہین۔ اس کے بعد پھر ملاقات نھین ہوئی۔ اور نہ کوئی معتبر آدمی ملا۔ کہ اوس کے پاس بھیجتا۔ کثیر نے کھا کیا یہ بات مناسب ہوگی۔ مین تیرے معشوقہ کے حیّ مین جاؤن۔ اور اگر اوس سے خلوت مین بات چیت کرنا ممکن نہ ہو تو کچھ ابیات ایسی لکھکر اوس کو سناؤن۔ کہ جس سے وہ مطلب کو تاڑ جاے۔ اور جواب دیدے۔ جمیل نے کھا ہان یہ راے بہت مناسب ہے۔ کثیر چلا۔ اور بثینہ کے حیّ مین پھونچا۔ اوس کے باپ نے کھا بھتیجے کیسے لوٹ آئے کثیر نے کھا مین نے کچھ ابیات کہی ہین۔ چاہتا ہون کہ آپ کو سناون۔ کھا اچھا مین نے یہ بیتین پڑھین۔ بثینہ موجود تھی۔

فقلتُ لها یا عزّ ارسلُ صاحبی ۔۔۔ الیکِ رسولاً والرسولُ موکّلُ

مین نے اوس سے کھا اے عزہ مین اپنے ایک ساتھی کو تیرے پاس قاصد کرکے بھیجتا ہون۔ یہ قاصد بڑا معتبر آدمی ہے۔

بِاَنْ تجعَلِی بینی وبینکِ موعداً ۔۔۔ وَاَنْ تامُرِینی بالذی فیہ افعلُ

اس لئے کہ تو اوس کو میرے اور اپنے ملنے کی جگہ بتا دے اور مجھے اون باتون کے کرنے کا حکم کرو کہ وہان مین کیا کرون۔

وَ آخرُ عھدی منکِ یومَ لقیتنی ۔۔۔ بِاَسفَلِ وادی الدّوم والثوبُ یُغسَلُ

سب سے آخر دن مجھ سے اور تجھ سے وادی دوم کے نیچے ملاقات ہوئی تھی جھان کپڑے

دہوے جار ہے تھے۔

اس پر بثینہ نے گوشہ مین سے پردہ کے کنارہ پر ہاتھ مارا۔ اور کہا دہوت دموت۔ اوس کے باپ نے کہا کیا ہے۔ بثینہ بولی کتا ہے۔ پہاڑی کے طرف سے اس وقت آیا ہے جب کہ لوگ سورہے ہین۔ پھر لونڈی سے کہا۔ دومات سے جاکر لکڑیان لا۔ کہ کثیر کے واسطے بکری ذبح کرکے کباب لگائین۔ کثیر نے کہا۔ مجھے اسقدر ٹھہرنے کی تو فرصت نہین۔ جمیل کی طرف چلدیا۔ اور جاکر سب قصہ کہہ سنایا۔ جمیل نے کہا دومات کا اوس نے وعدہ کیا ہے۔ پھر بثینہ نکلی۔ اُسکی سہیلیان بھی اوس کے ساتھ تھین۔ جمیل اور کثیر اون کے پاس پہونچے۔ صبح تک اون مین باتین ہوتی رہین۔ کثیر کہا کرتا تھا مین نے اس مجلس سے کوئی اور مجلس بہتر نہ دیکھی اور نہ کوئی ایسا شخص دیکھا جو ایک کے دل کا حال دوسرا ان سے زیادہ سمجھتا ہو۔ مین نہین کہہ سکتا ان دونون مین کونسا بڑا ذی فہم تھا۔

حافظ ابو القاسم معروف بابن عساکر اپنی تاریخ کبیر مین کہتا ہے۔ کہ ابو بکر بن محمد بن القاسم الانباری نے بیان کیا ہے۔ کہ میرے باپ نے جمیل بن معمر کی یہ ابیات مجھے سنائی تھین۔ مگر ان ابیات کو اور شعرا کی طرف منسوب کرتے ہین۔ وہ یہ ہین

مَا زِلتُ ابغِی الحَیَّ اَتبَعُ فَلَّهُم ۔۔۔ حتی دَفَعتُ اِلیٰ رَبِیبَۃِ هَودَجِ

مین (اپنے محبوبہ کے) قبیلہ کی تلاش مین لگا رہا اور اونکی ٹکڑیون کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ یہان تک کہ ہودہ مین حویلی تھی اوس کے پاس تک (اونٹ کو) ہانکتا گیا۔

فَدَنَوتُ مُختَفِیًا اَلُمُّ بِبَیتِهَا ۔۔۔ حتی وَلَجتُ اِلیٰ خَفِیِّ المَولَجِ

پھر مین چھپ کر قریب گیا۔ کہ اوس کے خیمہ مین اوتردن۔ یہان تک کہ مخفی راستہ کے اندر پہونچ گیا۔

فَتَنَاوَلَت رَاسِی لِتَعرِفَ مَسَّهُ ۔۔۔ بِمُخَضَّبِ الاَطرَافِ غَیرِ مُشَنَّجِ

پھر اوس نے چکنی چکنی رنگین انگلیون سے شناخت کرنے کے لئے میرے سر کو چھوا ہو۔

قَالَت وَعَیشِ اَخِی وَنِعمَۃِ وَالِدِی ۔۔۔ لَاُنَبِّهَنَّ القَومَ اِن لَم تَخرُجِ

اور کہنے لگی کہ میرے بھائی کی جان کی اور میرے باپ کی نعمت و نوازشون کے قسم ہے اگر تو نہ نکل جائیگا تو لوگونکو خبر کردونگی۔

فَخَرَجتُ خِیفَۃَ قَولِهَا فَتَبَسَّمَت ۔۔۔ فَعَلِمتُ اَنَّ یَمِینَهَا لَم تَلجَجِ

اس واسطے مین اوس کے بات کی حرف سے نکل چلا جس سے وہ مسکرا پڑے۔ اور مین جان گیا کہ اوس کی قسم مین کچھ اصرار نہین ہے۔

فلثمت فاها آخذا بقرونها — شرب النزیف ببرد ماء الحشرج

پھر مین نے اوس کے منہ کا بوسہ لیا۔ اور اوس کے بال پکڑے۔ اس جوش سے کہ جیسے کوئی نہایت پیاسا کنوین کے ٹھنڈے پانی کو پینے لگے۔[۱۳]

ہارون بن عبد اللہ[۱۴] قاضی کہتا ہے کہ جمیل بن معمر عبد العزیز بن مروان[۱۵] کے پاس مصر کو آیا۔ اور اوس کی مدح مین قصیدہ لکھا۔ عبد العزیز نے اسے اپنے پاس آنے کی اجازت دی۔ اور مدح سنی۔ صلہ بھی اچھا دیا۔ پھر اوس سے بثینہ کی محبت کا حال پوچھا۔ اوس نے اپنے کثرت عشق کی کیفیت سنائی۔ عبد العزیز نے کہا کہ مین تجکو لا دونگا۔ اور کہا کہ یہان چند روز قیام کر۔ مکان اور ما یحتاج کا بندوبست کر دیا۔ لیکن چند ہی روز گذرے تھے کہ سنہ ۸۲ھ مین اوس کا وہین انتقال ہو گیا۔ زبیر بن بکار نے عباس بن سہل الساعدی سے نقل کیا ہے۔ کہ مین ایک مرتبہ شام مین تھا۔ وہان میرے دوستون مین سے ایک شخص مجھے مل گیا۔ اور کہنے لگا۔ کیا جمیل سے تو ملنا چاہتا ہے۔ وہ بیمار ہے۔ چلو اس کا پوچھنا کر آئین۔ جب ہم اوس کے پاس پہنچے تو حالت نزع مین تھا۔ مجھے دیکھکر کہنے لگا۔ ابن سہل تو اوس شخص کے حق مین کیا کہتا ہے۔ جس نے نہ تو کبھی شراب پی ہو۔ اور نہ زنا قتل اور چوری کی ہو۔ اور لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتا ہو وہ نجات پائیگا یا نہین۔ مین نے کہا میرے نزدیک تو اوسے نجات حاصل ہوگی اور جنت ملیگی۔ ایسا کون شخص ہے۔ کہا وہ شخص مین ہون۔ مین نے کہا۔ واللہ مین تو تجھے ایسا نہین سمجھتا۔ بیس برس سے تو بثینہ کے گیت گاتا پھرتا ہے۔ تو نے اب تک کوئی بُرا کام نہین کیا۔ یہ سمجھ مین نہین آتا۔ کہا۔ دیکھو میرے لئے یہ دن ایام آخرت کا پہلا دن اور دنیا کا آخری دن ہے۔ اگر مین نے بثینہ کو بدنیتی سے کبھی چھوا بھی ہو تو خدا کرے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو۔ اس کے بعد ہم وہان سے اُٹھے بھی نہ تھے کہ اوس کا انتقال ہو گیا۔ محمد بن احمد بن جعفر اہوازی کہتا ہے کہ جمیل مصر مین بیمار پڑا۔ اور اوسی مرض سے مر گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اوس کے پاس عباس بن سہل الساعدی گیا تھا۔ اوس نے بھی یہ قصہ اوس سے بیان کیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب

اغانی مین اصمعی سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص مجھ سے کہتا تھا۔ جو مصر مین جمیل کی موت کے وقت اوس کے پاس موجود تھا۔ کہ جمیل نے مجھے بلایا۔ اور کہا کہ اگر تو میرا ایک کام کر دے تو کچھ میرا ترکہ ہے وہ

مین سب تجھ کو دیدونگا - مین نے کہا اچھا - کہا جب مین مرجاؤن تو میرے بدن کے کپڑے لے اور الگ رکھ لے باقی جو کچھ اس کے سوا ہے وہ سب تیرا ہے - یہ کپڑے لے کر تو بثینہ کے قبیلہ مین جا - جب تو اونکی طرف جاے تو میری اونٹنی کو بیتے جانا - اسی پر سوار ہو لینا - اور میرے ہی کپڑے پہن لینا - اونھین چاک کر دینا - پھر وہان جاکر ایک بلند ٹیلہ پر کھڑا ہونا - اور یہ بیتین چلا کر پڑہنا - اس مین تجھ پر کوئی برائی نھین -

صَرَخَ النَّعِيُّ وَمَا كَنَى بِجَمِيلِ وَثَوَى بِمِصْرَ ثَوَاءَ غَيْرِ قَفُولِ

موت کے خبر دینے والے نے خبر سنادی اور جمیل کی کنیت نہین بتلائی - اوس نے مصر مین ایسا گھر بنالیا - کہ اوس گھر سے پھر نھین لوٹیگا -

وَلَقَدْ اجَرَّ البُرْدَ فِي وَادِي القُرَى نَشْوَانُ بَيْنَ مَزَارِعٍ وَنَخِيلِ

کسی زمانہ مین وہ وادی القری کے کھیتون اور نخلستان مین مست چادر تانے پھرا کرتا تھا -

قُومِي بُثَيْنَةُ فَانْدُبِي بِعَوِيلِ وَابْكِي خَلِيلَكِ دُونَ كُلِّ خَلِيلِ

بثینہ اُٹھ اور دہاڑین مار کر رو - اور ہر ایک دوست کو چھوڑ کر اپنے سچے دوست پر گریہ وزاری کر -

پھر مین نے جمیل کے کہنے کے مطابق کیا اور چلا کر یہ اشعار پڑہے - ابھی مین یہ ابیات تمام کرنے نہ پایا تھا کہ بثینہ باہر آئی - بعینہ اوسی طرح جیسے چودہوین رات کا چاند بدلی سے نکل آتا ہے - اپنی اوڑہنی اوڑہے تھی - میرے پاس آکر کہا - اے شخص اگر تو سچ کہتا ہے تو مجھے قتل کر ڈالا - اور جھوٹ بولتا ہے تو تو نے مجھے اس کہنے سے فضیحت کر دیا - مین نے کہا مین سچا ہون اور نکالکر جمیل کے کپڑے دکھائے - دیکھتے ہی وہ چلا پڑی اور منہ نوچ ڈالا - اوس کے قبیلہ کی اور عورتین بھی جمع ہو گئین - اور اوس کے ساتھ رونے لگین جب روکر خاموش ہوئی - تو کچھ دیر تک غشی مین پڑی رہی - پھر اُٹھی اور کہنے لگی -

وَاِنَّ سُلُوِّي عَنْ جَمِيلٍ لَسَاعَةٍ مِنَ الدَّهْرِ مَا حَانَتْ وَلَا حَانَ حِينُهَا

زمانہ مین ایک ساعت کے لئے بھی جمیل کے بعد مجھے چین نھین آیا - وہ وقت پھر کبھی نھین آئیگا -

سَوَاءٌ عَلَيْنَا يَا جَمِيلُ بْنَ مَعْمَرٍ اِذَا مِتَّ بَاسَاءُ الحَيَاةِ وَلِينُهَا

اے جمیل بن معمر جب سے تو مرگیا ہے ہم پر زندگی کے سختی اور راحت سب برابر ہو گئی ہین

ان بیتون کا حافظ ابو طاہر احمد سلفی کے بیان مین اوپر ذکر آچکا ہے - وہ شخص کہتا تھا کہ مین نے جس قدر مرد اور عورت آج روتے ہوئے دیکھے کبھی نھین دیکھے تھے -

(۱) وادی القریٰ مدینہ منورہ کے پاس ایک نہایت پر فضا وادی ہے - شعرا اپنے اشعار مین اس کا بہت ذکر کرتے ہین

(۲) حضرت انس بن مالک مشہور صحابی رسول اللہ تھے دیکھو تذکرہ ۱۰۲ کا نوٹ ۹ (۳) دیکھو تذکرہ (۵۱۹)

(۴) ہدبہ بن خشرم قبیلہ عامر بن عبداللہ بن ذبیان سے تھا - سنہ ہجری کے اوّل صدی مین گزرا ہے - عرب ون کے اوّل درجہ کے شعرا مین شمار کیا جاتا ہے - ایک مرتبہ وہ اپنے لوگون کے ساتھ مکہ معظمہ کے حج کو گیا تھا - وہان اوسا سے زیادہ بن زید سے جو اوس کا ایک رشتہ دار تھا کچھ جھگڑا ہوا اور ہدبہ نے اوسے قتل کر دیا - سعید بن العاص مدینہ کا والی تھا - اونھون نے قاتل کو گرفتار کیا - اور حضرت معاویہ کے پاس بھیج دیا - جو اوس وقت خلیفہ تھے اس کے اچھے شاعر ہونے کی وجہ سے حضرت معاویہ نے بہت چاہا کہ وہ مکی جان بچ جاے - مگر اوس کے لوگون نے کوئی بات نہ مانی - اونھون نے خون بہا لینے سے بڑی حقارت کے ساتھ انکار کر دیا - حالانکہ اوس کے مقدار معمول سے دس گنا بڑھا دی گئی تھی - اونھون نے کہا کہ ہدبہ کو اس وقت تک قید رکھا جاے - کہ جب تک زیادہ کا بیٹا مسور قصاص لینے کے لئے بالغ نہ ہوجاے - جو زیادہ کے خون کا عوض لینے کا سب سے زیادہ مستحق تھا اس واسطے ہدبہ کئی سال تک قید رہا - اور اپنے طرف سے لوگون کو اپنے تائید مین بہت اُبھارتا رہا - مگر زیادہ کے لوگ ماننے والے نہ تھے - مسور نے جوان ہوتے ہی اپنے باپ کا قصاص لیا - اور ساکنان مدینہ کے روبرو اپنے باپ کے قاتل کا سر اوڑا دیا - حماسہ مین اس واقعہ کا خوب تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے -

(۵) حُطَیئہ کے لئے دیکھو تاریخ ابوالفدا -

(۶) سبعہ معلقہ کے مصنفین مین سے زہیر بھی ایک شاعر ہے - اوس کے بیٹے کعب بن زہیر سے رسول اللہ ناراض تھے - مگر ۹ھ مین اوس کا قصور معاف کر دیا تھا - اوس نے قصیدہ بردہ لکھا ہے -

(۷) دیکھو تذکرہ ۵۲ نوٹ ۱

(۸) تیما مقام حدود عرب اور شام کے درمیان واقع ہے -

(۹) بدوی قبائل عرب کا قاعدہ تھا - کہ ایام گرما مین شمال کے طرف بڑھ جاتے تھے - لیلی کا قبیلہ بھی اسی سبب سے جو ایام سرما مین غالباً حجاز کے طرف آتا تھا - تیما کے قرب وجوار مین چلا جاتا تھا - تاکہ وہان کے معتدل خطہ مین اپنے جانورون کو چراے - اس زمانے مین جھان اونھون نے ایام سرما مین اپنے جانور رکھے تھے گرمی تمام گھاس چارہ کو خشک کر ڈالتے تھے -

(۱۰) یعنی بھید کی بات کہ مین تجھ سے محبت کرتا ہون چھپانے رکھتا ہون - اسی کو ئی نھین جانتا ہے - اور تیسرا ذکر

برائی سے نہین ہوتا ہے۔

(۱۱) جاہلیت کے ایام مین عربونکا عقیدہ تھا کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اوس وقت اوسکے روح سے ایک الّو پیدا ہوجاتا ہے۔ اور وہ اوس کے قبر پر بولتا رہتا ہے۔

(۱۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے لڑکپن سے ہودہ مین رہی ہے۔ اور سفر مین بھی ہودہ مین بیٹھا کرتی ہے۔ اوس کے مان باپ اوسے باہر پھرنے اور لوگون سے ملنے کو نہین چھوڑتے ہین۔ ہودہ اونٹ پر ایک کرسی بنا دیجاتی ہے اور اوس کے آگے پیچھے پردہ پڑے رہتے ہین۔

(۱۳) یافعی نے بھی اپنی تاریخ مین جمیل کا ذکر کیا اور اوس کے یہ اشعار نقل کئے ہین۔ مگر اخیر شعر ناشائستہ ہونے کے سبب سے نہین دیا ہے۔

(۱۴) ہارون بن عبداللہ بن محمد قبیلہ قریش سے تھا اور مدینہ مین رہتا تھا۔ اور مالکی فرقہ کا آدمی تھا۔ وہ ۲۱۷ھ (۸۳۲ء) مین مصر گیا تھا۔ اور وہان آٹھ برس چھ مہینے کے قضارت کے بعد ۲۲۶ھ (۸۴۱ء) مین اپنے عہدے سے الگ ہوگیا تھا۔ اسکے بعد وہ عراق چلا آیا۔ اور سرمن رای مین رہنے لگا اسی جگہ ماہ شعبان ۲۳۲ھ (۸۴۷ء) مین اوس کا انتقال ہوگیا۔ (تاریخ قضاۃ مصر مصنفہ عسقلانی)

(۱۵) ابوالعصبہ عبدالعزیز بن مروان بن الحکم مصر کے ولایت پر عبدالرحمن بن عقبہ کے بعد ۶۵ھ (۶۸۴ء) مین مقرر ہوا تھا۔ ۸۶ھ (۷۰۵ء) مین اسی جگہ ملازمت کے زمانہ مین ہی مرگیا۔ اوس کے بعد عبداللہ بن عبدالملک والی ہوکر آیا (خطط مقریزی اور نجوم ابوالمحاسن)

۱۳۹ ابواسامہ جنادہ بن محمد اللغوی ازدی ہروی

لغت کا بہت بڑا حافظ اور واقف تھا۔ غریب اور مستعمل الفاظ کو خوب جانتا تھا۔ اس فن مین اوس کے زمانہ مین کوئی اوس کا مثل نہ تھا۔ حافظ عبدالغنی بن سعید مصری اور ابوالحسن[۱] علی بن سلیمان مقری نحوی انطاکی سے اوراس سے بڑی دوستی تھی۔ دارالعلم مین یہ سب جمع رہتے اور ادب مین ہمیشہ مذاکرات و گفتگو مین ہوا کرتی تھین۔ مگر حاکم صاحب مصر نے ابواسامہ جنادہ اور ابوالحسن[۲] مقری انطاکی دونو کو ایک ہی دن مین قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ ماہ ذی قعدہ ۳۹۹ھ (جولائی ۱۰۰۹ء) کا ہے۔ حافظ عبدالغنی یہ سنکر روپوش ہوگیا۔ امیر مختار مسبحی نے اپنی تاریخ مین اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

ہروی بفتح ہاء و را سے مہملہ و واؤ نسبت ہے ہرات کی طرف جو خراسان کا سب سے بڑا شہر ہے۔ جنابذی
بضم جیم و فتح نون و الف و دال مہملہ و یاے ساکنہ۔

(۱) اسی کتاب میں ایک اور جگہ پر اس کا نام ابو بکر [illegible] لکھا گیا ہے اور ابو المحاسن [illegible] ابو بکر الانطاکی بتایا ہے
(۲) یہ دار العلم مدرسہ لئے حاکم نے بنایا تھا اور یہ حاکم اس کے خرچ دیا کرتا تھا۔ کتابیں بھی اسی کی طرف سے مدرسہ میں رکھی گئی تھیں۔ اوس نے اس مدرسہ میں دو سنی شیخ مقرر کئے تھے ان میں سے ایک کا نام ابو بکر انطاکی تھا یہ انکی بہت خاطر کرتا تھا۔ مگر اسی نے پکڑ کر ان دونوں کو قتل کرا دیا تھا۔ (النجوم الزاہرہ سنہ [illegible])

۱۳۰ ابو القاسم جنید بن محمد بن الجنید الخزاز القواریری

مشہور(۱) باپ کے آبگینے بیچا کرتے تھے [illegible] اصل نہاوند کے [illegible] بغداد میں پرورش پائی تھی۔
اپنے وقت کے شیخ اور زاہد تھے حقیقت میں ان کا کلام مشہور اور کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ فقہ اونھوں نے ابو ثور شافعی رضی اللہ عنہ کے شاگرد سے سیکھی تھی۔ مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ سفیان الثوری رضی اللہ عنہ کے مذہب کے فقیہ تھے۔ اور اپنے ماموں سری السقطی اور حارث محاسبی وغیرہ بڑے بڑے مشائخ کی صحبت میں رہے تھے۔ ابو العباس بن سریج الفقیہ الشافعی نے ان سے فیض صحبت اٹھایا تھا۔ یہ شخص جب کبھی اصول و فروع میں گفتگو کرتا تو سنکر لوگ اوس سے تعجب کرتے تھے۔ وہ اونسے کہتا تھا تم جانتے ہو یہ کمال مجھے کہاں سے حاصل ہوا یہ ابو القاسم جنید کی برکت سے حاصل ہوا ہے۔ کسی نے جنید سے پوچھا۔ عارف کون ہے۔ کہا وہ شخص جو تیرا بھید بتا دے۔ اور کوئی بات تیری زبان سے نہ سنے اور نیز کہا کرتے تھے کہ کتاب و سنت کے اصول سے ہی یہ ہمارا مذہب نکلا ہے علیحدہ نہیں ہے۔ ایک دن کسی شخص نے اون کے ہاتھ میں تسبیح دیکھی پوچھا کہ آپ کا درجہ تو بہت بڑا ہے۔ آپ کو تسبیح کی کیا ضرورت ہے۔ کہا جس طریق سے مجھے اپنے رب تک رسائی ملی ہے اوسے میں نہیں چھوڑونگا۔ جنید کہتے ہیں میرے ماموں سری سقطی نے مجھ سے کہا کہ لوگوں کے سامنے(۱) وعظ کہا کر۔ مگر مجھے مخلوق کے سامنے کلام کرنے سے شرم آتی تھی۔ میں اپنے آپ کو اس درجہ کا مستحق نہیں سمجھتا تھا۔ ایک رات میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب(۲) میں دیکھا۔ جمعہ کی شب تھی۔ آپ نے فرمایا۔ لوگوں میں وعظ کہا کر۔ بیدار ہوتے ہی میں اپنے ماموں سری کے پاس صبح سے پہلے ہی حاضر ہوا۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ ماموں نے کہا۔

ہماری باتین سچ نہین سمجھتا - اب تو تجھے حکم مل گیا - دوسرے روز مین نے جامع مسجد مین وعظ کہا - لوگون مین شہرت اوڑی کہ جنید وعظ کر رہا ہے - ایک نصرانی لڑکا بھیس بدلکر میرے پاس آیا - اور پوچھا شیخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کیا معنی ہین اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ (مومن کی فراست سے بچتے رہو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) مین نے تھوڑی دیر سر نیچے ڈال لیا - پھر سر اوٹھا کر کہا تو مسلمان ہوجا - تیرے اسلام کا وقت آگیا[۸] - وہ لڑکا مسلمان ہوگیا -

شیخ جنید کہتے ہین کسی چیز سے مجھے اتنا فائدہ نہین ہوا - جتنا ان بیتون سے ہوا ہے - کسی نے کہا وہ کون سی بیتین ہین - کہا مین درب القراطیس[۹] جا رہا تھا - ایک چھوکری گھر مین کچھ گا رہی تھی آواز سنکر مین خاموش ہوگیا - اور یہ شعر سنے -

اذا قلت اهدی الهجر لی حلل البلی
تقولین لولا الهجر لم یطب الحب

جب مین نے کہا ہجر نے مجھے پورانے کپڑے ہدیہ دیئے ہین تو تو نے کہا کہ اگر ہجر اور جدائی نہ ہوتی تو پھر کچھ محبت کا لطف ہی نہ تھا -

وان قلت هذا القلب احرقه الهوی
تقولی بنیران الهوی شرف القلب

اور جب مین کہتا ہون اس دل کو عشق نے جلا دیا تو تو کہتی ہے آتش عشق سے ہی دل کو شرف حاصل ہوتا ہے

وان قلت ما اذنبت قلت مجیبۃ
حیاتک ذنب لا یقاس بہ ذنب

اور جب مین کہتا ہون مین نے کوئی جرم نہین کیا ہے تو تو جواب مین کہتی ہے کہ تیری زندگی ہی جرم ہے جس کے برابر کوئی جرم نہین ہوسکتا -

یہ سنکر مین نے ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہوگیا - مکان مین سے صاحب خانہ نکلکر باہر آیا پوچھا جناب یہ کیا ہے - مین نے جو کچھ سنا تھا اوس سے بیان کیا - کہا مین آپ کو گواہ کر کے کہتا ہون کہ چھوکری مین نے آپ کو بخشدی - مین نے کہا مین نے اوسے قبول کیا - مگر اللہ تعالےٰ کے واسطے آزاد کر دیا - اس کے بعد مین نے اپنے ایک دوست سے خانقاہ[۱۰] مین اوس کا نکاح کر دیا - اوس سے جو اولاد ہوئی وہ نہایت نیک ہوئی - اور اوسکی پرورش بھی اچھی طرح کیگئی -

جنید نے تیس[۱۲] حج تن تنہا پاپیادہ کئے تھے - اونکی بہت باتین مشہور ہین - بروز شنبہ خلیفہ کے نوروز[۱۳] کے دن ۲۹۷ھ (۹۱۰ء) یا ۲۹۸ھ کو جمعہ کی شام کے قریب بغداد مین وفات پائی - دوسرے روز

بروز شنبہ شونیزیہ بغداد میں اپنے ماموں سری سقطی کے پاس مدفون ہوئے۔ رضی اللہ عنہما۔ موت کے وقت
اونھون نے قرآن مجید کو ختم کرکے سورہ بقر شروع کی۔ اور ستر آیتین پڑہی تھین کہ انتقال ہوگیا۔
خزاز اونھین اس لئے کہتے ہین کہ وہ خز یعنی ریشم کا کام کیا کرتے تھے۔ اور قواریری کہتی کی وجہ یہ ہے کہ
اونکا باپ شیشہ گر تھا۔ خزاز بفتح خاے معجمہ و تشدید زاے معجمہ والف و زاے معجمہ۔ قواریری بفتح قاف
و واو والف و راے مکسورہ مہملہ و یاے تحتانیہ و راے مہملہ۔ نہاوند بفتح نون اور سمعانی کے قول کے بموجب
بضم نون و فتح ہا والف و واو مفتوحہ و نون و دال بلاد جبل کا ایک شہر ہے۔ کہتے ہین کہ نوح علیہ السلام نے آو
آباد کیا تھا۔ اصل مین اوس کا نام نوح آوند تھا۔ آوند کے معنی آباد کے ہین۔ اسے عربون نے معرب کرکے
نہاوند بنا لیا ہے۔ (۱۴۴) شونیزیہ بضم شین معجمہ و سکون واو و کسر نون و سکون یاے تحتانیہ و زاے معجمہ بغداد مین
ایک مشہور قبرستان ہے۔ مشائخ رضی اللہ عنہم کی جانب غربی مین وہان بہت قبرین ہین۔

---

(۱) مسٹر دی ساسی نے اپنے کتاب کے جلد ۱۲ مین حیات جنید مصنفہ جامی کا ترجمہ دیا ہے۔ اور صوفی مشرب کا بھی اوس مین خوب بیان کیا ہے۔

(۲) شیخ کے معنے اس تذکرہ مین بہت جگہ صوفی بزرگ کے ہین۔

(۳) لفظ حقیقت کے معنے اوس علم کے ہین جو روحانی ریاضت سے حاصل ہوتا ہے اور جو صوفیون کا اصل مطلوب ہے۔ طریقت پر چلنے مین مخلوق کو خالق کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ روحانی تعلیم کے اصطلاح مین اس علم کو حقیقت بولتے ہین۔

(۴) ہمداوُن کے یہ بھی معنے ہو سکتے ہین۔ احتیاط سے محفوظ رکھا ہے۔

(۵) یہان انگریزی مترجم کہتا ہے کہ مسلمانون کی تسبیح مین ننانوے دانہ ہوا کرتے ہین۔ خدا کی قرآن شریف مین ننانوے نام آئے ہین۔ ایسا بھی کہین ہوتا ہوگا۔ مگر آج کل تو ہمارے تسبیح مین سو دانہ ہوا کرتے ہین۔

(۶) لفظی معنے ہین لوگون کے سامنے کلام کیا کر۔

(۷) دیکھو تذکرہ ۱۹ کا نوٹ ۷۔

(۸) یافعی کہتا ہے اس جواب مین حضرت جنید سے دو کرامتین ظہور مین آئین۔ ایک تو انھون نے اوس بھیس بدلے ہوئے لڑکے کا مذہب جان لیا اور بتا دیا اور دوسرے اوس کے مسلمان ہو جانے کا خیال ظاہر کر دیا۔

(۵) دریچہ القرطیس کاغذ پارچہ یا کاغذ کا پرزہ

(۱۰) حضرت جنید نے ان الفاظ سے دوسرے معنے لئے تھے۔ اون کا محبوب تو خدا تعالیٰ تھا۔ دنیا میں اُنکی زندگی ایک جرم تھی جس سے وہ خدا سے الگ ہو گئے تھے۔

(۱۱) صوفی فقرا اور درویش خانقاہوں میں رہا کرتے تھے۔ ابوحفص عمر السہروردی نے اپنے کتاب عوارف المعارف میں جو صوفیہ مشرب کا ایک رسالہ ہے خانقاہوں کے رہنے والوں کا خوب حال لکھا ہے [illegible]

(۱۲) ایک شخص اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتا ہے کہ حضرت جنید کے کلمات اور وعظ و درس سننے کے لئے کاتبین یعنی بڑے بڑے سرکاری افسر خوبی الفاظ کے وجہ سے جاتے تھے فلسفی اور اہل حکمت اون کے درس کی باریک بینی و حسن تمیز کے وجہ سے شعرا لطف بیان اور سخن شناسی کے باعث اور اہل شرع اون کے خیالات کی غرض سے جاتے تھے۔ حضرت جنید کے ایام طفولیت میں اون کے ماموں سری السقطی نے اون سے پوچھا کہ شکر کے کیا معنے ہیں۔ کہا ایسے کام کرنے کہ خداوند تعالیٰ کے نعمت و احسان کو دیکھکر اوس کے نافرمانی کے طرف طبیعت مائل نہ ہو جاے (الیافعی)

(۱۳) نیروز یا نوروز الخلیفہ کو اوس زمانہ میں نوروز خاصہ بھی کہا کرتے تھے۔ نوروز کے دن خلیفہ کے پاس لوگ جاتے اور تحف و ہدایا و نذریں دیا کرتے تھے۔ ماہ فروری کے ۶ تاریخ [illegible] مارچ کا اخیر زمانہ ہوتا تھا یہ تہوار ہوا کرتا تھا خلفاے عباسیہ کے عہد میں ایرانیوں کی وجہ سے جو مجوسی مسلمان ہوے تھے نوروز کا تہوار قدیمی پارسیوں کے دستور کے مطابق بغداد میں مانا جاتا تھا (دیکھو تذکرہ ۹۰۱ اور احمد بن یوسف کے حکایت بھی پڑھو جو مبرد کے تذکرہ ۹۰۸ میں ہے)

(۱۴) یہ وجہ تسمیہ محض لغو ہے۔

۱۴۱ قائد[1] ابوالحسن[2] جوہر بن عبداللہ معروف بکاتب[3] رومی

معز بن المنصور بن القائم بن المہدی صاحب افریقیہ کا مولیٰ تھا۔ معز نے جب سنا کہ استاد کافور الاخشیدی مرگیا تو اسے دیار مصر کو جانے کے لئے تیار کیا۔ اور لشکر دیگر روانہ کیا۔ اس نے افریقیہ سے بروز شنبہ ۱۴ ربیع الاول ۳۵۸ھ (فروری ۹۶۹ء) کو کوچ کیا۔ اور بروز سہ شنبہ ۱۸ شعبان سنہ مذکور کو مصر پر اس کا قبضہ ہو گیا۔ ۲۰ شعبان کو منبر پر چڑھکر بروز جمعہ اوس نے خطبہ پڑھا۔ اور اپنے مولا معز کے لئے دعا

باقی نصف رمضان سنہ مذکور مین اس فتح کی بشارت معز کو افریقیہ مین پہونچی۔ جوہر فتح کے بعد مصر مین رہا۔ اور باعزاز و اکرام تمام ایک مدت دراز تک وہان حکومت کرتا رہا جب مولا معز آیا اوس نے بروز جمعہ ۱۰ محرم سنہ ۳۶۴ھ کو اسے دواوین مصر اور وصول مالگزاری سے معزول کر دیا۔ حکومت اس کے ہاتھ سے نکال لی۔ جوہر اچھا آدمی تھا مخلوق پر ہمیشہ احسان و اکرام کرتا رہتا تھا۔ بروز پنجشنبہ ۲۰ ذی قعدہ سنہ ۳۸۱ھ (جنوری سنہ ۹۹۲ع) کو مصر مین مر گیا۔ رحمہ اللہ تعالے۔ اس کے مرنے پر کوئی شاعر ایسا نہ تھا جس نے اس کا مرثیہ نہ لکھا ہو۔

اس کے آقا معز نے جو اسے مصر کو بھیجا تھا۔ اوس کا سبب یہ تھا کہ جب کافور الاخشید خادم جس کا ذکر حرف کاف (۲۴) مین آئیگا مر گیا تو اہل دولت کی یہ راے ہوئی کہ احمد بن علی بن الاخشید کو جو ایک خورد سال لڑکا تھا والی بنایا جاے۔ اور اوس کے باپ کے چچا کا بیٹا ابو محمد الحسین بن عبداللہ بن طغج اوسکی نیابت کرے۔ اور سرداران سلطنت اور لشکر کی نگرانی شمول اخشیدی کے ذمہ رہی۔ اور مالگزاری کا کام ابو الفضل جعفر بن الفرات کو دیا جاے۔ یہ واقعہ روز شنبہ ۲۰ جمادی الاولی سنہ ۳۵۷ھ (اپریل سنہ ۹۶۸ع) کا ہے۔ پھر احمد بن علی بن الاخشید کے لئے اور اوس کے بعد حسین بن عبداللہ کے واسطے مصر اور اوس کے تمام علاقہ مین اور ممالک شام حرمین مین دعا مانگی گئی۔ پھر جیسا کہ ہم اوپر جعفر بن الفرات کے بیان مین ذکر کرآئے ہین لشکر کو تنخواہ ملنے مین وقت ہوئی اور ان مین بڑی پریشانی پھیلی۔ اس واسطے اُن مین جو بڑے بڑے لوگ تھے اونھون نے معز کے پاس افریقیہ کو کچھ لوگ بھیجے کہ اوس سے لشکر بھیجنے کی درخواست کرین۔ اور مصر اوسکے ہاتھ مین دیدین۔ معز نے قائد جوہر کو دیار مصر کے جانے کے واسطے حکم دیا۔ اتفاقاً جب لشکر جوہر اسی عرصہ مین سخت بیمار پڑ گیا۔ زندگی سے مایوسی ہو گئی۔ معز اوس کے عیادت کو آیا۔ اور کہا ایسا نہین ہو سکتا کہ وہ مر جاے۔ مصر کی فتح اس کے ہاتھ سے ہوگی۔ اتفاقاً جوہر اس بیماری سے بچ گیا۔ اس عرصہ مین روپیہ اور ہتیارون کا تو کامل بندوبست ہو چکا تھا۔ سردار بھی سب تیار تھے رقادہ کے مقام پر وہ لشکر مین آیا۔ ایک لاکھ سوار سے زیادہ اس وقت فوج تھی۔ اور بارہ سو صندوق سے زیادہ خزانہ سے لبالب تھے۔ معز اوس کے پاس ہر روز آیا کرتا تھا۔ اور گھنٹون خلوت کر کے نصائح کیا کرتا تھا۔ پھر اوسے روانگی کا حکم دیا۔ اور رخصت کے واسطے نکلا۔ جوہر سامنے کھڑا تھا۔ معز گھوڑے پر تکیہ لگائے چپکے چپکے باتین کرتا جاتا تھا۔ معز نے اپنی اولاد سے کہا۔ جوہر کی وداع کے لئے گھوڑون پر سے اوتر پڑو۔ اس پر تمام ارکین دولت بھی لڑکون کے ساتھ اُتر پڑے پھر جوہر نے معز کے ہاتھ اور گھوڑے

سمون کو بوسہ دیا۔ معز نے کہا سوار ہو جا۔ وہ سوار ہو کر لشکر کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ جب معز اپنے قصر مین پہونچا تو بدن کا پہنا ہوا تمام لباس بجز ایک خاتم اور پاجامہ کے جوہر کو خلعت کے طور پر بہیجدیا۔ اور اپنے غلام افلح صاحب برقہ کو لکہا۔ جوہر وہان پہونچے تو پیادہ پا جوہر کا استقبال کرے اور بملاقات کے وقت اوس کے ہاتھ کو بوسہ دے۔ افلح نے ایک لاکھ دینار اس واسطے دینا چاہے۔ کہ اس سے معافی دیجاے۔ مگر درخواست منظور نہ ہوئی۔ مجبوراً اوسے حکم کی تعمیل کرنا پڑی۔ غرض جب جوہر کی آمد آمد کی خبر مصر مین پہونچی تو وہان کے باشندے بہت گہبرائے۔ وزیر جعفر بن الفرات کے پاس جاکر ٹہیرایا کہ وہ صلح کی درخواست کرے۔ اور امن مانگے۔ کہ اہل ملک کی جاگیرین اونہین پر بحال رکہی جائین۔ اور ابو جعفر مسلم بن عبد اللہ الحسینی سے چاہا۔ کہ وہ اونکا سفیر ہو کر جوہر کے پاس جائے۔ اوس نے اس شرط پر جانا منظور کیا کہ اہل شہر سے کچہ لوگ اوسکے ساتھ جائین۔ وزیر نے بھی جو اپنی خواہش تھی وہ بھی لکہکر انہین کے ساتھ روانہ کی۔ یہ سب لوگ جوہر کے پاس بروز دوشنبہ ۱۸۔ رجب ۳۵۸ھ کو پہونچے۔ اسوقت جوہر ایک مقام تروجہ مین ٹہیرا ہوا تھا۔ جو سکندریہ کے پاس ایک قریہ ہے۔ شریف مع اپنے ہمراہیون کے اوس کے پاس پہونچا۔ اور پیغام پہونچایا۔ جوہر نے اون سب باتون کو قبول کیا۔ جن کی اون لوگون نے درخواست کی تھی۔ اور ایک عہد نامہ بھی اس مضمون کا لکہدیا۔ ادہر شہر(۹) والے بہت گہبرائے۔ اخشیدی اور کافوری فریق والون اور نیز کچہ لشکریون نے قتال کی تیاری کی۔ جو کچہ اپنے گہرون مین تہا اوسے چہپا دیا۔ ہتیار لیکر میدان مین نکلے۔ صلح سے پہر گئے جب یہ خبر جوہر کو پہونچی تو وہ اونکی طرف چلا۔ شریف ۷۔ شعبان کو عہد نامہ اور امان کا وعدہ لیکر اون کے پاس پہلے ہی پہونچ چکا تہا۔ وزیر اور دیگر عمائد اوس کے پاس گئے۔ لشکر بھی اوس کے پاس مجتمع ہو گیا اون سب کے سامنے عہد نامہ پڑہکر اوسنے سنایا۔ اور جس کسی نے اقطاع اور مال اور ولایت کے لئے درخواستین بہیجی تہین اور جو وزیر نے لکہا تہا اون سب کا جدا جدا سب کو جواب دیا۔ وزیر کے جواب مین اوسی وزیر ہی کرکے خطاب کیا تہا۔ اس پر بہت بڑا بحث مباحثہ اور جہگڑا ہوتا رہا۔ آخر کار بلا فیصلہ اور رضامندی کے لوگ واپس چلے گئے۔ تحریر الشونیزانی(۹) کو اپنا امیر بنایا۔ قتال کے لئے تیار ہوئے۔ لشکر لیکر جیزہ(۱۰) کو چلے وہان جاکر قیام کیا۔ پلون کی حفاظت کی۔ قائد جوہر بھی جیزہ مین پہونچا۔ ۱۱ شعبان کو لڑائی شروع ہوئی۔ بڑے بڑے امرا قید ہو گئے۔ کچہ فوج بھی پکڑی گئی۔ جوہر منیۃ الصیادین (ماہی گیرون کے موضع) مین پہونچا۔ اور شلقان گانون کے پاس پایاب مقام پر جا پڑا۔ لشکر کے بہت لوگ کشتیون مین سوار ہو کر

جوہر کے پاس جاکر پناہ گیر ہوئی۔ مصر والون نے پایاب گھاٹ کی حفاظت پر کمر باندھا ہے۔ جوہر نے یہ دیکھکر جعفر
بن فلاح سے کہا۔ کہ معز نے آج ہی کے دن کے واسطے تجھکو رکھا ہے۔ اوس نے بجز پاجامہ کے تمام کپڑے
بدن کے اوتار دیئے۔ ننگا ہوکر کشتی مین بیٹھا۔ سرداران لشکر پایاب پانی مین اوسکے ساتھ چلے۔ اور پار
نکل گئے۔ وہان لڑائی ہوئی۔ اخشیدی اور اونکے بہت آدمی مارے گئے۔ رات مین ایک مخلوق بھاگ
گئی۔ مصر مین جاکر داخل ہوئے۔ وہان گھرون سے جوڑے سکے لے لیا۔ اور وہان سے بھی بھاگ گئے اونکی
عورتین پاپیادہ گھرون سے نکل گئین۔ شریف ابوجعفر کے پاس پہنچین کہ قائد جوہر سے امان نامہ لیکر حاصل
کرے۔ شریف نے پہلے تو تہنیت نامہ لکھا اور پھر اوس سے اعادہ امان کی درخواست کی لوگ اوس کے
پاس اوسوقت تک ٹھیرے رہے کہ جبتک جواب نہ آیا قاصد پلٹ کر آیا امان نامہ لایا۔ اوس کے پاس
سپید جھنڈا تھا۔ سب لوگون کے پاس گشت کی۔ امن کا حکم سنایا اور کہا کہ کوئی شخص لوٹ کھسوٹ نہ کرے۔
اس سے شہر مین امن چین ہوگیا۔ بازار کھل گئے۔ لوگون مین ایسی تسلی ہوگئی کہ گویا کوئی فتنہ ہوا ہی نہ تھا
پھر جب تھوڑا دن رہا تو جوہر کے پاس سے ابوجعفر کے پاس ایک قاصد پیغام لایا کہ بروز سہ شنبہ ۱۷ شعبان
کو امرا علما اور روسائے شہر کے کچھ لوگ لیکر میرے پاس آؤ۔ اس سے لوگونکو بڑا خوف ہوا۔ شام کو سب
لوٹ گئے۔ پھر روز مقررہ پر وزیر جعفر اور شہر کے اکثر اعیان واشراف نکلے۔ جیزہ کو چلے۔ قائد سے جاکر
ملے۔ اوسوقت منادی نے ندا کی۔ کہ شریف اور وزیر کے سوا سب لوگ سواریون سے اوتر پڑین۔ سب اوتر
گئے۔ ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ آکر اوسے سلام کیا۔ وزیر بائین طرف اور شریف دہنی طرف تھا۔ جب
سلام سے فارغ ہوگئے تو شہر مین چلنا شروع کیا۔ فوج والے ہتیار لئے ساز وسامان کے ساتھ زوال
آفتاب سے شہر مین چلے۔ عصر کے بعد جوہر بھی داخل ہوا۔ اس وقت نوبت وعلم اوسکے آگے آگے تھی
دیبائے سپید کا لباس بدن مین پہنے تھا۔ جس پر بہت کچھ کام کیا ہوا تھا کمیت گھوڑے پر سوار تھا۔
مصر مین سے ہوکر پار ہوگیا۔ اور اپنے قیام گاہ پر جاکر قیام کیا۔ جہان آجکل قاہرہ آباد ہے۔ اوسی نے
اوسوقت قاہرہ کی بنیاد ڈالی۔ جب صبح ہوئی تو مصری قائد کے پاس تہنیت کے واسطے حاضر ہوئے۔
دیکھا تو رات ہی مین قصر کی بنیاد کھد چکی ہے۔ مگر جب دن مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس بنیاد مین جا بجا کجی
ہے۔ جوہر نے اوسے ناپسند کیا۔ مگر پھر کہا کہ چونکہ اچھی ساعت مین بنیاد رکھی گئی ہے۔ مین اسے
تبدیل نکرونگا۔ سات روز تک اوس کا لشکر شہر مین داخل ہوتا رہا جس کا شروع روز سہ شنبہ سے

ہوا تھا جیسا کہ اوپر بیان کرچکے ہین - اسکے علاوہ جوہر نے معز اپنے آقا کو نہایت ہی سرعت کے ساتھ فتح کی بشارت کی عرضی لکھی - اور لڑائی مین جو لوگ مارے گئے تھے اون کے سر بھی اوس کے ساتھ بھیجے - بنی عباس کا دیار مصر سے خطبہ موقوف کیا - نام بھی اون کا سکّہ پر سے اوڑا دیا - معز کا نام سکہ پر جاری کیا - سیاہ[12] لباس بنی عباس کا موقوف کردیا خطیبون کا لباس سپید مقرر کیا - ہر شنبہ کو مظالم (یعنی فریادرسی) کے لئے دربار عام کرتا تھا - اور قاضی اور بہت لوگ اکابر فقہا سے حاضر رہتے تھے[13] -

۸ - ذی قعدہ ۳۵۸ھ کو جوہر نے حکم دیا کہ خطبہ کے آخر مین یہ الفاظ اور زیادہ کئے جائین - (جو شیعون کے خطبون مین ہوتے ہین -) اللھم صل علی محمد المصطفیٰ وعلی علی المرتضیٰ وعلی فاطمۃ البتول وعلی الحسن والحسین سبطی الرسول الذین اذہب اللہ عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا - اللھم وصل علی الائمۃ الطاہرین آباء امیر المؤمنین

پھر بروز جمعہ ۱۹ ربیع الآخر ۳۵۹ھ کو جوہر نے بہت لشکر کے ساتھ مسجد جامع ابن طولون مین آکر نماز پڑہی - عبد السمیع بن عمر العباسی خطیب نے خطبہ پڑہا - اوس مین اہل بیت[16] کا اور اون کے فضائل رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا - قائد جوہر کے لئے دعا مانگی - بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بالجہر پڑہا[17] - سورۂ جمعہ[18] اور سورۂ منافقین نماز مین پڑہی - اسی وقت جوہر نے اذان مین الفاظ حی علی خیر العمل زیادہ کرادی - جوہر سے پہلے یہ الفاظ مصر والون کی اذان مین کبھی داخل نہ ہوئے تھے - پھر رفتہ رفتہ باقی تمام مساجد مین بھی اسی اذان کا رواج ہوگیا - نماز جمعہ مین خطیب نے قنوت بھی پڑہی - اسی سنہ کے ماہ جمادی الاولیٰ مین "حی علی خیر العمل" کے الفاظ جامع مصر عتیق مین بھی جاری ہوگئی جوہر اس سے بہت خوش ہوگیا - معز کو یہ بھی خوشخبری کے طور پر لکھ بھیجا جب خطیب نے منبر پر چڑھ کر قائد جوہر کے واسطے بھی دعا مانگی تو اوس نے ناپسند کیا - اور کہا کہ یہ ہمارے موالی کا رسم نہین - پھر قاہرہ مین مسجد جامع کی تعمیر شروع کی - اور ۷ رمضان ۳۶۱ھ (جون ۹۷۲ء) کو پوری کردی - اس مین آئندہ جمعہ کی نماز بھی پڑہی - میرے نزدیک یہی جامع مسجد ہے - جو ازہر (روشن) کے نام سے باب البرقہ کے پاس باب النصر باب البرقہ کے درمیان واقع ہے کیونکہ قاہرہ مین جو دوسری جامع مسجد باب النصر کے پاس ہے وہ تو حاکم کے نام سے جس کا ذکر آئیندہ آئیگا مشہور ہے جوہر کی مسجد وہ تو ہو نہین سکتی -

غرض جوہر نے مولا معز کے مصر مین آنے سے پہلے چار برس بیس یوم مصر مین مستقل حکومت کی - جب قاہرہ مین آگیا جیسا کہ اوس کے حال مین بیان ہوگا - تو جوہر مصر سے اوسکے استقبال کو نکلا - قلعہ سے

اس وقت بجز اپنے بدنکے کپڑون کے کوئی چیز لیکر نہین نکلا تھا پھر لوٹکر وہان نہین آیا- قاہرہ مین اپنے
مکان مین رہا- اس کا اور بھی کچھ حال مولا معز کے بیان مین آئیگا-

اس کا ایک بیٹا حسین حاکم صاحب مصر کا قوائد القواد (سپہ سالار) تھا- حاکم سے ڈرکر وہ اور اوسکا
بیٹا اور قاضی عبد العزیز بن النعمان جو اوسکی بہن کا شوہر تھا بھاگ گئے- حاکم نے اپنے آدمیونکو بھیجکر پکڑوا لیا
اور بہت تسلی کی- مدت تک اونھین اچھی طرح سے بھی رکھا- پھر ایک روز جب وہ سلام کے واسطے
قصر مین آئے تو حاکم نے راشد الحقیقی کو جو سیف النقمہ تھا حکم دیا اوس نے اپنے ساتھ دس ترک غلام لئے جاکر
حسین اور اوسکے بہنوئی قاضی کو قتل کرڈالا- دونوکے سر حاکم کے روبرو لاکر رکھدئے- یہ واقعہ سنہ ۴۰۱ھ
(سنہ ۱۰۱۰ع) کا ہے رحمہم اللہ تعالے- اس حسین کا حال برجوان کے بیان مین ہم اوپر لکھ چکے ہین-

(۱) قود سے قائد صیغہ فاعل ہے- قود کے معنے ہین آگے سے گھوڑے کو کھینچنا- اسی واسطے قائد وہ
شخص ہے جو لشکر کو آگے بڑھا کرے چلے- امیر لشکر سپہ سالار-

(۲) اس جوہر قائد کا ایک بیٹا بھی تھا- جس کا ذکر اسی تذکرہ کے اخیر مین ابن خلکان نے کیا ہے- اوس کا
نام حسین تھا- اس سے ہمارے نزدیک ابو الحسن کے بجائے ابو الحسین اس کی کنیت مانی جائے تو زیادہ تر
مناسب معلوم ہوتا ہے- اس میرے خیال کی تائید ابن خلکان کے لئے اچھی قلمی نسخون سے اور تین ابو المحاسن
کے نجوم کے قلمی نسخون سے ہوتی ہے اس واسطے ابن خلکان کے عربی نسخہ مین میرے نزدیک ابو الحسین صحیح معلوم ہوتا ہے

(۳) جوہر کو کاتب رومی اس لئے کہتے تھے کہ اوس کا باپ سلطنت روم کے کسی علاقہ کا باشندہ تھا- اور
یہ جوہر بھی خود معز کا کاتب تھا-

(۴) دیکھو تذکرہ ۵۱۸

(۵) طغج کے دو بیٹے تھے اخشید محمد اور عبد اللہ- اخشید محمد کا بیٹا علی اور علی کا بیٹا احمد تھا- اور عبد اللہ
کا بیٹا حسین تھا-

(۶) دیکھو تذکرہ ۱۳۰

(۷) رقادہ ایک مقام کا نام ہے جو قیروان دار الحکومت افریقیہ سے تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے- اغلبی
خاندان کے بادشاہ یہین رہا کرتے تھے- اس مقام کو ماہ رجب سنہ ۲۹۶ھ مین ابو عبد اللہ ایک شیعی نے
لے لیا تھا-

(۸) ابن خلکان کے متن مین عبداللہ لکھا ہے مگر یہ غلطی ہے۔

(۹) نجوم ابوالمحاسن کے دو قلمی نسخون مین ابن السورالی بغیر نقطون کے اور ایک تیسرے نسخہ مین ابن السوزالی لکھا ہوا ہے جس سے اس کا صحیح تلفظ متعین نہین ہو سکتا ہے۔

(۱۰) ابوالمحاسن نے اس فتح کا جو اپنے نجوم مین ذکر کیا ہے وہ بہت کچھ ابن خلکان کے بیان کے مطابق ہے۔ مگر اس خاص فقرہ مین نجوم کے بیان مین اور ابن خلکان کے بیان مین فرق ہے۔ نجوم مین لکھا ہے کہ فوج جزیرہ (نہ جیزہ) کی طرف (جیسا ابن خلکان مین ہے) جوہر کے مقابلہ کو چلی۔ پلون پر انھون نے نگران مقرر کئے جوہر نے جزیرہ پر آ کر ان پر حملہ کیا۔ کچھ عرصہ تک لڑائی جاری رہی اور جوہر منیتہ الصیادین کو چلا گیا۔ اگر یہ صحیح ہو تو جزیرہ سے مراد جزیرہ روضہ ہوگا جو دریائے نیل مین فسطاط اور جیزہ کے درمیان ہے یہ مقام بہت ہی تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ الروضہ کہلانے لگا ہے۔ پیشتر اوسی جزیرہ ہی کہا کرتے تھے۔ جہان تیس کشتیون کا ایک پل بنا کر اس مقام کو فسطاط سے ملا دیا تھا۔ اور پھر یہان سے جیزہ تک ایک اور تیس کشتیون کا پل تھا (خطط مقریزی) جسور کے معنے مصر مین کٹھے کے بھی ہوتے ہین۔ یہ کٹھے مصر مین وہان کے باشندون کے مکانات کے حفاظت کے لئے بنائے گئی تھی۔ کہ جب کبھی نیل کو طغیانی ہو تو گھرون مین پانی نہ آ سکے۔ سیلاب کے زمانہ مین یہ کٹھے سڑک کا کام دیتے تھے۔ لیکن جس وقت جوہر نے حملہ کیا تھا اوسوقت دریائے نیل مین طغیانی کا آغاز ہوا تھا۔ طغیانی نہین ہوئی تھی۔ چھ سات ہفتہ کے بعد طغیانی ہوئی تھی۔ اسواسطے ان لوگون کو کچھ فائدہ نہین ہو سکتا تھا۔ اسی وجہ سے میرا خیال ہے کہ اس مقام پر جسور کے معنے پل کے ہی ہونگے (جس سے مطلب غالباً انھین دو پلون سے ہوگا جن کا ہم نے ذکر کیا ہے) اور اسی سے جس طرز پر ابن خلکان نے حال لکھا ہے یہ ہی زیادہ ترقرین قیاس ہے۔ کیونکہ یہ امر ظاہر ہے کہ جوہر کا جیزہ کو جانے سے یہ مقصود ہوگا۔ کہ اوس کشتیون کے پل پر قبضہ کرلے جو جیزہ اور مصر (یا فسطاط) کے درمیان تھا۔ مگر مصریون کے حائل ہو جانے کے باعث جوہر کا مقصد حاصل نہ ہو سکا۔ اس لئے اس نے یہ ارادہ کیا کہ دریائے نیل کے سیلاب کو پھیر دے جو اوسوقت ۵ جولائی کو زیادہ چڑھا ہوا نہ تھا۔

(۱۱) نجوم مین بجائے مناخہ کے المناخ (قیام گاہ) ہے جس سے ہمارے نزدیک ابن خلکان کا بیان نجوم کے بیان سے بہتر معلوم ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابوالمحاسن نے یہان نقل کے سوا اور کچھ کام نہین کیا ہے۔ بلکہ بعض مقامات پر حقیقی مطلب کے سمجھا تک ہی نہین ہے۔

(۱۲) یہ سیاہ لباس نہ صرف خاندان بنو عباس کے لوگ پہنتے تھے بلکہ جو لوگ کہ ان کے ماتحت تھے وہ
بھی سیاہ لباس پہنا کرتے تھے۔

(۱۳) نظر فی المظالم ایک دربار ہوا کرتا تھا جس میں خود بادشاہ یا اوس کا کوئی قائم مقام اجلاس کیا کرتا تھا۔ یہ دربار اس لئے ایجاد کیا گیا تھا۔ کہ جو مدعا علیہ بڑے درجہ کے لوگ ہوتے یا سرکار کے بڑے بڑے افسر ہوتے۔ اون پر ڈگریوں کی تعمیل کرائی جائے۔ قاضی سے جن کے تسکین نہیں ہوتے تھے ان کے مرافعہ بھی اس دربار میں پیش کئے جاتے تھے۔ اس دربار سے جو حکم نکلتے کسی کی مجال نہ تھی کہ انکی تعمیل نہ کرے۔ اس کے اقتدار سے سب لوگ نیچے سمجھے جاتے تھے۔

(۱۴) دیکھو تذکرہ ۷۰ کا نوٹ ۲۔

(۱۵) اے اللہ درود بھیج محمد مصطفےٰ برادر حضرت علی مرتضیٰ پر اور بی بی فاطمہ قاطع علائق دنیا پر اور حسن حسین رسول کے دونوں نواسوں پر جن سے اللہ نے پلیدی کو دور کر دیا اور جنکو خوب پاک وصاف کر دیا ہے
اے اللہ درود بھیج تو اماموں پر جو پاک ہیں اور امیر المومنین (معز) کے باپ دادی ہیں۔

(۱۶) اہل بیت سے مراد حضرت علی فاطمہ حسن حسین ہیں۔

(۱۷) قرآن شریف کے اول سورۃ سورہ فاتحہ نماز میں پڑھا کرتے ہیں۔ اوس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے جاتے ہے۔ اس بسم اللہ کو حنفی اور حنبلی فرقہ کے مسلمان تو آہستہ پڑھا کرتے ہیں۔ اور باقی فاتحہ کو بالجہر یا جیسا موقع ہو پڑھتے ہیں۔ کیونکہ انکی نزدیک یہ بسم اللہ سورہ فاتحہ کا جنرو نہیں ہے۔ برخلاف اسکے شافعی مالکی اور شیعہ فرقہ والے اوسے فاتحہ کا جزو سمجھتے ہیں۔ اور جب نماز میں فاتحہ پڑھنا ہوتی ہے تو بسم اللہ کو بھی بالجہر پڑھتے ہیں

(۱۸) قرآن شریف کے سورہ ۶۲

(۱۹) قرآن شریف کے سورہ ۶۳

(۲۰) یہ الفاظ صرف شیعوں کے اذان میں ہوا کرتے ہیں۔ ترجمہ آؤ اچھے کام کے لئے۔

(۲۱) قنوت سے مراد اِنّالک قانتون سے ہے۔

(۲۲) مقریزی کہتا ہے کہ واقعی از ہر ہی مسجد ہے۔

(۲۳) دیکھو تذکرہ ۱۳۷

(۲۴) ترجمہ (بادشاہ کے طرف سے) انتقام لینے کی تلوار یعنی جلاد۔ فاطمیین کے دربار میں یہ عجب خطاب تھا

اپنے دشمنو نکو یہ لوگ اکثر قتل کر دیا کرتے تھے - اس لئے ایک خاص شخص ہمیشہ کے لئے اوس خطاب کا اون کے یہان مقرر رہا کرتا تھا -

(۵) دیکھو تذکرہ ۱۰۹ -

۱۴۲ ابو المنصور جہارکس بن عبد اللہ الناصری الصلاحی ملقب بفخر الدین

کبراے دولت صلاحیہ سے اور بڑا کریم صاحب قدر و عالی ہمت تھا - قاہرہ مین قیساریہ کبریٰ[۱] اسی نے بنایا ہے جو اس کے نام سے مشہور ہے - مین شہر کے سوداگرون سے جو ملکون مین پھرتے رہتے ہین سنا ہے کہ خوبصورتی عظمت اور استحکام بنا مین کوئی مقام اس کا ثانی نہین - اس کے اوپر ایک بڑی مسجد اور (قریب ہیں) ایک ربع[۲] معلق بنایا ہے -

جہارکس دمشق مین سنہ ۶۰۸ھ (۱۲۱۱ء) مین مرا - اور جبل صالحیہ مین مدفون ہوا اسکی قبر وہان خوب مشہور ہے - رحمہ اللہ تعالےٰ - جہارکس بکسر جیم و فتح ہا و الف و راے مہملہ و کاف و سین مہملہ عربی مین چار آدمی کو کہتے ہین - یہ لفظ عجمی ہے اس کا معرب استار ہے استار چار اوقیہ (اونس) کو کہتے ہین اسی لقب سے وہ مشہور تھا -

(۱) قیساریہ کبریٰ کے معنے ہین بڑا بازار -

(۲) ربع معلق (چوک لٹکا ہوا) وہ بڑا مکان یا ہوٹل ہے جس مین دس پندرہ گھرانے رہ سکتے ہین - اور دکانون پر یا گوداموں پر چھت بنایا گیا ہو -

حرف الحا

۱۴۳ ابو تمام حبیب بن اوس بن الحارث بن قیس بن الاشج بن یحیی بن مروان بن مُر بن سعد بن کاہل بن عمرو بن عدی بن عمرو بن الغوث بن طی (جس کا نام جُلہمہ تھا) بن اُدد بن مرید بن کہلان بن یشجب بن یعرب بن قحطان

مشہور شاعر تھا - ابو القاسم حسن بن بشر بن یحیی الآمدی[۲] نے کتاب الموازنۃ بین الطائیین مین لکھا ہے

کہ اکثر علما ابو تمام کے نسب کی نسبت کہتے ہین کہ اوس کا باپ نصرانی اور قریہ جاسم علاقہ دمشق کا رہنے والا تھا۔ اور اوس کا نام تدوس عطار تھا۔ تدوس کو لوگون نے اوس بنا لیا اور قبیلہ کی طرف نسبت گڑھ لی۔ اس گڑھے ہوئے نسب نامہ مین اوس کے بنانے والے نے ایک غلطی بھی کی ہے۔ یعنی اوس مین کوئی شخص ایسا نہین جس کا نام مسعود ہو۔ اور اگر بفرض محال یہ نسب صحیح بھی ہو تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ طے تک صرف دس پشت کا فاصلہ ہو۔ آمدی نے جو یہ اعتراض کیا ہے اسکی بنا ابو تمام کا یہ شعر ہے۔

اِنْ کَانَ مَسْعُودٌ سَقَی اَطْلاَلَہُمْ ۔۔۔ سَبَلُ الشُّؤُوْنِ فَلَسْتُ مِنْ مَسْعُوْدِ

اگر مسعود کے آنکھوان کے سیلابنے اون کے کھنڈروں کو تر کر دیا ہو تو مین بھی مسعود سے نہین ہوان ادھر نسب مین بھی قیس اور دقاقہ کے درمیان چھ پشتین چھوڑ دی ہین۔ رہا آمدی کا قول کہ مین مسعود سے نہین ہون۔ یہ اس کی دلیل نہین کہ مسعود اوسکے آبا مین سے نہین۔ بلکہ یہ بالکل اسی طرح ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ مین فلان لوگون مین سے نہین۔ یا فلان ہم مین سے نہین۔ اوس سے اوسکی مراد علیحدگی اور نفرت سے ہوتی ہے۔ اسی طرح جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ولد الزنا ہم میں سے نہین۔ علی مجھ سے ہے اور مین اوس سے ہون۔ خطیب ابو بکر نے تاریخ بغداد مین اوس کا نسب لکھا ہے اوس سے اوپر بیان کیے ہوئے نسب سے کسی قدر اختلاف ہے۔ صولی کہتا ہے کہ بہت لوگ کہتے ہین ابو تمام حبیب تدوس النصرانی کا بیٹا ہے۔ اسے اوس نے بدل ڈالا ہے۔ تدوس کا اوس ہو گیا۔ یہ شخص نشست الفاظ خوبی نظم اور حسن اسلوب مین یکتائے زمانہ تھا۔ کتاب الحماستہ اوسی کی ہے۔ جو اوس کے کمال فضل مہارت شناخت اور خوبی انتخاب کی قدرت پر نہایت عمدہ شاہد ہے۔ ایک اوس کا اور بھی مجموعہ ہے جس کا نام اوس نے فحول الشعراء رکھا ہے۔ اس مین بہت سے شعرائے جاہلیہ و مخضرمین و اسلامیین کا تذکرہ ہے۔ کتاب الاختیارات من شعر الشعرا بھی اوسی کی ہے۔ اوسکو اشعار اس قدر یاد تھے۔ کہ کوئی شخص اوسکو نہین پہونچتا۔ چودہ ہزار عرب کے رجز فقط یاد تھے۔ اسکے سوا قصائد و مقاطیع کی انتہا نہ تھی۔

ابو تمام خلفا کی مدح کرتا اون سے انعام واکرام لیا کرتا تھا اور چارون طرف ملکون مین پھرا کرتا تھا ایک مرتبہ بصرہ کا قصد بھی کیا تھا۔ وہان عبد الصمد بن المعذل شاعر اوس وقت رہتا تھا۔ اوس کے پاس شاگرد اور متبعین بہت تھے۔ تمام لوگ اوسی کی طرف مائل تھے۔ جب اوس نے سنا کہ ابو تمام آتا ہے تو اوسے خوف ہوا۔ کہ یہان کے لوگ مجھ سے پھر جائینگے۔ ابو تمام کی طرف رجوع کرینگے۔ شہر مین

داخل ہونے سے پہلے ہی اوس نے یہ ابیات لکھکر ابو تمام کو بھیجین ۔

انت بین اثنتین تبرز للنا | س وکلتاھما بوجہ مذال

تو دو صورتون مین مخلوق کے طرف مین دکھائی دیتا ہے اور وہ دونو کی دونو غلام کے سے ہین ۔(۱۱)

لست تنفک راجیا لوصال | من حبیب او طالبا لنوال

یا تو تو کسی دوست کے وصال کی امید مین لگا رہتا ہے یا کسی سے بخشش و نوال کا خواہان رہتا ہے ۔

ای ماء یبقی لوجھک ھذا | بین ذل الھوی وذل السؤال

اب بتا کہ عشق کے ذلت اور مانگنے کے ذلت کے بعد تیری مونہ کے لیے کونسے آبرو باقی رہی ہے ۔(۱۲)

جب ابو تمام کو ان ابیات کا مضمون معلوم ہوا تو اوس نے اپنا ارادہ پلٹ دیا ۔ بصرہ سے واپس چلدیا ۔ اور کہا ابن معذل نے یہان کے لوگون کو اپنی طرف مائل کر رکھا ہے ۔ ہم اوس مین چھیڑ چھاڑ کرنا نہین چاہتے ہین نے اس قسم کی ایک مثال متنبی کے بیان مین اوپر حرف ھمزہ مین(۱۳) لکھی ہے ۔ جب ابن معذل نے یہ بیتین ابو تمام کی نسبت لکھین تو ایک نقل نویس کو دیدین جس کے پاس ابن المعذل اور ابو تمام جا کر بیٹھتے تھے ۔ مگر ابھی تک ایک دوسرا صورت شناس نہ تھے ۔ نقل نویس سے کہدیا کہ یہ ابو تمام کو دیدینا ۔ جب ابو تمام آیا اور انھین پڑھا تو یہ بیتین اوس کاغذ کے پشت پر لکھین ۔

افی تنظم قول الزور والفند | وانت انقص من لا شئ فی العدد

کیا تو میرے نسبت نظم مین جھوٹا ور فند کی باتین لکھتا ہے ۔ تو تو شمار مین صفر سے بہی کمتر ہے ۔

اشرجت قلبک من غیظ علی حنق | کانھا حرکات الروح فی الجسد

غصہ کے باعث تو نے اپنے دل مین ایک سخت جوش بہر لیا ہے ۔ جو ایسا دکھ رہا ہے جیسے بدن مین روح کی حرکتین یا نبضین چلتے ہوئے دکھائی دیتے ہین ۔

اقدمت ویلک من ھجوی علی خطر | کالعیر یقدم من خوف علی الاسد

کم بخت تو نے اپنے آپ کو میری ہجو کرنے کے خطرہ مین ڈالدیا ہے ۔ بعینہ اوسی طرح جیسے گدہا خوف سے شیر پر جا پڑتا ہے ۔

اسی مین عبد الصمد آیا ۔ جب پہلی بیت پڑہی تو کہا دل مین وسکو بہت ہی بڑا کمال ہے ۔ زیادتی اور نقصان ایک معدوم شے کی صفت بنادی ہے ۔ جب دوسری بیت دیکھی تو کہا اشراج (باندہنا)

قرا شعرا کا کام ہے۔ یہان اسے کیا دخل جب تیسری بیت پڑہی تو لاجواب ہو کر وہ اس کا شعر لیے ہوئے چلا گیا
سب یہ بات محمود بن الحسین معروف بکشاجم نے کتاب المصائد والمطارد مین اوس جگہ لکھی ہے جہان اوس نے
لکھا ہے کہ جاحظ نے بیان لکھا ہے کہ بعض آلات اپنے بعض کہنے والون کے نام سے مشہور ہوتے ہین۔ ...
اوس گدھے کو بھول گیا جو شیر کی بو سونگھ کر بجائے بھاگنے کے اوسکی طرف دوڑ جاتا ہے۔

ابو تمام نے جب اپنا بائیہ مشہور قصیدہ ابو دلف عجلی کو سنایا جس کا اول یہ شعر ہے۔

عَلَى مِثْلِهَا مِنْ أَرْبُعٍ وَمَلَاعِبِ　　　أُذِيلَتْ مَصُونَاتُ الدُّمُوعِ السَّوَاكِبِ

اس طرح کی چھوٹے گھرون اور کھیل کی جگہون کو دیکھکر مدت سے جمع کئے ہوئے آنسوون کا خزانہ بہہ نکلا
تو اوس نے بہت پسند کیا۔ پچاس ہزار درہم عطا کئے۔ اور کہا یہ تیرے شعر کی قدر کے لائق نہین ہین پھر
کہا حسن لطافت مین اس قول کے برابر بجز اوس شعر کے اور کوئی نظر نہین آتا جو تو نے محمد بن حمید الطوسی
کے مرثیہ مین لکھا ہے ابو تمام نے کہا آپ میرے کس قول کی طرف اشارہ کرتے ہین۔ کہا تیرے رائیہ
قصیدہ کی طرف جس کا اول یہ ہے۔

كَذَا فَلْيَجِلَّ الْخَطْبُ وَلْيَفْدَحِ الْأَمْرُ　　　فَلَيْسَ لِعَيْنٍ لَمْ يَفِضْ مَاؤُهَا عُذْرُ

اب بدقسمتی کو چاہئے کہ اپنے کام کو خوب جلا دیلے اور زمانہ اپنا خوب بوجھ ڈال لے۔ کسی آنکھ کے لئے
جس نے آنسو نہین بہائے۔ کوئی عذر نہین ہے۔
مین چاہتا ہون کہ ایسا شعر تو میرے حق مین لکھتا۔ ابو تمام نے کہا آپ پر سے مین اور میرے اہل
قربان ہون۔ خدا کرے کہ مین ہی آپ سے پہلے مرجاؤن تاکہ مجھے ایسا مرثیہ لکھنے کا موقع ہی نہ ملے۔
ابودلف نے کہا وہ شخص مرا ہی نہین جس کے حق مین اسطرح کا مرثیہ لکھا گیا ہو۔
علما کہتے ہین تین شخص طے مین پیدا ہوئے۔ تینون کے تینون اپنے اپنے فن مین اول درجہ پر تھے
حاتم طائی جود و سخا مین داؤد بن نصیر الطائی زہد مین ابو تمام حبیب بن اوس الطائی شعر و سخن مین اس کے
حالات بہت ہین۔ یہ روایت بہت لوگ بیان کرتے ہین کہ ابو تمام نے اپنے قصیدہ سینیہ مین خلیفہ کی مدح
کی جب وہ اس شعر پر پہونچا۔

إِقْدَامُ عَمْرٍو فِي سَمَاحَةِ حَاتِمٍ　　　فِي حِلْمِ أَحْنَفَ فِي ذَكَاءِ إِيَاسِ

مین دیکھتا ہون کہ آپ مین عمرو کی سی جرات و تہور کے ساتھ حاتم کی سی سخاوت اور احنف کا سا حلم

بردباری اور ایاس کی سی ذکاوت و تیزی ذہن موجود ہے۔
تو وزیر نے کہا۔ امیر المومنین کو اجلاف عرب سے تشبیہ دیتا ہے۔ ابو تمام ایک لحمہ گردن جھکائی پھر سر اوٹھا کر کہا۔

لا تنکروا ضربی لہ من دونہ ... مثلاً شرود افی الندی والباس

مین جواد سے ادنیٰ درجہ کے لوگون سے مشابہت دیتا ہون اس سے آپ ناخوش نہ ہون۔ یہ وہ لوگ ہین جن کے سخاوت اور شجاعت کی مثال دیجاتی ہے۔

فاللہ قد ضرب الاقل لنورہ ... مثلاً من المشکوٰۃ والنبراس

کیونکہ اللہ نے اپنے نور کو ایک ادنیٰ بہ چیز چراغدان اور چراغ سے مثال دی ہے۔

اس پر وزیر نے خلیفہ سے کہا۔ جو چیز یہ مانگے اسے دیدینا چاہئے۔ چالیس یوم سے زیادہ یہ زندہ نہین رہیگا۔ شدت فکر سے اوس کی آنکھون سے خون ٹپک رہا ہے۔ اس قسم کا آدمی اس سے زیادہ نہین جیتا۔ خلیفہ نے پوچھا مانگ کیا مانگتا ہے۔ کہا موصل کی حکومت۔ خلیفہ نے اوسکی درخواست منظور کی ابو تمام وہان گیا چالیس روز زندہ رہکر مرگیا۔ اس قصہ کی مطلق اصل نہین ہے۔ ابو بکر الصولی کتاب اخبار ابی تمام مین کہتا ہے۔ جب اوس نے اپنا قصیدہ احمد بن المعتصم کو سنایا۔ اور اپنے شعر مذکورہ پر پہونچا۔ تو ابو یوسف یعقوب بن الصباح الکندی فیلسوف[۲۲] نے جو دربار مین حاضر تھا کہا امیر کا درجا اس سے زیادہ ہے جو تو نے اوسکی تعریف کی ہے۔ ابو تمام نے ایک لحمہ سر جھکایا۔ پھر دو نواخیر کی بیتین پڑہین۔ مگر اوس نے اپنا لکھا ہوا قصیدہ ہاتھ سے دیا۔ تو یہ بیتین اوس مین نہ تھین۔ لوگ اوسکی سرعت فکر و فطنت پر تعجب مین رہگئے۔ جب وہ باہر نکلا تو ابو یوسف نے کہا جو عرب کا فیلسوف تھا کہ یہ جوان عنقریب مرجائیگا۔ پھر صولی کہتا ہے یہ روایت اوس کے خلاف ہے جو مین نے ذکر کیا ہے مگر اوسکی کچھ اصل نہین ہے صحیح بات وہ ہی ہے جو مین نے بیان کی ہے۔ مین نے موصل پر اوسکی امارت کا حال خوب تحقیق کیا ہے۔ اسکے سوا کچھ اصل نہ نکلی۔ کہ حسن بن وہب[۲۳] نے اوسے موصل کا بریدا[۲۴] (گھوڑ دوڑکی ڈاک کا افسر اعلیٰ) مقرر کر دیا تھا۔ وہان دو سال کے قریب رہا۔ اور مرگیا۔ اس امر پر کہ یہ روایت صحیح نہین ہے یہ دلیل ہے کہ یہ قصیدہ کسی خلیفہ کی شان مین نہین۔ بلکہ احمد بن المعتصم کی یا احمد بن المامون کی شان مین ہے۔ مگر ان دونون سے کوئی بھی خلافت کے درجہ تک نہین پہونچا حیثیت

شاعر نے جو سات رقعہ امام مسترشد کو لکھے تھے اور یعقوبا اوس سے مانگا تھا اوس مین لکھا تھا کہ ایک طائی شاعر کو موصل دیا گیا تھا۔ یہ بات یا تو اوس نے سنی سنائی بلا تحقیق لکھدی ہے یا اپنے دل سے بنالی ہے کہ یعقوبا ملنے کا ایک ذریعہ ہو جاے۔ واللہ اعلم۔ اسی غلطی کو ابن وحیہ نے اپنی کتاب النبراس مین لے لیا ہے وہ ہی مشہور ہو گئی ہے۔

صولی کہتا ہے جب ابو تمام نے محمد بن عبدالملک الزیات وزیر کی مدح مین ایک قصیدہ لکھا جس مین یہ شعر ہین۔

دِیمَۃٌ سَمْحَۃُ القِیادِ سَکُوبُ ۔۔۔ مُسْتَغِیثٌ بِھا الثَّرَی المَکْرُوبُ

اوس کی سخاوت (مینہ کی) جھڑی ہے جو ڈہیلی لگام سے بہتی ہے۔ جس کی امداد کے مصیبت زدہ زمین فریاد کرتی ہے۔

لَو سَعَتْ بُقعَۃٌ لِاِعظامِ اُخرٰی ۔۔۔ لَسَعٰی نَحوَھا المَکانُ الجَدِیبُ

اگر کوئی زمین دوسرے زمین کے عزت وعظمت کرنے کے لئے جا سکتی تو ہر ایک بنجر زمین اوس (زمین) کی طرف چلی جاتی (جہان وہ رہتا ہے)

(جب) ابن الزیات نے (یہ اشعار سنے تو) کہا تو اپنے اشعار کو جواہر الفاظ اور معانی بدیعہ سے ایسا آراستہ کرتا ہے۔ کہ اون جواہرات سے بھی وہ خوشنما ہوتے ہین جو حسینون کے گلے مین پڑے ہون۔ جو چیز کہ تجھ کو اس کے صلہ مین دیجاے وہ کافی نہین ہو سکتی۔ وزیر کے دربار مین ایک فیلسوف موجود تھا۔ کہنے لگا کہ یہ شخص جوان مر جائیگا۔ کسی نے پوچھا یہ تو نے کس طرح حکم لگا دیا ہے۔ کہا لطافت بیان وجودت خاطر کے ساتھ حدت وذکاوفطنت مجھے اوس درجہ پر معلوم ہوتی ہے کہ جس سے میرے نزدیک اوس کا نفس روحانی اوسکے جسم کو کھا جائیگا۔ جیسے تیز تلوار اپنی میان کو کھا جاتی ہے۔ ایسا ہی ہوا تیس سال سے کچھ ہی اوپر عمر مین (۲۷) وہ مر گیا۔ مگر یہ بات غلط ہے۔ جیسا کہ اوسکی تاریخ ولادت ووفات سے آیندہ ثابت ہو جائیگا انشاء اللہ تعالے۔

اوس کے اشعار ایک مدت تک بے ترتیب پڑے رہے۔ پھر صولی نے ترتیب حروف تہجی اونھین جمع کیا۔ اس کے بعد علی بن حمزۃ الاصفہانی نے اونھین جمع کیا۔ اور ترتیب مین حروف تہجی کا لحاظ چھوڑ کر معانی کا لحاظ کیا۔

ابو تمام کی ولادت سنہ ۱۹۰ھ (۸۰۵ء) ہے مگر بعض کہتے ہین کہ اوس کی تاریخ ولادت سنہ ۱۸۸ھ یا ۱۹۲ھ ہے۔ وہ جاسم مین پیدا ہوا تھا جو ضلع جیدور (علاقہ دمشق) مین دمشق اور طبریہ کے درمیان آباد ہے۔ مگر مصر مین پرورش پائی کہتے ہین کہ وہان جامع مسجد مین گھڑے بھر بھر کر لوگون کو پانی پلایا کرتا تھا۔ بعض کہتے ہین ایک جولاہے کے پاس رہتا اور دمشق مین اوس کے پاس کام کیا کرتا تھا۔ اس کا باپ وہان شراب بیچتا تھا۔ ابو تمام کا رنگ سانولا قد لمبا باتون کا فصیح شیرین کلام مگر زبان مین ذرہ لکنت تھی۔ پھر اوس نے محنت کی اور بڑھتے بڑھتے اس درجہ کو پہونچا جیسے سب جانتے ہین۔ موصل مین ہی جیسا ہم اوپر ذکر کر چکے ہین سنہ ۲۳۱ھ (۸۴۵ء) مین وفات پائی۔ بعض کہتے ہین ذی قعدہ یا جمادی الاولی سنہ ۲۲۸ھ یا ۲۲۹ھ یا محرم سنہ ۲۳۲ھ مین مرا ہے۔ رحمہ اللہ تعالے۔ بحتری کہتا ہے کہ ابو نہشل بن حمید الطوسی[۳۳] نے اوسکی قبر پر قبہ بنوا دیا تھا۔ مین نے اوسکی قبر خود بھی موصل مین دیکھی ہے۔ باب المیدان کے باہر خندق کے کنارہ ہے۔ عام لوگ تمام شاعر کی قبر اوسے بتاتے ہین۔

شیخ عفیف الدین ابو الحسن علی عدلان الموصلی نحوی مترجم نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ مین نے شرف الدین ابو المحاسن محمد بن عنین سے جس کا ذکر اس کتاب کے حرف میم[۳۴] مین آئیگا انشاء اللہ تعالے پوچھا تھا کہ اوس کے اس قول کے کیا معنی ہین۔

سقی اللہ روح الغوطتین ولا ارتوت ... من الموصل الحدباء الا قبورها

اللہ غوطتین کے باغچہ پر خوب مینہ برسائے۔ مگر موصل کی بنجر سے اوسکی قبرون کے سوا اور کوئی سرسبز ہو۔ کیون موصل کو خدا کی بخشش سے محروم کیا۔ اور قبور کو اوس سے مستثنے کر دیا۔ کہا ابو تمام کے سبب سے ابن عنین مذکور کی یہ بیت اوس قصیدہ مین ہے جو اوس نے سلطان ملک معظم شرف الدین عیسی بن الملک العادل بن ایوب کی مدح مین لکھا ہے۔ اوس کا ذکر حرف عین[۳۵] مین آئیگا۔ انشاء اللہ تعالے اس کا اول شعر یہ ہے۔

اشاقک من علیا دمشق قصورها ... وولدان ارض النیرین وحورها

دمشق کے علیا (ندی کنارے) کی محلات اور نیرین[۳۶] کے لڑکون بچون اور سیاہ آنکھ والی لڑکیون کے دیکھنے کا شوق لگ رہا ہے۔

یہ اوس کے نہایت اچھے قصائد سے ہے۔ حسن بن وہب نے ابو تمام کے مرنے پر ذیل کے اشعار

مین اوس کا مرثیہ لکھا ہے۔

فُجِعَ القَرِیضُ بِخَاتِمِ الشُّعَرَاءِ — وَغَدِیرِ رَوْضَتِهَا حَبِیبِ الطَّائِی

شعر وسخن خاتم الشعرا کے مرنے پر درد وغم مین پڑ گیا۔ جو شعر وسخن کے باغ کا تالاب تھا۔ اور جس کا نام حبیب الطائی تھا۔

مَاتَا مَعًا فَتَجَاوَرَا فِی حُفْرَةٍ — وَکَذَاكَ کَانَا قَبْلُ فِی الأَحْیَاءِ

حبیب اور شعر وسخن دونو مر گئے۔ اور ایک ہی قبر مین گھس گئے۔ کیونکہ وہ پہلے جب زندہ تھے تب بھی وہ دونو ایسے ہی ملے ہوے تھے۔

یہ بھی کہتے ہین کہ یہ دونو بیتین دیک الجن کی ہین۔ ابو تمام کے مرثیہ مین اوس نے لکھی ہین۔ واللہ اعلم۔ حسن نے بھی اوسکے مرثیہ مین ایک قصیدہ لکھا ہے۔ جس مین یہ بیتین بھی تھین۔

سَقَی بِالْمَوْصِلِ القَبْرَ الغَرِیبَا — سَحَائِبُ یَنْتَحِبْنَ لَهُ نَحِیبَا

بادلون نے ایک نادر اور بے نظیر قبر پر مینہ برسایا جو اوسکے سوگ پر گریہ وزاری کر رہے ہین۔

إِذَا أَظْلَلْنَهُ أَظْلَلْنَ فِیهِ — شَعِیبَ المُزْنِ یُتْبِعُهَا شَعِیبَا

جب وہ شبنم اوس پر ڈالتے ہین تو اوس مین وہ سیاہ بادلون کے پانی کے مشکین ڈالتے ہین اور مشک پر مشک ڈالتے چلے جاتے ہین۔

وَلَطَمْنَ البُرُوقَ بِهِ خُدُودًا — وَشَقَّقْنَ الرُّعُودَ بِهِ جُیُوبَا

اور بجلیان اوس کے لئے (بادلون کے) رخسارون پر طمانچہ مارتے ہین۔ اور گرجین بھی اوس کے لئے (اپنے) گریبان چاک کرتے ہین۔

فَإِنَّ تُرَابَ ذَاكَ القَبْرِ یَحْوِی — حَبِیبًا کَانَ یُدْعَی لِی حَبِیبَا

کیونکہ اس قبر کے خاک مین ایک حبیب (دوست) پڑا ہے جو میرا دوست کہلایا جاتا تھا۔

محمد بن عبد الملک الزیات وزیر معتصم نے بھی حبیب کے وہ وزیر ہی تھا اوسی وقت یہ مرثیہ لکھا ہے۔ مگر بعض کہتے کہ یہ بیتین زبرقان عبد اللہ بن الزبرقان کاتب مولاے بنی اُمیہ کی ہین

نَبَأٌ أَتَی مِنْ أَعْظَمِ الأَنْبَاءِ — لَمَّا أَلَمَّ مُقَلْقِلَ الأَحْشَاءِ

ایک خبر آئی ہے جو بہت عظیم (خوفناک) خبرون مین سے ہی۔ جب وہ آئی تو اوس نے ہمارے

آنتین تک ہلادین۔

قَالُوا حَبِيبٌ قَدْ ثَوَى فَأَجَبْتُهُمْ　　نَاشَدْتُكُمْ لَا تَجْعَلُوهُ الطَّائِي

اونھون نے کہا کہ حبیب مرگیا۔ مین نے اون سے کہا کہ مین تمھین قسمین دیتا ہون یہ نہ کھو کہ وہ حبیب طائی تھا۔

جاسم بفتح جیم و الف و سین مہملہ مکسورہ و میم نسب اوس کا مشہور ہے۔ ضبط کی حاجت نھین۔ جیدور بفتح جیم و سکون یاے تحتانیہ و دال مضمومہ مہملہ و راے مہملہ علاقہ دمشق کا ایک پرگنہ ہے اور خولان[1] کے پاس ہے۔ طائی قبیلہ طے کی طرف منسوب ہے۔ گرنسبت خلاف قیاس ہے۔ چاہئے تھا طیئی ہوتا۔ لیکن باب النسب مین تغیر کا کچھ ٹھکانا نھین ہوتا۔ چنانچہ دہر سے دُہری اور سہل سے سُھلی بضم الاول آیا کرتی ہے۔ اور ایسے ہی اور بھی دیکھا گیا ہے۔

(۱) ابن خلکان کی متن مین شحب بجاے حطبی لکھا ہے۔ مگر قاموس مین اسکو شجب بجیم لکھا ہے۔
(۲) حاجی خلیفہ نے لکھا ہے کہ ابو القاسم الاموی ۳۷۱ھ (۹۸۱ء) مین مرا ہے۔ کتاب الموازنہ بین الطائیین مین ابو تمام اور البحتری کے بالمقابل اشعار دے گئے ہین۔ یہ دونون شاعر طائی تھے۔
(۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آمدی کے پاس بھی ابو تمام کا ایک نسب نامہ تھا جو ابن خلکان کے نسب نامہ سے مختلف تھا۔
(۴) لفظی ترجمہ مین مسعود سے نھین ہون۔
(۵) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن خلکان نے جو نسب نامہ لکھا ہے اوس مین وفاقہ کا نام تھا۔ مگر ان نسخون مین جو اسوقت موجود ہین وفاقہ کا نام بالکل نھین۔
(۷) انگریزی مترجم یہان لکھتا ہے کہ آمدی نے یہان ایک عجیب غلطی کی ہے وہ بالکل آسان عربی عبارت کو بھی نھین سمجھتا ہے۔ مسعود ذو الرمہ شاعر کے بھائی کو وہ ابو تمام کی بزرگون مین خیال کرتا ہے۔ ابن خلکان نے اسے مضمون کو ذو الرمہ شاعر کے بیان مین ذکر کیا ہے۔ دیکھو تذکرہ ۴۹۶
(۶) ابن خلکان کا یہ کہنا کہ یہ اسکے دلیل نھین کہ مسعود اوس کے آبا مین سے ہے۔ مین نھین جانتا کہ کہان تک صحیح ہے۔ اوپر کے شعر مین ابو تمام شرط کرتا ہے کہ اگر ایسا ہو تو مین مسعود سے نھین ہون اسکے معنے بالکل یہی ہو سکتے ہین کہ یہ شرط باطل ہے اور مین بنی مسعود سے ہون۔ اذا فات الشرط

فات الشرط عام مسلہ ہے۔

(۸) حماسہ کے معنے لڑائی مذہب وغیرہ مین سخت اور مضبوط ہونا۔

(۹) رجز چھوٹی نظم جس کا وزن چھ مرتبہ مستفعلن کہنے سے بنتا ہے۔

(۱۰) اس عبد الصمد کا حال آغانی مین دیکھنا چاہیئے۔

(۱۱) نداا کی جگہ ابن خلکان کے کئی نسخون مین اور نیز عیون التاریخ ۲۱۳ مین جہان یہ شعر درج ہین مرال اور موالی لکھا ہوا ہے۔ موالاۃ کے معنے نرمی اور مداراۃ کرنے کے ہین

(۱۲) دیکھو تذکرہ ۹۴ کا نوٹ ۱۵

(۱۳) دیکھو تذکرہ ۴۹ -

(۱۴) دیکھو تذکرہ ۱۱۹ نوٹ ۹

(۱۵) جو تقریباً بارہ سو پونڈ یا ۔۔۔۱۸ روپیہ کے برابر ہوتے ہین۔

(۱۶) محمد بن حمید الطوسی خلیفہ مامون کے ایک سپہ سالار کا بیٹا تھا۔ مامون نے اوسے فوج دیکر بابک الخرمی کے دفعیہ کو بھیجا تھا۔ جو صوبہ آذربائیجان مین تاخت و تاراج کر رہا تھا۔ جب لڑائی ہوئی تو مسلمانون کی فوج بالکل برباد ہوگئی۔ ابن حمید کو تمام اوس کے آدمی چھوڑکر بھاگ گئے۔ صرف ایک افسر کے ساتھ رہ گیا تھا۔ آخر ابن حمید بھی لڑکر مارا گیا۔ یہ واقعہ ۲۱۴ھ (۸۲۹ء) کا ہے۔ ابن حمید اپنے فیاضی و سخاوت مین بہت مشہور تھا۔ مامون کو اسکے مارے جانے کا بڑا افسوس ہوا۔ (از تاریخ کامل ابن اثیر جزری)

(۱۷) حاتم طائی کے قصص اور کہانیان مشہور ہین۔ ان کہانیونکی شہرت زیادہ تر اس وجہ سے ہے کہ اس حاتم طائی کا بیٹا عدی حضرت علی کی لڑائیون مین حضرت علی کا طرفدار تھا

(۱۸) داؤد ابن نصیر الطائی اپنے علم اور اپنے زہد و تقوی کے سبب سے بہت مشہور تھا اور امام اعظم ابو حنیفہ کے بڑے شاگردون مین سے تھا۔ اور حدیث مین اوسکو بڑا کمال تھا۔ ۱۶۵ھ (۷۸۱ء) مین وفات پائی ہے (النجوم الزاہرہ)

(۱۹) عمرو سے مراد عمرو بن معدی کرب یا عمرو بن المنذر سے ہوگی۔ عمرو بن المنذر کو ابن ہند بھی کہتے ہین۔ اوسکی بہادری ضرب المثل تھی۔

(۲۰) دیکھو تذکرہ ۱۰۲

(۲۱) سورۂ نور مین ہے اللہ نور السموت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیئ ولو لم تمسسہ نار۔ نور علی نور (اللہ ہی کے نور سے) آسمان وزمین کی روشنی ہے۔ اوس کے نور کے مثال ایسی ہے جیسے ایک چراغدان یا طاق ہے اور طاق مین ایک چراغ رکھا ہے۔ اور چراغ ایک شیشے کی قندیل مین ہے۔ اور قندیل (اسقدر شفاف ہے) گویا وہ موتی کی طرح چمکتا ہوا ایک ستارا ہے وہ چراغ زیتون کی ایک مبارک درخت (کے تیل) سے روشن کیا جاتا ہے۔ کہ جو نہ یورپ کے رخ واقع ہے اور نہ پچھم کے رخ اوس کا تیل (اسقدر صاف ہے کہ) اگر اوسکو آگ نہ بھی چھوئے تاہم معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے آپ جل اٹھیگا۔ (غرض ایک نور نہین بلکہ) نور علی نور نور پر نور ہے۔

(۲۲) ابو یوسف یعقوب بن اسحاق بن الصباح الکندی فیلسوف عرب کندہ کے شاہی خاندان کی نسل مین تھا خلیفہ مہدی اور رشید کے زمانہ مین اوس کا باپ کوفہ کا امیر تھا۔ اوس کا جد امجد اشعث رسول اللہ کے صحابیون مین سے تھا۔ اشعث کا باپ قیس قبیلہ کندہ کا حاکم تھا۔ شاعر اعشانی چار قصیدون مین اوسکی مدح کی ہے۔ معدی کرب قیس کا باپ علاقہ حضرموت مین بنی حارث الاصغر پر حکومت کرتا تھا۔ جو کندہ کی ایک شاخ تھی۔ معاویہ وغیرہ الشکر جس کو ابو الفدا نے اپنے کتاب بحرین مین ایک قلعہ بتایا ہے اور یامہ بحرین مین قبیلہ معد پر حکومت کرتے رہے ہین۔ تاریخ الحکما سے یکرہ یہ خلاصہ اس لئے یہان دیا گیا ہے کہ مسٹر دی ساسی کی راے مین جو یہ عرب کا فلاسفر یہودی نسل سے نہین تھا بلکہ عربی نسل سے تھا اسکی تائید ہو جاے۔

(۲۳) دیکھو تذکرہ ۲۶۳

(۲۴) یہ افسر گھوڑے تیار رکھتا تھا کہ جب کسی سرکاری افسرون کو ضرورت ہو تو اون پر ڈاک روانہ کی جاے اس افسر کا یہ بھی کام ہوتا تھا کہ صوبہ کے افسر کے کامونکو دیکھتا رہے۔ اور جب ضرورت پڑی تو اوسکی خلیفہ یا سلطان کو براہ راست اطلاع کرتا رہے۔

(۲۵) دیکھو تذکرہ ۲۴۴

(۲۶) یعقوبا بغداد سے دو فرسخ پر ایک بڑا شہر تھا (کتاب ابو الفدا)

(۲۷) یہ سمجھ مین نھین آتا کہ صولی نے یہ کہانی لکھی ہے اور ہمین اس کا کیون خیال نہ کیا کہ یہ وہی کہاتے ہے جس کو وہ اوپر دوسرے صورت مین بیان کر چکا اور کہ چکا ہے کہ یہ بالکل صحیح ہے معلوم ہوتا ہے کہ صولی کی بیان کی ہوئی کہانی نھین ہے۔ بلکہ ابن خلکان نے غلطی کی ہے۔ جو اوسکے راوی کا نام صولی لکھدیا ہے

(۲۸) جیدور دمشق کے توابع سے حوران کے شمال مین ہے۔ مگر بعض یہ کہتے ہین کہ جیدور اور حوران دونون ایک ہی مقام کے نام ہین (مراصد الاطلاع)

(۲۹) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس کا باپ مسلمان نہ تھا۔

(۳۰) غالباً یہ اوسی حمید الطوسی کا بیٹا ہے جس کا ذکر تذکرہ ۱۱۷ کے نوٹ ۲ مین آچکا ہے۔

(۳۱) دیکھو تذکرہ ۶۵۶

(۳۲) غوطہ مزروعہ زمین جو دمشق کے گرد ہے وہ بہت مشہور ہے۔ شعرا اوس کو تثنیہ کے صیغہ مین استعمال کیا کرتے ہین۔ مگر یہ زمین ایک ہی ہے دو زمینین نہین ہین۔ (مراصد الاطلاع لفظ نیرب کی تحت مین)

(۳۳) دیکھو تذکرہ ۴۸۸

(۳۴) ثکھیا غالباً اوس ندی سے مراد ہے جو دمشق مین بہتی ہے اور جسکو القنواۃ العلیا کہتے ہین۔ (دیکھو عیون التواریخ)

(۳۵) نیربین میرے نسخہ مین ہے۔ مگر انگریزی مترجم نے اسے نیزبین لکھا ہے۔ غالباً اوسکے کتاب مین نیربین ہی ہوگا۔ دمشق کے قریب دو جوار مین نیربین ایک تفرج گاہ ہے۔ نیربین نیرب کا تثنیہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو مقام ہونگے۔ مگر ایسا نھین ہے یہ ایک ہی مقام ہے۔ شعرا اسکو اکثر صیغہ تثنیہ مین بولا کرتے ہین (مراصد الاطلاع)

(۳۶) خولان محلے سے جبلی دمشق کے قریب ایک گانون یا ایک پہاڑی کا نام ہے۔

۱۴۴ ابو محمد الحجاج یوسف بن الحکم بن عُقَیل بن مسعود بن عامر بن مُعَتِّب بن مالک بن کعب بن عَمرو بن سعد بن عَوف بن قسی

کا جسے ثقیف بھی کہتے ہین بیٹا تھا۔ ابن الکلبی نے جمہرۃ النسب مین ذکر کیا ہے۔ کہتے ہین نبیہ

بن الیث کا بیٹا قسی تھا جسے ثقیف بھی کہتے ہین۔ واللہ اعلم۔ یہ اون لوگون کا قول ہے جو ثقیف کو
ایاد سے منسوب کرتے ہین۔ مگر جو لوگ قیس سے منسوب کرتے ہین وہ کہتے ہین قسی بن منبہ بن بکر بن
ہوازن۔ اور یہ کہتے ہین کہ قسی کی مان امیمہ بنت سعد بن ہذیل منبہ بن الیث کے نکاح مین تھی۔ پھر
اوس سے منبہ بن بکر نے نکاح کر لیا۔ جب وہ اوسکے پاس آئی تو قسی بھی جو ایادی کا بیٹا تھا اسکے
ساتھ چلا آیا تھا۔ واللہ اعلم۔

یہ ثقفی عبدالملک بن مروان کی طرف سے عراق وخراسان کا عامل تھا۔ جب عبدالملک مر گیا تو ولید
بن عبدالملک نے بھی اسے اوسی جگہ مقرر رکھا۔ مسعودی نے کتاب مروج الذہب مین لکھا ہے کہ حجاج
کی مان کا نام فارعہ بنت ہمام بن عروہ بن مسعود الثقفی تھا۔ جو حارث بن کلدہ الثقفی طائفی حکیم عرب
کی بی بی تھی۔ حارث ایک مرتبہ صبح کے وقت اوس کے پاس آیا۔ دیکھا تو وہ خلال کر رہی ہے۔ فوراً
کہلا بھیجا کہ مین نے تجھے طلاق دیدی۔ اوس نے پوچھا کہ تو نے مجھے طلاق کیون دی۔ کیا میری طرف
سے تجھے کچھ شبہ ہوا ہے۔ کہا ہان۔ مین صبح ہی صبح ترے پاس گیا تو تو خلال کر رہی تھی۔ اگر تو نے
اسقدر صبح کھانا کھایا تو بڑی حریص ہے۔ اگر تو کھانے کے بعد بغیر کلی کئے سو رہی تھی تو بڑی گندی
ہے۔ کہا یہ دونو باتین نہین ہین۔ بلکہ مسواک کے چھوچھڑے میرے دانتون مین اولجھ رہے تھے
وہ صاف کرتی تھی۔ پھر اوس سے یوسف بن ابی عقیل الثقفی نے نکاح کر لیا۔ اوس سے حجاج پیدا
ہوا جو پیدائش کے وقت ناکامل الخلقت تھا دبر نہ تھی حکیمون نے سوراخ[2] کر دیا۔ یہ پیدا ہوا تو دودھ
نہین پیتا تھا۔ نہ تو اپنی مان کی پستان منہ مین لیتا نہ کسی اور کی۔ ہر چند کوشش کی مگر سب بیکار گئی
کہتے ہین کہ حارث بن کلدہ کی صورت مین جس کا ذکر اوپر آچکا ہے شیطان مجسم ہو کر آیا۔ اور پوچھا
کیا ہے۔ لوگون نے کہا یوسف کا فارعہ کے پیٹ سے ایک بیٹا پیدا ہوا ہے۔ وہ مان کی پستان
منہ مین نہین پیتا۔ شیطان نے کہا بھیڑ کا سیاہ بچہ ذبح کر کے خون پلاؤ دوسرے روز بھی ایسے
ہی کرو۔ تیسرے روز ایک سیاہ بکرا ذبح کر کے پلاؤ۔ پھر ایک کالا سانپ لیکر مارو۔ اور اوس کا
خون پلاؤ۔ اور چہرہ کو بھی ملو۔ چوتھے روز دودھ پینے لگیگا۔ راوی کہتا ہے اونھون نے ایسا ہی کیا
یہی وجہ تھی کہ اوسے خونریزی خلق اللہ کے سوا کچھ کام بھلا نہین معلوم ہوتا تھا۔ اول پیدائش سے
اوسے اسکی چاٹ لگ چکی تھی۔ حجاج خود کہا کرتا تھا کہ خونریزی اور اون کامون کی جراوت سے

جنھین کوئی نہ کر سکے اُسے بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ابن عبدربہ العقد الفرید مین کہتا ہے کہ یہ فارعہ مغیرہ بن شعبہ کی بی بی تھی۔ خلال کے سبب سے اوسی نے اسے طلاق دی تھی اور یہ بھی بیان کرتا ہے کہ حجاج اور اوس کا باپ طائف مین بچون کو پڑہایا کرتے تھے۔ پھر حجاج رُوح بن زنباع الجذامی وزیر عبد الملک بن مروان کے پاس پہونچ گیا اور وہ کوتوالی مین کام کرنے لگا۔ کہ اسی مین پھر عبد الملک نے دیکھا کہ لشکر کا انتظام درست نہین ہے۔ خلیفہ کے کوچ کے وقت نہ تو فوج کوچ کرتی ہے اور نہ قیام کے وقت قیام کرتی ہے۔ عبد الملک نے اسکی شکایت روح بن زنباع سے کی۔ اوس نے کہا میرے کوتوالی والون مین ایک شخص ہے کہ اگر امیر المومنین لشکر کا انتظام اوسکو دیدے تو وہ خلیفہ کے کوچ کے وقت فوج کو کوچ کرائیگا اور قیام کے وقت قیام کرائیگا۔ اوس کا نام حجاج بن یوسف ہے۔ عبد الملک نے کہا تو اچھا ہم نے اوسے اس کام پر مقرر کیا۔ اس کے بعد کسی کو قدرت نہ تھی کہ کوچ اور قیام کے وقت تخلف کرے۔ صرف روح بن زنباع کے لوگ تعمیل نہین کرتے تھے۔ سو حجاج ایک روز اونکی طرف گیا۔ دیکھا تو اور لوگ چلے گئے ہین۔ اور وہ ابھی کھانا کھارہے ہین۔ پوچھا کہ امیر المومنین کے کوچ کے ساتھ تم نے کوچ کیون نہین کیا۔ کہا تم بھی گھوڑے پر سے اوترو لونڈی بچہ[٧٩] اور ہمارے ساتھ آکر کھانا کھاؤ۔ حجاج نے کہا افسوس وہ دن تو گئے گزرے۔ پھر حکم دیا اور اونکے درہ لگوائے لشکر مین چارون طرف گھومایا۔ اور روح کے خیمون کو آگ لگاکر جلوا دیا۔ روح عبد الملک کے پاس روتا ہوا گیا کہ امیر المومنین حجاج نے جو میری کوتوالی کے سپاہیون مین تھا۔ میرے غلامون کو پٹوا دیا اور میرے خیمہ ڈیرے جلا دیے کہا کہ میرے پاس پکڑ لاؤ۔ جب سامنے آیا تو پوچھا کہ یہ نالائق حرکت تو نے کیون کی۔ حجاج نے کہا مین نے تو کچھ بھی نہین کیا۔ خلیفہ نے پوچھا پھر کس نے آگ لگائی۔ کہا تو نے میرا ہاتھ تیرا ہاتھ ہے۔ میرے کوڑے تیرے کوڑے ہین۔ اگر امیر المومنین روح کو بجائے ایک غلام[٨٠] کے دو غلام اور ایک خیمہ کے دو خیمہ دیدے اور میرا عہدہ جو دیا ہے برقرار رکھے۔ تو اس امر کے لئے کوئی مانع نہین ہے۔ اس پر خلیفہ نے روح کو وہ سب مال و اسباب دیدیا جو ضائع ہوگیا تھا۔ اور اسی کے ساتھ حجاج کی قدر منزلت بھی زیادہ کردی۔ یہ پہلا ہی موقع تھا کہ حجاج نے اپنی لیاقت کا ثبوت دیا تھا۔ قتل وخونریزی اور تعذیب مین حجاج کے جو جو داستانین بیان کی جاتی ہین ایسی کبھی دیکھنا تو کیا کسی سے سنی بھی نہ ہونگی کہتے ہین۔ کہ زیاد بن ابیہ[٨١]

چاہا کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی تقلید کرے اونھین امور حزم و احتیاط فیصلہ قطعی اقامت سیاست مین اونکی چال چلے۔ لیکن پورا نہ اترا۔ حد سے بڑھ گیا حجاج نے چاہا کہ زیاد کی پیروی کرے۔ مگر اس نے مخلوق کو ہلاک و برباد ہی کر ڈالا۔

ایک مرتبہ حجاج خطبہ[9] پڑھ رہا تھا۔ اثناے کلام مین بیان کیا۔ لوگو جو چیزین خدا نے حرام کی ہین اون سے بچنے مین صبر کرنا اللہ تعالےٰ کے عذاب پر صبر کرنے سے آسان ہے۔ ایک شخص مجلس سے اٹھا۔ اور کہا حجاج تو کیا جنگلی اور بے حیا ہے۔ حجاج نے حکم دیا بیٹھ جا۔ جب منبر سے خطبہ کرکے اوترا تو اوسے بولایا۔ کہا تو نے میرے ساتھ ایسی جرأت کی۔ کہا تو تو اللہ پر جرأت کرے اور بڑا نہ سمجھے اور ہم تجھ پر جرأت کرین۔ تو تجھے برا معلوم ہو یہ تعجب کی بات ہے۔ حجاج خاموش ہو گیا اور اوسے[10] چھوڑ دیا۔

ابو الفرج بن الجوزی نے اپنی کتاب تلقیح فہوم اہل الاثر مین لکھا ہے کہ یہی فارعہ حجاج کی مان متمنیہ تمنا اور آرزو کرنے والے تھے۔ جب اوس نے آرزو کی ہے تو مغیرہ بن شعبہ کی بی بی تھی۔ اور اس کا پورا قصہ بیان کیا ہے۔ مگر ہم یہان مختصر بیان کرتے ہین۔ یہ قصہ اس طرح ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ شب کے وقت مدینہ مین گشت کر رہے تھے۔ پردہ کے اندر سے ایک عورت کا آواز آیا۔ یہ شعر پڑھ رہی تھی۔

هَلْ مِنْ سَبِيْلٍ اِلٰى خَمْرٍ فَاَشْرِبُهَا　　اَمْ مِنْ سَبِيْلٍ اِلٰى نَصْرِ بْنِ حَجَّاجٍ

کھین شراب کے ملنے کی کوئی صورت ہے کہ مین پیون یا کھین نصر بن حجاج کے ملنے کی کوئی سبیل نکل سکتی ہے

حضرت عمر نے کہا یہ کون شخص ہے کہ پردہ کے اندر سے عورتین اوسکی محبت کے گیت گاتی ہین۔ اسے تو مین اپنے ہوتے مدینہ مین رہنے نہ دونگا۔ نصر بن حجاج کو میرے پاس بولاؤ۔ جب وہ آیا تو دیکھا کہ اوس کا چہرہ نہایت خوبصورت اور بال بہت ہی خوشنما ہین۔ حضرت عمر نے کہا مین چاہتا ہون کہ تو اپنے بال کتروا دے۔ بال کتر دئے گئے۔ اس سے اوس کے دونو گال ایسے نکل آئے گویا چاند کے دو ٹکڑے ہین۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ عمامہ باندھے عمامہ باندھ لیا۔ مگر پھر بھی اوسکی آنکھین ایسی تھین کہ لوگ مفتون ہوے جاتے تھے۔ حضرت عمر نے کہا واللہ تجھے تو اوس شہر مین نہین رہنا چاہئے جہان مین رہتا ہون۔ نصر نے کہا امیر المومنین میرا کیا گناہ ہے۔ کہا تجھے میرے حکم کی تعمیل کرنا چاہئے۔ اور اوسے بصرہ کو بھیجدیا۔ یہ اوس قصہ کا خلاصہ ہے باقی کے بیان کی ضرورت نہین ہے یہ نصر حجاج بن علاط السلمی کا بیٹا تھا۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مین سے تھے۔ بعض نے یہ بھی

بیان کیا ہے کہ فارغہ ہمشیرہ نہ تھی - بلکہ حجاج کی دادی اوسکی باپ کی ماں نے تمنا کی تھی - جو قرعہ کی کنیز تھی[۱۲]

ابو احمد العسکری نے کتاب التصحیف مین لکھا ہے کہ مسلمان عبد الملک بن مروان کے زمانہ تک چالیس سال سے اوپر حضرت عثمان بن عفان کے مصحف[۱۳] کو پڑھتے رہے - مگر اعراب کے نہ ہونے سے الفاظ کچھ کے کچھ پڑہے جاتے تھے - جب یہ تصحیف عراق مین بہت پھیل گئی تو حجاج بن یوسف (جس سے اسلام کو اوس زمانے مین سب سے زیادہ مدد پہونچی) بڑا گھبرایا - اور اپنے کاتبون[۱۴] سے اس مین مشورہ کیا - اور کہا حروف مشتبہہ[۱۴] پر رفع تشبیہ کے لئے کوئی علامتین لگا دی جائین - کہتے ہین کہ نصر بن عاصم نے اس کا ذمہ لیا - اور ایک ایک دو دو نقطہ مقرر کئے اور مقامات بدل بدلکر لگا دئے - اس طرح پر لوگ چند مدت تک قرآن شریف پڑہا کئے - مگر ان نقطون کے استعمال پر بھی تصحیف واقع ہوتی رہی - دقت رفع نہ ہوئی - اس واسطے اعجام[۱۵] کا قاعدہ ایجاد کیا - اسکے بعد لوگ نقطون کے پیچھے اعجام کا استعمال کیا کرتے تھے - مگر جب کبھی اس مین کسی کلمہ کی نسبت غفلت ہو جاتی اور اوسکی تکمیل نہ ہوتی تو تصحیف اور پڑہنے مین غلطی ہوا کرتی تھی - اس دقت کے رفع کرنیکے واسطے لوگون نے بہت کوشش کی مگر جب کچھ پیش نہ گئی - تو یہی قرار دیا کہ صحیح پڑہنے کے لئے ایک دوسرے کو زبان سے سنکر بتایا کرے[۱۶] -

غرض کہ حجاج کے حالات اس کثرت سے ہین کہ اون کا بیان بہت لمبا ہے - اسی نے شہر واسط بھی آباد کیا ہے - بنا اوسکی سنہ ۸۴ھ (۷۰۳ء) مین کی اور سنہ ۸۶ھ مین ختم کر دیا - اس کا نام واسط اس وجہ سے رکہا ہے کہ وہ بصرہ اور کوفہ کے وسط مین واقع ہے - ابن الجوزی نے کتاب شذور العقود مین جسے اوس نے بہ ترتیب سنین مرتب کیا ہے لکھا ہے کہ سنہ ۸۳ھ مین یہ شہر آباد ہو گیا تھا - اور سنہ ۷۵ھ مین اوس کی ابتدا کی گئی تھی واللہ اعلم -

جب حجاج کو وفات کا وقت قریب معلوم ہوا - تو ایک منجم کو بلایا - کہا بہلا اپنے علم سے بتا تو کوئی بادشاہ بھی اس وقت مرنے والا ہے - کہا ہان مریگا - مگر وہ آپ نہین ہین - پوچھا یہ کیونکر جانا - منجم نے کہا جو شخص مرنیوالا ہے اوس کا نام کلیب ہے (کتے کا پلا) حجاج نے کہا واللہ وہ تو مین ہی ہون - میری مان مجھے کلیب کہکر پکارتی تھی - پھر جو جو وصیتین کرنا تھین کر دین -

ایک ذکر مین دوسرا ذکر یاد آجاتا ہے - یہ قول علی بن محمد بن علی الصلیحی[۱۸] داعی کے قول کے مشابہ ہے جسکا ذکر انشاء اللہ تعالے آیندہ آئیگا - علی[۱۹] یمن مین صرف ایک داعی[۲۰] تھا - پھر اوس نے تمام ملک یمن پر قبضہ کر لیا

اور وہان کے تمام ملوک کو دبا لیا تہا۔ جب تقدیر نے اس کی عمر ختم کرنا چاہی تو یہ مکہ کی طرف بارادۂ حج سنہ ۴۷۳ھ
(سنہ ۱۰۸۰ء) مین صنعا سے نکلا۔ مہجم مین پہونچکر[21] شہر سے باہر ہی ایک گانون مین ٹہیرا جس کا نام اُمّ الدُّہَیم[22]
اور چاہ اُمّ مَعْبَد (معبد کی مان کا کنوان) تھا۔ وہان سعید بن نجاح احول جس کا باپ تہامہ کا مالک تھا اور
اسی صُلَیحی نے اوسے قتل کیا اور مملکت چھین لی تھی۔ اور اوس کی اولا سعید مذکور اور اوس کے بھائی بھاگ
گئے تھے عین عالم غفلت مین چند آدمیون سے صلیحی کے خیمہ مین گہس آیا۔ صلیحی کے رفقا سمجھے کہ یہ کوئی ہمارے
ہی لشکر کے سپاہی یا خدمت گار وغیرہ ہین۔ مگر عبد اللہ بن محمد صلیحی کے بہائی نے جان لیا۔ فوراً گھوڑے
پر سوار ہوگیا۔ بہائی سے کہا صاحب اُٹھو سوار ہو جاؤ۔ واللہ یہ تو احول بن نجاح اور اوس کے آدمی ہین
جنکی نسبت کل شام زبید سے اسعد بن شہاب نے ہمین خط لکھا تھا۔ صلیحی نے کہا ذرا تسلی کرو۔ مین ایک
مقام مین مرونگا جس کا نام دُہَیم اور چاہ اُمّ مَعْبَد ہوگا۔ بیر اُم معبد سے مراد وہی بیر اُمّ مَعْبَد الخزاعیہ[23]
سے تھی۔ جہان رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت قیام فرمایا تھا
اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان مکہ کی طرف جُحفہ[24] سے
قریب ہے۔ کسی نے اوس کے اصحاب مین سے کہا۔ تو ضرور اپنی حفاظت کے واسطے تجھے لڑنا چاہئے
واللہ یہی بیر الدُّہَیم بن عیسٰی ہے اور یہی مسجد ہے جو خیمہ ام معبد بن الحارث العبسی کی جگہ بنائی گئی ہے۔ یہ
سنتے ہی اوسے اپنی زندگی سے مایوسی ہوگئی۔ یہان سے ابھی وہ ہلا بھی نہ تھا کہ وہ اور اوس کے بھائی اور
گھر کے لوگ سب قتل ہوگئے۔ سعید الاحول اوس کے لشکر اور ملک کا مالک ہوگیا۔ یہ سعید الاحول ملک
حَیَاش کا جو بڑا معزز شخص تھا بھائی تھا۔ اور باپ اوس کا نجاح ملک تھا۔ جو ملک مرجان کا غلام تھا۔ یہ ملک
مرجان بھی حُسَین بن سلامہ کا غلام تھا۔ اور حسین بھی استاد رُشد حبشی کا مولی تھا۔ یہ حسین اور اوس سے
پہلے رشد دونون یمن مین بڑے امیر اور حقیقت مین ملک کے مالک تھے۔ مگر ظاہر مین ملوک بنی زیاد کے آخری
بادشاہ کے وزیر تھے۔ جو ابو الجیش اسحاق بن ابراہیم بن محمد بن زیاد کی اولاد مین اور ابھی خرد سال تھا
اوس کا نام عبد اللہ یا ابراہیم یا زیاد تھا۔ ملوک زیاد کی دولت کا خاتمہ اسی پر ہوا۔ ایک غلام نے جس کا نام قیس
تھا۔ اور جو مرجان مذکور کا مولی تھا۔ اس سے حکومت چھین لی تھی۔ اس کا سبب اس طرح پر ہوا کہ جب اس
لڑکے کا باپ ابو الجیش مر گیا۔ تو اوسی کا مولی مرجان مذکور اور لڑکے کی پھوپھی امورات سلطنت کے متکفل
بنے تھے۔ مرجان کے دو غلام تھے۔ نجاح سعید کا باپ اور دوسرا قیس۔ مرجان کے تمام کامون کے مالک

تھے۔ قیس زبید یا دار الحکومت مین حکومت کرتا تھا۔ اور نجاح علاقہ کدرا مہجم اور دیگر علاقہ جات کا حاکم تھا
دونو یہ چاہتے تھے کہ دربار کی وزارت مجھ کو ملے۔ قیس ناانصاف وظالم تھا۔ نجاح مزاج کا نرم اور عادل تھا
قیس نے ابن زیاد کی پھوپی پر تہمت لگائی۔ کہ اوس کے برخلاف نجاح کے طرفدار ہے۔ اور مرجان سے اس
کی شکایت کی۔ اوس نے ابن زیاد اور اوس کی پھوپی دونو کو پکڑ کر قیس کو دیدیا۔ قیس نے اونھین زندہ
پھوپی بھتیجا کھڑا کر کے دیوار مین چن دیا۔ وہ اوسے خدا کا واسطہ ہی دیتے رہے۔ مگر ظالم نے ایک نہ سنی دونو مر گئے
یہ واقعہ سنہ ۴۰۷ھ (۱۰۱۶ء) کا ہے جب اسکی خبر نجاح کو پہونچی تو انتقام لینے کے واسطے اوس نے کوچ کیا
قیس سے لڑائی ہوئی۔ بہت کچھ جھگڑون کے بعد نجاح کو قیس پر فتح ہوئی۔ دربار کا مالک ہوگیا۔ باب زبید
پر ایک لڑائی مین قیس بھی مارا گیا۔ جب نجاح نے زبید کو فتح کرلیا۔ جو اس زمانہ ۴۱۲ھ مین بادشاہ کا پایہ تخت
تھا۔ تو اپنے آقا مرجان سے پوچھا تیرے اور ہمارے آقا کیا ہوئے۔ کہا وہ اس دیوار مین ہین۔ نجاح
نے وہان سے اونھین نکالا۔ اور نماز جنازہ پڑہکر ایک مقبرہ مین دفن کردیا۔ جو اوس نے ان کے واسطے
تیار کیا تھا۔ اور مرجان کو اونکی جگہ کھڑا کر کے دیوار بنوا دی جس سے وہ مر گیا۔ پھر نجاح کو دہوکہ سے ایک
لونڈی نے زہر دیکر کدرا مین مار ڈالا جسے۔ اسے صلیحی نے سنہ ۴۵۲ھ (۱۰۶۰ء) مین تحفۃً بہیجا تھا جب
نجاح مرگیا۔ تو صلیحی نے مستنصر والی مصر کو لکھا۔ کہ اوسے فاطمیین کے لئے دعوت کے اظہار کی اجازت دیجائے
مستنصر نے اس کی اجازت دیدی اس اجازت کے حاصل کرنے کے واسطے وہ نکلا تھا۔ کہ یہ واقعہ پیش آیا۔
جس کا اوپر ذکر ہوچکا ہے واللہ اعلم۔

اب ہم پھر حجّاج کے ذکر کی طرف عود کرتے ہین۔ مرض موت مین وہ یہ دونو بیتین پڑہتا تھا۔ جو
عبید بن سفیان العکلی کی تصنیف ہین۔

یا رب قد حلفَ الاعداءُ واجتهدوا ۔۔۔ ایمانہم انّنی من ساکنی النارِ

اے پروردگار دشمنون نے قسمین کہائے ہین اور اپنے قسمون پر زور دیا ہے کہ مین اون لوگون
مین سے ہون جو آتش دوزخ مین رہینگے۔

ایحلفونَ علی عمیاءَ ویحہمُ ۔۔۔ ما ظنّہم بعظیمِ العفوِ غفّارِ

کیا وہ (دل کے) اندہے ہونے سے قسمین نہین کہاتے ہین۔ افسوس اون پر وہ بہت بڑی معافی دینے والا
اور بڑا بخشش کرنے والا ہے اوس پر اونھون نے کیا خیال باندہ رکھا ہے۔

اسی وقت اوس نے ولید بن عبد الملک کو بھی ایک خط لکھا۔ اور اپنے مرض کا حال بیان کیا تھا
آخر مین یہ شعر بھی ہین۔

اذا ما لقیت اللہ عنی راضیا — فان سرور النفس فیما ھنالک

جب مین خدا کے پاس جاؤنگا جو مجھسے راضی ہوگیا تو اوس مقام پر میرے دل وجان کو خوشی ہوگی

فحسبی حیاۃ اللہ من کل میت — وحسبی بقاء اللہ من کل ھالک

(ہر ایک نے مرنے والی سے کوئی نقصان نہین) میرے لئے اللہ کا زندہ ہونا کافی ہے۔ ہر ایک ہلاک ہونے والی کے مقابلہ مین اللہ کا باقی رہنا بس ہے۔

لقد ذاق ھذا الموت من کان قبلنا — ونحن نذوق الموت من بعد ذالک

جو لوگ ہم سے پہلے تھے اونھون نے موت کا مزہ چکھا ہے۔ اون کے بعد ہم بھی ضرور موت کا مزہ چکھینگے
اوس کے پیٹ مین کچھ خارش کی بیماری ہوگئی تھی۔ طبیب کو بولایا کہ دیکھے اور کچھ علاج کرے۔ اوس نے ایک گوشت کا ٹکڑا ایک ڈور مین باندھا اور کسی طرح سے حلق کے اندر داخل کر دیا تھوڑی دیر کے بعد نکالا تو اوس مین بہت کثرت سے کیڑے لپٹے ہوے تھے۔ اس پر مزید یہ کہ اللہ تعالے نے اوس پر لرزہ کی بیماری بھی طاری کر دی تھی۔ انگیٹھیان آگ کی بھری ہوئی اوس کے گرد رکھی رہتین۔ اور اسقدر قریب کر دی جاتین تھین کہ بدن جل جل جاتا تھا۔ مگر اوسے گرمی محسوس نہ ہوتی تھی۔ جب طبیبون سے کچھ علاج نہ ہوسکا تو اوس نے حسن بصری سے اسکی شکایت کی۔ اونھون نے کہا۔ مین تو تجھے پہلے ہی منع کرتا تھا کہ صالحین سے بدسلوکی نہ کر۔ مگر تو نے نہ مانا۔ حجاج نے کہا حسن مین آپ سے یہ نہین چاہتا۔ کہ آپ اللہ تعالے سے اس سے اچھا ہونے کی دعا مانگین۔ بلکہ مین چاہتا ہون کہ جلدی سے میری جان نکل جائے اور اس کشاکشی سے چھوٹ جاؤن۔ حسن اس پر بہت شدت سے رو پڑے۔
حجاج کو یہ بیماری پندرہ روز تک ستاتی رہی۔ ماہ رمضان یا شوال ۹۵ھ (مئی یا جون ۷۱۴ء) مین مر گیا۔ عمر اوسکی ترپن۵۳ یا چون۵۴ برس کی ہوئی۔ چون ہی صحیح ہے۔ طبری نے اپنی بڑی تاریخ مین لکھا ہے۔ حجاج نے بروز جمعہ ۱۲ رمضان ۹۵ھ کو وفات پائی۔ اور لوگون نے بیان کیا ہے کہ جب حجاج کے مرنے کی خبر حسن بصری کو پہونچی تو خدا تعالے کی درگاہ مین سجدہ شکر ادا کیا۔ اور کہا اللہ تو نے جس طرح اسے مار ڈالا ہے۔ اسی طرح اوسکی سنت بھی دور کر دے۔ شہر واسط مین اوس نے وفات

پانی اور وہین دفن ہوا تھا۔ مگر بعد مین قبر زمین کے برابر کرکے اوس پر پانی کی دہار بہادی گئی ہے(۲۸)۔
ایک مرتبہ اوس نے خواب مین دیکھا کہ دونو آنکھین اوسکی نکل گئی ہین اوسکی ایک بی بی کا نام تھا ہند بنت المهلب(۲۹) بن ابی صفرة الازدی جس کے باپ کا ذکر آئندہ آئیگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ اور دوسری بی بی کا نام تھا ہند بنت اسماء بن خارجہ اوس نے اپنی دونون ہندون کو طلاق دیدی کہ اس طرح خواب کی تعبیر ہوجائیگی مگر بہت ہی جلد خبر آئی کہ اوس کا بھائی محمد یمن مین اوسی روز مرگیا جس روز کہ اوس کا بیٹا محمد یہان مرا تھا اس پر کہنے لگا۔ واللہ میرے خواب کی تعبیر اس ایک دن مین محمد اور محمد کا مرنا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پھر کہا کون شخص ایسا ہے جو میری تسلی کے واسطے کوئی شعر کہے۔ فرزدق نے اس پر یہ شعر کہے۔

ان الرزیۃ لا رزیۃ مثلہا ۔۔۔ فقدان مثل محمد و محمد

یہ مصیبت ایسی مصیبت ہے کہ اوس کا مثل نہین۔ محمد اور محمد کے سے لوگ اوس مین جاتے رہے ہین۔

ملکان قد خلت المنابر منہما ۔۔۔ اخذ الحمام علیہما بالمرصد

دونو بادشاہ تہے اونکے بعد منبر خالی پڑے ہین۔ موت اونپر تاک لگا کر آپڑے۔
حجاج کے بھائی محمد کی وفات رجب سنہ ۹۱ھ (سنہ ۷۱۰ء) کے دو چار دن گذرنے پر ہوئی تھی۔ اوسوقت وہ یمن کا والی تھا۔ ولید بن عبد الملک نے حجاج کو اوسکی تسلی کا خط لکھا حجاج نے اوس کے جواب مین لکھا کہ امیر المومنین مین اور محمد فلان سال سے بجز ایک سال کے اور کبھی نہین ملے۔ اور اوسوقت اوسکی جدائی مین مجھے امید بھی نہ تھی کہ جلد مل جائینگے۔ اب جو جدائی ہوئی ہے امید ہے کہ ہم دونو اوس مکان مین ملاقات کرینگے کہ جہان دو مومن کبھی جدا نہین ہوتے۔
مُعَتّب بضم میم و فتح عین مہملہ و تشدید و کسر تاے فوقانیہ و باے موحدہ ثقفی بفتح ثاے مثلثہ و قاف و فا ثقیف کی طرف منسوب ہے جو طائف(۳۰) مین ایک بڑا مشہور قبیلہ ہے۔

---

(۱) حارث بن کلدہ رسول اللہ صلعم کے صحابی تھے (قاموس)
(۲) ایرانیون اور عربون مین قدیم سے دشمنی چلی آئی ہے مگر عرب بہادر اور ایرانی نامرد ہوتے ہین نامردونکا کام ہے کہ گالیون اور تہمتون سے اپنا دل ٹھنڈا کرلین۔ بنی امیہ عرب تھے۔ اونھون نے دنیا مین اسلام کی حکومت پھیلائی۔ اور ایرانیونکو بھی مسلمان بنالیا۔ ایک فطرتی دین ہونے کے سبب سے اسلام کے دورہ مین یہ خوشی خوشی داخل ہوگئے۔ مگر انکی قومی دشمنی نہ گئی۔ ایرانیون نے عربون سے اپنے قومی دشمنی

اسس طرح نکالی۔ کہ خود آل علی کے طرفدار بنکر تمام اسلام کے
اچھے سے اچھے طرفداروں اور ایمانداروں کو گالیاں دینا شروع کر دین مسعودی کا مذہب شیعہ اور ایرانی
مسلمانوں کا مذہب تھا۔ اوس نے بھی حجاج کو گالیان دی ہین۔ اگرچہ مسعودی سیاح اور مورخ کے حیثیت سے
بہت بڑا شخص ہے۔ مگر جہان عربی اسلام کا جھگڑا پیش ہو وہان اوسکے روایت قابل قبول نہین ہوتی۔ یہ
روایت محض ساختہ اور جھوٹی ہے۔
(۳) ایرانی مذہب کے مطابق صحابہ رسول اللہ سے گستاخی کرنا کچھ برا نہین ہے۔ بلکہ ثواب کا کام ہے بشرطیکہ
وہ حضرت علی یا اونکی اولاد سے ملکی معاملات مین نہ مل گئے ہون اسی واسطے حارث بن کلدہ صحابی کے ساتھ
یہ گستاخی روا رکھی گئی ہے۔
(۴) ابوزرعہ روح بن زنباع الجذامی شامی ایک تابعی تھا۔ دیکھو دیباچہ ابن خلکان کا نوٹ ا لوگ اس کے
بہت بڑے عزت کرتے تھے۔ حضرت معاویہ کو اوس کے مخلوق پر دباؤ سے یہ ضرورت پڑی تھی۔ کہ اوس کے
قتل کا ارادہ کر لیا اور اوسے گرفتار بھی کر لیا تھا۔ مگر پھر کچھ خیال کر کے چھوڑ دیا۔ عبدالملک بن مروان کے
عہد خلافت مین روح بن زنباع سلطنت کا بہت بڑا آدمی تھا۔ یہہ اوس مشہور شاعرہ ہندہ کا شوہر تھا
جو نعمان کی بیٹی تھی۔ روح ۸۴ھ (۷۰۳ء) مین مرا ہے (النجوم الزاہرہ) المکین اوسے عبدالملک
بن مروان کا کاتب بتاتا ہے۔
(۵) مسٹر دی ہیمر نے ابن خلدون سے روایت بیان کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ توال کا عہدہ اول اول عباسیون
کے زمانہ مین ایجاد ہوا ہے۔ مگر یہان ابن خلکان کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بنی امیہ کے عہد
مین قائم ہو چکا تھا۔
(۶) عرب لوگ ایسے الفاظ مین اکثر باہم خطاب کیا کرتے تھے۔ اس لفظ سے کبھی تو غصہ ظاہر کیا جاتا ہے
اور کبھی نہایت درجہ کا خلا ملا اور دوستی۔
(۷) غلمان کے معنے ہین لڑکے غلام مملوک وغیرہ۔
(۸) زیاد بن ابیہ۔ زیاد اپنے باپ کا بیٹا وہ لڑکا جس کا باپ معلوم نہین یہ ابوسفیان بن حرب کا بیٹا تھا
(دیکھو تاریخ طبری و ابن اثیر جزری۔
(۹) دیکھو تذکرہ ۷۸ نوٹ ۲۔

(۱۰) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حجاج بڑا حلیم نیک سرشت اور اسلام کا سچا مطیع تھا۔

(۱۱) اگر فرض کرین کہ یہ کہانی صحیح بھی ہے تو حجاج مین اس سے کوئی دینی اور سلطنت رانی کا نقص پیدا نہین ہوسکتا۔ ابن خلکان حجاج کا دشمن نہین ہے۔ وہ نہین چاہتا ہے کہ اوسے گالیان دے۔ لیکن جس زمانہ بنی عباس مین وہ تھا اوس زمانہ مین سلطنت ا براہنون کے ہاتھ مین تھی۔ اور ایسی کہانیون کا بنانا اور ایجاد کرنا اون مین ایک دینی اور مذہبی کام سمجھا جاتا تھا ابن خلکان نے اوس زمانہ کے خیالات عامہ کا حال دکھایا ہے۔

(۱۲) دیکھو تاریخ ابوالفدا کی کتاب کا سال ۱۱

(۱۳) دیکھو تذکرہ ۱۰ اکا نوٹ ۷

(۱۴) لفظ حرف کی جمع حروف اہل تجوید کے نزدیک چند حرفون کے مجموعہ یا لفظ کو کہتے ہین جو کسی طرح سے پڑھے جا سکتے ہین

(۱۵) اعجام کہتے ہین ایک شکل کے حروف پر اس طرح نقطہ لگانا کہ اون مین باہم تمیز ہو جاے۔

(۱۶) یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ علی العموم یہ خوب مشہور ہے کہ آجکل جو اعراب قرآن مین لگائے جاتی ہین۔ ان کا موجد خلیل بن احمد ہے جو دوسری صدی ہجری مین مرا ہے۔ یہ اعراب اُن اعراب سے بالکل مختلف ہین جنہین ظالم الدولی نے (دیکھو اوسکی سوانح عمری) اور حجاج کی کاتبون نے ایجاد کیا ہے۔ حجاج کے کاتبون نے جو نقطون کا طرز ایجاد کیا تھا اوسکی صورت مسٹر ڈی ساسی نے اپنے گرامر مین دکھای ہے۔

(۱۷) دیکھو تذکرہ ۱۰ اکا نوٹ ۹

(۱۸) دیکھو تذکرہ ۲۵۷

(۱۹) ابن خلکان نے یہ کہانی دوبارہ لکھی ہے۔ اسی کہانی کو اوس نے علی الصلیحی کے بیان مین کسیقدر فرق کے ساتھ لکھدیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن خلکان کا مقصد یہان بالکل بے موقعہ بیان کرنے سے یہ ہوگا کہ اوس سے کسی قدر گھٹا دے۔

(۲۰) آیندہ کے واقعات کو ابوالفدا کے تاریخ مین ۲۹ھ و ۲۱۲ھ مین بھی دیکھنا چاہیئے۔ اوس مین اور اس مقام کے بیان مین کچھ فرق ملیگا۔

(۲۱) شہر مہجم زبید سے شمال مشرق کو تین منزل پر اور صنا سے چند منزل پر واقع ہے (کتاب ابوالفدا)

(۲۲) اُمِّ الدُّہَیم کو کبھی کبھی اُمِّ الدُّہَیم بھی لکھکر بولتے ہین۔

(۲۳) رسول اللہ اور حضرت ابو بکر جس وقت مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ چلے ہیں تو راستہ میں ام معبد عاتکہ کے خیمہ میں ٹہرے اور اوس سے کہانے کو مانگا تھا۔ مگر اوس کے پاس کہانے کو کچھ نہ تھا۔ لیکن خیمہ میں ایک بکری نظر آگئی اوسکو دوہا تو بہت دودہ نکل آیا (النویری)

(۲۴) جحفہ مکہ معظمہ کے شمال میں ساحل کی جانب ایک مقام ہے جہاں شام کے حاجی اکثر احرام باندہا کرتے ہیں (کتاب الارشاد مشکوۃ المصابیح)

(۲۵) استاذ جو حرم اور معلموں کا خطاب ہوا کرتا تھا۔ جو شاہزادوں کو تعلیم دیا کرتے تہے۔

(۲۶) حضرۃ کے لفظی معنے حاضر ہونے کے ہیں۔

(۲۷) لفظی ترجمہ جو ہوا اوس سے جو کچھ ہوا۔

(۲۸) ابن خلکان کا دستور ہے کہ جس کسی کے مرنے کا ذکر کرتا ہے اوسکے بعد رحمہ اللہ تعالے کے لفظ ضرور لکہتا ہے۔ مگر اس حجاج کے مرنے پر جو یہاں رحمہ اللہ تعالے کا لفظ اوس نے اپنے قاعدہ کے خلاف نہیں لکھا ہے۔ نہ معلوم کہ یہ مصنف کا بخل ہے یا کاتبوں کا۔ بہر حال یہ اللہ کے رحمت کا اون سے زیادہ مستحق ہے جو اسکے مخالف ہیں۔ کیونکہ اسلام کو جو مدد اس سے پہونچی ہے اوس کے مخالفوں سے اوس کا عشر عشیر بھی نہ ہو سکا۔ بلکہ ان میں سے اکثروں نے اوسے خراب ہی کیا ہے اور بس۔

(۲۹) دیکھو تذکرہ ۱۲۵

(۳۰) طائف ایک مشہور مقام ہے جو مکہ معظمہ سے جنوب مشرق میں واقع ہے۔

۱۴۵ ابو عبد اللہ حارث بن اسد المحاسبی بصری الاصل

مشہور زاہد صاحب حقیقت اور علوم ظاہری و باطنی کا مجمع تھا۔ اوس نے زہد اور اصول میں کتابیں لکھی ہیں۔ کتاب الرعایۃ (تصوف میں) اوسی کی ہے۔ باپ سے اوسے میراث میں ستر ہزار درہم ملے تھے۔ مگر ایک حبہ نہ لیا۔ کہتے ہیں اوس کا سبب تھا کہ اس کا باپ قدریہ تھا۔ اوس نے تورع کی وجہ سے میراث نہ لی۔ اور کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک صحیح روایت میں آیا ہے کہ مختلف دین و مذہب والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے۔ اسی وجہ سے جب وہ مرا ہے ایک ایک درہم کو محتاج تھا۔ کہتے ہیں کہ جب کبھی وہ ایسے طعام کی طرف ہاتھ بڑہاتا جس میں کچھ شبہ ہوتا تو اوسکی اونگلی میں کی ایک رگ پھڑک اٹھتی

اور کھانا چھوڑ دیتا تھا۔ کسی نے پوچھا اوس سے عقل کیا شئے ہے کہا سرشت انسانی کا ایک نور ہے جو تجربہ سے بڑھتا اور علم و حلم سے قوت پکڑتا ہے۔ یہ بھی اوسی کا قول تھا تین چیزین عالم مین مفقود ہین۔ حسن صورت جو برقرار رہے چکنی چپڑی باتین تین ایمانداری کے ساتھہ دوستی جس مین وفاداری بھی ہو۔ سنہ ۲۴۳ھ (۸۵۷ع) مین اوس نے وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالے۔

محاسبی۔ بضم میم و حاے مہملہ و سین مہملہ و باے موحدہ۔ سمعانی کہتا ہے اسکو محاسبی اس لئے کہتے تھے کہ وہ اپنے نفس سے اپنے اعمال کا حساب لیا کرتا تھا۔ اور یہ بھی اوس نے بیان کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اوسے اچھا نہین سمجھتے تھے۔ کیونکہ وہ علم کلام کی تحقیق کرتا۔ اور اسی مین کتابین لکھتا تھا اوسے اپنے پاس سے نکالدیا تھا شرم کے سبب سے تمام لوگون سے وہ چھپ رہا تھا۔ جب مرا ہے تو اوس کے جنازہ پر صرف چار آدمی نے نماز پڑھی اور کوئی نہ تھا۔ جنید بن محمد اور اوس سے جو جو قصے ہوے ہین وہ مشہور(۳) ہین رضی اللہ عنہما۔

(۱) صاحب حقیقت سے مراد صوفی سے ہے۔ دیکھو تذکرہ ۱۴۰ کا نوٹ ۳

(۲) علم باطن سے مراد علم تصوف ہے اور علم ظاہر سے مراد شریعت ہے۔

(۳) یہ کہانیاں مجھے کسی کتاب مین نہین ملین۔ انگریزی مترجم لکھتا ہے کہ شاید یہ کہانیاں حلیۃ الاولیاء مین ہون۔ جس کا ایک نسخہ جو میرے پاس ہے ناتمام ہے۔

۱۴۶ ابو فراس حارث بن ابی العلا سعید بن حمدان بن حمدون الحمدانی

ناصر الدولہ(۱) اور سیف الدولہ(۲) فرزندان حمدان کے چچا کا بیٹا تھا۔ جن کا تتمہ نسب ان دونون کے ذکر مین آئندہ آئیگا۔ ثعالبی اوس کے وصف مین کہتا ہے کہ فضل و ادب مجد و کرم فصاحت و بلاغت شجاعت و شہسواری مین وہ اپنے عہد کا یکتا اور اپنے زمانہ کا آفتاب تھا۔ اوس کے اشعار مخلوق مین مشہور ہین حسن و جودت کے ساتھ سہولت و پختگی نزاکت بلند خیالی شیرینی عجب لطف دکھاتی ہے۔ ذکاوت طبع ظرف عالی اور شاہی خاندان کی عزت بھی اوسکے ساتھ تھی بجز عبد اللہ ابن المعتز کے اس سے قبل اور کسی شاعر مین یہ اوصاف مجتمع نہین ہوے۔ مگر اہل سنت و نقادان کلام کے نزدیک یہ ابو فراس اوس سے شعر و سخن مین بڑھ کر تھا۔ صاحب بن عباد کہا کرتا تھا کہ شعر و سخن شاہی خاندان سے شروع ہوا اور شاہی

خاندان پر ہی ختم ہوا یعنی امرالقیس سے شروع ہوا اور ابو فراس پر تمام ہوا۔ متنبی بھی اوسکی فضیلت کا قائل تھا اپنے کو اوس سے بچاتا نہ تو اوس سے مقابلہ کرتا اور نہ اوس کے پاس پھٹکتا تھا۔ متنبی نے اوسکی مدح نہین کی حالانکہ آل حمدان کے اوس سے کمتر درجہ کے لوگون کی ستائش مین قصائد لکھے۔ اوسکی وجہ یہی تھی کہ وہ اوس کے اجلال کو مانتا اور عظمت و شان کو جانتا تھا۔ یہ نہ تھا کہ وہ اوس سے غافل تھا یا اوسے ذلیل سمجھتا تھا۔ سیف الدولہ ابو فراس کی لیاقت کو نہایت پسند کرتا۔ اور اوس کے تمام قوم سے اوس کا اکرام زیادہ کرتا تھا۔ غزوات مین اوسے اپنے ساتھ رکھتا۔ اور صوبہ جات پر اوسے اپنا نائب مقرر کیا کرتا تھا۔

رومی لوگ اوسے ایک لڑائی مین گرفتار کر لے گئے تھے۔ ایک تیر کا زخم اوس کی ران مین آگیا اور تیر کی نوک ٹوٹ کر اندر رہ گئی تھی۔ رومی اوسے پہلے تو خرشنہ کو لے گئے پھر قسطنطنیہ مین جا کر قید کر رکھا تھا یہ واقعہ ۳۴۸ھ (۹۵۹ء) کا ہے۔ سیف الدولہ نے اوسے ۳۵۵ھ مین فدیہ دیکر چھوڑا لیا۔ یہ روایت ابو الحسن علی بن الزرّاد الدیلمی کی ہے۔ مورخین نے اس روایت کو غلط بتایا ہے اور کہا ہے کہ ابو فراس دو مرتبہ قید ہوا ہے۔ اوّل مرتبہ مغارۃ الکحل کے مقام پر ۳۴۸ھ مین گرفتار ہوا تھا۔ اس وقت اوسے خرشنہ[۵] سے آگے وہ نہین لے گئے جو ملک روم (ایشیاے کوچک) مین قلعہ ہے۔ دریاے فرات اوس کے نیچے بہتا ہے۔ کہتے ہین کہ اس قلعہ مین وہ گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور ایڑ مار کر قلعہ کے اوپر سے دریاے فرات مین کود پڑا۔ واللہ اعلم۔ دوسری مرتبہ رومیون نے اوسے منبج مین شوال ۳۵۱ھ (نومبر ۹۶۲ء) مین پکڑ لیا تھا۔ اور قسطنطنیہ لے گئے تھے۔ چار برس وہان قید رہا۔ زمانہ گرفتاری مین اوس نے بہت شعر کہے ہین جو اوس کے دیوان مین موجود ہین۔ شہر منبج (سیف الدولہ کی طرف سے) اوسکی جاگیر مین تھا اوس کے اشعار مین سے یہ شعر ہین۔

قد کنتَ عُدّتیَ التی اَسطو بِها ۔۔۔ ویدی اِذا اشتدَّ الزمانُ وساعدی

تو ہی ہے جس سے مجھے ایسا ساز و سامان ملا ہے کہ مجکو سطوت و غلبہ ہے اور زمانہ کی سختی کے وقت تو ہی میرا ہاتھ اور میرا بازو ہے۔

فرُمیتُ منکَ بِضدِّ ما اَمَّلتُہٗ ۔۔۔ والمرءُ یَشرقُ بالزلالِ البارِدِ

(لیکن) جو کچھ تجھ سے ظہور مین آیا وہ اوس کے خلاف تھا جس کی مین نے امید کی تھی۔ آدمی کو شیرین

وسرور پانی سے آنکھیں بند کر لیا کرتے ہے۔

فصرت كأني التقي لسره　　　أغضي على المقتضى بالوالدين

اس پر مین نے صبر کیا جیسے کوئی پرہیزگار لڑکا اپنے نیک مزاجی کے باعث باپ کے مارنے کے رنج پر خاموش ہو جاتا ہے۔ (٢)

یہ بھی اوسی کے ہین۔

أساء فزادته الإساءة حظوة　　　حبيب على ما كان منه حبيب

اوس نے بدی کی ہے مگر اوسکی برائی نے اور بھی اوسکے ساتھ دوست کا شوق اور بھی زیادہ کر دیا کیونکہ اوس سے جو کچھ ظہور مین آیا کرتا ہے اوس پر بھی وہ محبوب ہی ہے۔

يعد علي الواشيان ذنوبه　　　ومن أين للوجه الجميل ذنوب

غماز اور چغلخور اوسکے برائیان میرے روبرو شمار کرتے ہین۔ بہلا کہین خوبصورت چہرہ والون مین بھی کہین برائیان اور گناہ ہوا کرتے ہین۔

یہ بھی اوسی کے ہین۔

سكرت من لحظه لا من مدامه　　　ومال بالنوم عن عيني تمايله

مجکو اوس کے نظارہ سے نہ اوس کے شراب سے نشہ چڑھ گیا ہے اور میرے آنکھ سے اوسکی خرام ناز نے نیند کھو دی ہے۔

فما السلاف دهتني بل سوالفه　　　ولا الشمول ازدهتني بل شمائله

مجکو مے انگوری نے نہین بلکہ اوسکے گردن کے کرشمہ نے دبا لیا ہے۔ شراب نے نہین بلکہ اوسکی سرشت نے مغلوب کر لیا ہے۔

ألوى بعزمي أصداغ لوين له　　　وغال قلبي بما تحوي غلائله

جب اوسکے رخسارہ پھر گئے تو میرا عزم و استقلال جاتا رہا۔ اور اوسکے نیچے کے کرتے جس چیز کو ڈہانکے ہوے ہین اوس نے میرا دل توڑ ڈالا ہے۔ (٣)

غرض شعر و سخن مین وہ بہت اچھا تھا۔ ایک لڑائی مین ۳۵۷ھ (۹۶۷ء) مین مارا گیا۔ جو اوس سے اور اس کے خاندان کے غلامون سے ہوئی تھی۔ اوس کے دیوان مین یہ اشعار مین سے

لکھے دیکھے ہین جن مین اوس نے اپنی وفات کے وقت اپنی دختر کو مخاطب کیا ہے۔

أَبُنَيَّتِي لا تَجزَعِي — كُلُّ الأَنامِ إِلى ذَهاب

او بیٹی گھبرا نهین۔ تمام مخلوق کو یہان سے (ایک دن) جانا ہے۔

نُوحِي عَلَيَّ بِحَسرَةٍ — مِن خَلفِ سِترِكِ وَالحِجاب

مجھ پر گریہ وزاری کر افسوس و حسرت سے۔ اور اپنے نقاب اور پردہ کے پیچھے ہی رو۔

قُولِي إِذا كَلَّمتِنِي — فَعَيِيتُ عَن رَدِّ الجَواب

جب مجھ سے بات کرے تو تو بات کر۔ مین تو جواب دینے سے مجبور ہو گیا ہون۔

زَينُ الشَبابِ أَبو فِرا — سٍ لَم يُمَتَّع بِالشَباب

ابو فراس جو جوانی کی زینت تھا اوس نے جوانی سے پورا فائدہ نہ اوٹھایا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مارا نهین گیا بلکہ وہ زخمی ہوا ہوا اور کچھ روز کے بعد اوسی زخم سے مرا ہو۔ ابن خالویہ کہتا ہے کہ جب سیف الدولہ مر گیا تو ابو فراس نے چاہا کہ حمص پر قبضہ کرے یہ خبر ابو المعالی ابن سیف الدولہ اور قرغویہ اوسکے باپ کے غلام کو پہونچی۔ ابو المعالی نے ابو فراس کے دفعیہ کو فوج بھیجی۔ اس فوج نے اوسے پکڑ کر خوب پیٹا۔ جس سے راستے مین وہ مر گیا۔ بعض تعلیقون مین مین نے یہ بھی لکھا دیکھا ہے کہ ابو فراس بروز چہارشنبہ ۸۔ ربیع الآخر ۳۵۷ھ (مارچ ۹۶۸ء) ایک گاؤن مین مارا گیا جس کا نام صدد مشہور ہے۔ ثابت بن سنان الصابی نے اپنی تاریخ مین ذکر کیا ہے کہ بروز شنبہ ۲ جمادی الاولی ۳۵۷ھ کو جب کہ وہ حمص مین رہتا تھا اوس سے اور ابو المعالی بن سیف الدولہ سے لڑائی ہوئی۔ ابو المعالی کی فتح ہوئی۔ ابو فراس لڑائی مین مارا گیا۔ سر کاٹ لیا گیا۔ دھڑ میدان جنگ مین پڑا رہا۔ کہین ایک اعرابی کا اودھر گزر ہوا تو اوس نے کفن دیکر اوسے دفن کر دیا۔ ثابت کے سوا اورون نے لکھا ہے۔ کہ ابو فراس ابو المعالی کا ماموں ہوتا تھا۔ جب اوسکی مان سخینہ نے اوسکے مرنے کا حال سنا تو اپنی ایک آنکھ نکال ڈالی۔ بعض کہتے ہین کہ اوس نے اپنا منہ پیٹ لیا جس سے اوسکی ایک آنکھ نکل پڑی۔ یہ بھی کہتے ہین۔ کہ جب قرغویہ نے اوسے قتل کیا تو اوسکی ابو المعالی کو خبر بھی نہ تھی۔ لیکن جب اوسے معلوم ہوا تو نہایت رنج ہوا۔ یہ بھی کہتے ہین کہ اوسکی پیدائش ۳۲۰ھ (۹۳۲ء) مین یا ۳۲۱ھ[10] مین ہوئی واللہ اعلم۔

اس کا باپ سعید رجب ۲۲۳ھ مین بمقام موصل اوس کے بھائی کے بیٹے ناصر الدولہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ ناصر الدولہ نے اوس کے خوطہ استقدر رو اسے تھے کہ آخر کار جان نکل گئی۔ اس واقعہ کا بیان تو بہت بڑا ہے مگر ماحصل یہ ہے کہ خلیفہ راضی باللہ نے موصل اور دیار ربیعہ کی حکومت اوسے مخفی طور پر دی تھی یہ صرف پچاس غلام لیکر وہان گیا۔ ناصر الدولہ نے جو اتنے ہی اوسے گرفتار کر لیا اور مار ڈالا۔ راضی کو سخت رنج ہوا رحمہ اللہ تعالیٰ خرشنہ بفتح خاے معجمہ و سکون راے مہملہ و فتح شین مثلثہ و نون شام کے ملک مین ساحل بحر پر رومیون کا ایک شہر ہے قسطنطنیہ بضم القاف و سکون سین مہملہ و فتح طاے مہملہ و سکون نون و کسر طاے مہملہ و سکون یاے تحتانیہ و نون روم کا ایک مشہور شہر ہے جسے قسطنطین نے آباد کیا تھا جو ملوک روم مین سب سے اول عیسائی ہوا ہے۔

---

(۱) دیکھو تذکرہ ۱۶۷۔

(۲) دیکھو تذکرہ ۴۵۴۔

(۳) دیکھو کتاب یتیمہ۔

(۴) لفظی ترجمہ اوس کے جانب کو۔

(۵) ایشیاے کوچک مین ایک علاقہ کا نام ہے۔

(۶) معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشعار ابو فراس نے لکھکر قسطنطنیہ سے جہان وہ قید تھا سیف الدولہ کو بھیجے ہونگی

(۷) ان عربی اشعار مین جو ضمائر کہ معشوق کی طرف پھرتے ہین وہ مذکر ہین۔ بنی عباس کے زمانہ مین جو عربی شاعری ہوا کرتی ہے وہ ایرانی اور فارسی خیالات مین ڈوبی ہوتی تھی۔ ایرانی شعرا اظہار شوق مین عورتون کو چھوڑ کر لڑکون سے خطاب کرتے ہین۔ اور اسی واسطے جو لوگ فارسی شاعری مین توغل کرتے ہین شعر و سخن مین زیادہ مشغول رہتے ہین اون مین اکثر اخلاقی خرابیان بھی دیکھنے مین آتی ہین

(۸) ان عربی اشعار مین جیسے خوبصورت و لطف انگیز الفاظ دیے گئے ہین اونکا لطف ترجمہ مین نہین رہا ہے۔

(۹) جب کوئی استاد طالب علمون کے درس کے وقت الفاظ اور مضامین کے تشریح کرتا اور طالب علم ادسکو قلم بند کر لیا کرتے تھے تو ایسے حواشی کو تعلیقہ کہا کرتے تھے۔

(۱۰) فرینگ نے بھی ابو فراس کے کچھ حالات لکھے ہین یتیمہ مین بھی اوس کے اشعار کچھ دیئے گئے ہین اوس کے طردیہ شکار کے اور نیز رومیہ اشعار بہت اچھے شمار کیے جاتے ہین رومیہ اشعار وہ ہین جو اوس نے

اوس زمانہ مین لکھے ہین جب وہ قسطنطنیہ مین قید تھا۔ ان اشعار مین اوس نے گردش روزگار کی بہت شکایتین کی ہین۔ اور سیف الدولہ سے فدیہ دیکر اپنے خلاص مین کوشش کرنے کے لئے بہت منت و سماجت کی ہے۔ سیف الدولہ کو ابو فراس کے چھوڑانے کا کچھ زیادہ خیال نہ تھا۔ اس بنا سے اس نے ان اشعار مین اوسکو برانگیختہ کرنے کے لئے کوشش کی ہے۔

(۱) پہلے خرشنہ کو دریاے فرات کے کنارہ بتایا ہے۔ اور پھر یہان اوسے ساحل بحر پر لکھا ہے یہہ علانیہ غلطی ہے۔

۱۴۷ ابو عبد اللہ حرملہ بن یحیٰی بن عبد اللہ بن حرملہ بن عمران بن قراد مولی سلمۃ بن مخرمۃ التجیبی الزمیلی

مصر کا رہنے والا[۱] اور امام شافعی کا شاگرد تھا۔ شافعی کے دوسرے شاگرد اکثر اس کے پاس آتے اور فائدہ اٹھاتے تھے۔ وہ حدیث کا حافظ تھا اور مبسوط[۲] اور مختصر دو کتابین اوسی کی تصنیف سے ہین۔ مسلم بن الحجاج اپنی صحیح مین اوس سے روایت کرتا اور بار بار اوس کا ذکر کرتا ہے سنہ ۱۶۶ھ (سنہ ۷۸۲ء) مین پیدا ہوا ہے مصر مین شب پنجشنبہ ۱۲ شوال سنہ ۲۴۳ھ (فروری سنہ ۸۵۸ء) یا سنہ ۲۴۴ھ مین مر گیا۔ رحمہ اللہ تعالے۔

تجیبی بضم تاے فوقانیہ و کسر جیم و سکون یاے تحتانیہ و باے موحدہ تجیب کی طرف منسوب ہے۔ جو ایک عورت کا نام ہے۔ یہ لوگ اوسی کی اولاد مین ہین۔ قُراد بضم قاف و فتح راے مہملہ و الف و دال مہملہ زُمیلی بضم زاے معجمہ و فتح میم و سکون یاے تحتانیہ و لام زُمیل کی طرف منسوب ہے جو قبیلہ تجیب کا ایک بطن ہے۔

حرملہ بن عمران حرملہ مذکور کا دادا صفر سنہ ۱۶۰ھ (سنہ ۷۷۶ء) مین مرا۔ اور سنہ ۹۹ھ (سنہ ۷۱۷ء) مین پیدا ہوا تھا۔ رحمہ اللہ تعالے۔

(۱) یافعی نے اوسکی کنیت ابو حفص بتائی ہے۔

(۲) حدیث کی یہ ایک مشہور کتاب ہے۔

۱۴۹ ابو سعید حسن بن ابی الحسن یسار البصری

سادات تابعین اور کبرائے قوم سے تھا۔ علم و زہد و ورع و عبادت کے کل باتین اوس مین جمع تھین
اوس کا باپ زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کا مولی تھا۔ مان کا نام خیرہ(۳) تھا جو بی بی ام سلمہ
زوجہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ لونڈی تھی جب خیرہ کہین کام پر جاتی اور حسن رونا
بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنی پستان اوسے دیکر اوس وقت تک بہلاتی رہتین جب تک کہ اوسکی مان نہ
آجاتی اون کے پستان سے دودھ نکلتا اور حسن پی لیا کرتا۔ لوگ کہتے ہین کہ یہ حکمت و فصاحت جو حسن
بصری کو حاصل تھی اونھین کے دودھ کی برکت(۴) سے تھی۔

ابو عمرو بن العلا کہتا ہے کہ مین نے کسی کو حسن بصری اور حجاج بن یوسف الثقفی سے فصاحت
مین بڑھکر نہین دیکھا۔ کسی نے پوچھا کہ ان دونون مین کون افصح تھا۔ کہا حسن۔ حسن نے وادی القری
مین پرورش پائی تھی۔ بصرہ والون مین سب سے زیادہ جمیل و حسین تھا۔ مگر جب سے کہ وہ سواری پر
سے گر پڑا تھا(۱) اوسکی ناک مین نقص آگیا۔ اصمعی اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ حسن کی کلائی سے مین نے کسیکی
کلائی چوڑی نہ دیکھی۔ اوسکی کلائی کی چوڑائی ایک بالشت تھی وہ کہا کرتا تھا موت کے آنے مین حالانکہ
پورا یقین ہے کچھ بھی شک نہین مگر مین نے اوس سے بڑھکر شک کے قریب اور بے یقین کسی
چیز کو نہ پایا۔

جب عمر بن ہبیرۃ الفزاری عراق پر والی مقرر ہوا اور خراسان بھی اوسکے حوالہ کیا گیا۔ یہ زمانہ
یزید بن عبد الملک کی خلافت کا تھا۔ تو اوس نے حسن بصری محمد بن سیرین اور شعبی کو سنہ ۱۰۳ھ
(سنہ ۷۲۱ء) مین طلب کیا۔ اور کہا یزید خلیفۃ اللہ ہے۔ اللہ تعالے نے اوسے اپنے خاندان پر خلیفہ
مقرر کیا ہے اور اون سے اوسکی اطاعت کا میثاق لیا ہے۔ اور اوس نے ہم سے اپنے
احکام کے سننے اور اطاعت کرنے کا عہد کرایا ہے اور مجھے اوس عہدہ پر مقرر کیا ہے جو تم جانتے
ہو۔ وہ مجکو اپنے احکام لکھا کرتا ہے۔ بتاؤ کہ اونکی تعمیل کرنا مجھے ضرور ہے یا نہین۔ یہ سنکر ابن
سیرین اور شعبی دونون نے تقیہ کی باتین کین۔ ابن ہبیرہ نے کہا حسن تو کیا کہتا ہے۔ حسن نے
کہا۔ ابن ہبیرہ یزید کے معاملہ مین خدا سے ڈر۔ مگر اللہ تعالے کے معاملہ مین یزید سے مت ڈر۔ اللہ
تو تجھے یزید سے بچا سکتا ہے۔ لیکن یزید اللہ تعالے سے نہین بچا سکتا۔ قریب ہے کہ خدا

تعالے اپنا ایک فرشتہ بھیجکر تجھے تخت سے اتارے اور قصر شاہی سے نکال کر تنگنائے قبر مین داخل کرے اوس وقت تجھے تیرے اعمال کے سوا کوئی نجات نہین دلا سکتا۔ ابن ہبیرہ اگر تو اللہ تعالے کی نافرمانی کرے تو یاد رکھ کہ اللہ تعالے نے یہ سلطنت اپنے دین اور اپنے بندون کی نصرت کے لئے دی ہے۔ اللہ تعالے کی دی ہوئی سلطنت سے خدا تعالے کے دین اور اوس کے بندون کو ہت خراب کر۔ معصیت خالق مین مخلوق کی طاعت جائز نہین۔ اس کے بعد ہبیرہ نے ان سب کو انعام دیا۔ مگر حسن کو باقیون سے دوچند دیا۔ اس پر شعبی نے ابن سیرین سے کہا۔ ہم نے اوسے ناکارہ جواب دیا تھا۔ اوس نے بھی ہمین گھٹیل انعام دیا۔ ایک مرتبہ حسن نے ایک خوبصورت مرد دیکھا جسکی شکل بہت اچھی معلوم ہوتی تھی۔ پوچھا یہ کون ہے۔ کسی نے کہا بادشاہون کا مسخرہ ہے۔ وہ اوسے بہت پسند کرتے ہین۔ کہا سبحان اللہ[۹] مین نے اس کے سوا ایسا کوئی شخص نہ دیکھا جس نے دنیا اوس شئے سے طلب کی ہو جو اوس کے مشابہ ہے[۹]۔ حسن کی مان (پیشہ کے طور پر) عورتون کا قصہ کہانی سنایا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ حسن جو اوس کے پاس گئے۔ دیکھا تو اوس کے ہاتھ مین پیاز کی ایک گانٹھ ہے اوسے کہا رہی ہے۔ کہا امان اس خبیث چیز کو ہاتھ سے پھینک دے۔ مان نے کہا بیٹا تو بہت بوڑھا ہوگیا اور سٹھیا گیا ہے۔ حسن نے کہا۔ امان بھلا بتاؤ تو مین عمر مین زیادہ ہون یا تم۔ غرض حسن کی باتین اکثر حکمت آمیز اور پُر بلاغت ہوا کرتی تھین۔ اوس کا کلام فائدہ سے خالی نہین ہوتا تھا۔

اس کا باپ میسان[۱۰] کے اسیرون مین آیا تھا۔ جو عراق کا ایک خطہ ہے۔ حضرت عمر کی خلافت کے ابھی دو سال باقی تھے کہ حسن مدینہ مین پیدا ہوا۔ کہتے ہین کہ وہ غلامی کے ہی حالت مین پیدا ہوا تھا۔ اور بصرہ مین یکم رجب سنہ ۱۱۰ھ (اکتوبر ۲۸ ۷۲ء) کو مرا۔ اس کا جنازہ نہایت مشہور ہے۔ حمید الطویل[۹] نے بیان کیا ہے کہ حسن نے پنجشنبہ کی شام کو وفات پائی۔ جب جمعہ کی صبح ہوئی تو ہم اوس کے غسل سے فارغ ہوکر بعد نماز جمعہ لے گئے۔ اور جاکر دفن کر دیا۔ تمام لوگ اوس کے جنازہ کے ساتھ گئے تھے۔ اور اوس مین ایسے مشغول ہوے تھے کہ جامع مسجد مین عصر کی نماز اوس روز نہوئی۔ جب سے کہ اسلام وہان آیا تھا اوسوقت سے میرے نزدیک ایسا کبھی نہین ہوا تھا۔ لوگ جنازہ کے ساتھ سب چلے گئے تھے ایک آدمی بھی باقی نہ رہا تھا جو عصر کی نماز مسجد مین پڑھتا۔ مرتے وقت حسن پر غشی چھاگئی۔ پھر کچھ افاقہ ہوا۔ تو کہا کہ تم نے مجھے جگا دیا۔ مین تو جنتون اور نہرون کی اور مقام کریم کے لطف اوٹھا رہا تھا۔ حسن کے

وسنے سے پہلے ایک شخص نے ابن سیرین سے کہا مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ مسجد کی اچھی سنگریزی کو ایک پرندہ اوڑا لے گیا ہے۔ کہا اگر تیرا خواب سچ ہے تو حسن مر جائیگا۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد معلوم ہوا۔ کہ حسن مر گیا۔ ابن سیرین حسن کے جنازہ پر نہ آیا تھا۔ دونون مین کچھ شکر رنجی تھی۔ اس کے بعد سو دن پیچھے وہ بھی مر گیا چنانچہ اپنے موقع پر اوس کا بھی ذکر آئیگا انشاء اللہ تعالے۔

میسان بفتح میم و سکون یاے تحتانیہ و فتح سین مہملہ و اٰخر نون سمعانی کہتا ہے بصرہ کے اضلاع مین ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔

(۱) دیکھو دیباچہ ابن خلکان نوٹ ۱

(۲) ابوسعید زید بن ثابت الضحاک الانصاری قبیلہ خزرج اور مدینہ کا رہنے والا تھا۔ مدینہ مین ہی اوس کا ۵۴ھ (۶۷۳ یا ۶۷۴ء) مین انتقال ہوا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ تم صحابہ مین معاملات اور قانون وراثت کے جاننے والون مین سب سے زیادہ عالم زید ہے۔ شعبی کہتا ہے کہ ابن عباس نے ایک مرتبہ زید بن ثابت کے رکاب پکڑ لی۔ اس پر زید بن ثابت نے کہا کہ آپ پیغمبر کے رشتہ دار ہوکر ایسا کیون کرتے ہین۔ ابن عباس نے کہا کہ علما کے ساتھ تعظیم کے واسطے کرتے ہین۔ خلیفہ عمر اور عثمان دونو کا خیال تھا کہ علم قضا فقہ اور فرائض مین اور قاریان قرآن مین کوئی ان کا ثانی نھین ہے۔ بعض بڑے بڑے تابعین نے اون سے علم حاصل کیا ہے۔ زید بن ثابت کاتبین قرآن سے بھی ہین۔ وحی آتی تو قرآن کی آیتین لکھ لیا کرتے تھے۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر اور عمر کے خلافت مین بھی تحریر کا کام کرتے رہے ہین جب حضرت عمر حج کو تشریف لے گئے اور ایسے ہی حضرت عثمان جب مکہ معظمہ گئے تو مدینہ مین ان کو اپنا قائم مقام کر گئے تھے۔ حضرت عثمان کے زمانہ مین بیت المال کے کلید انھین کے سپرد رہا کرتے تھے۔ بہت سے صحابہ اور تابعین نے حدیث کے زید سے روایت کی ہے (طبقات الفقہا)

(۳) انگریزی ترجمہ حیرہ بجاے حلی لکھا ہے مگر میرے عربی نسخہ مین حیرہ ہے۔

(۴) یہان صرف یہی معجزہ نھین ماننا پڑتا ہے کہ اونکو دودہ کی برکت سے یہ کمال حاصل ہوا۔ بلکہ یہ بھی ماننا پڑتا ہے۔ کہ عورتون کے پستان سے باوجود لاولد نہ ہونے کے بھی دودہ نکلا کرتا ہے۔ جو بالکل خلاف فطرت ہے۔ کیونکہ بی بی ام سلمہ کی کوئی اولاد نھین ہوئی تھی۔

(۵) وادی القری ایک مشہور وادی جس کا شعرا اکثر ذکر کیا کرتے ہین کچھ فاصلہ پر مدینہ سے شمال کو

واقع ہے۔

(۶) دیکھو تذکرہ ۵۳۷۔

(۷) آج کل حسن بصری کی جو عزت کیجاتی ہے اس کا اصلی سبب یہی ہے کہ وہ بنی امیہ کے طرفدار اور عمر بن ... کے مخالف تھے۔ مگر دیکھیے باوجود قدرت وسلطنت کے بنی امیہ اپنے مخالفوں سے کس قدر حلم اور انسانیت کے ... کرتے تھے۔ اس سخت مخالفت پر بھی اون کو انعام واکرام اور وظائف ہمیشہ دیتے اور اون کی پرورش کرتے ہی رہتے تھے۔

(۸) ترجمہ لفظی۔ اس کا باپ خدا کے لئے جس سے تعجب کا اظہار کیا کرتے ہین۔

(۹) اون کی مراد خوبصورت چھرے سے ہے جس سے دھوکا ہوجایا کرتا ہے۔

(۱۰) میسان بصرہ اور واسطہ کے درمیان ملک کا ایک وسیع خطہ ہے جہان کثرت سے دیہات آباد ہین۔ اور بہت سے نخلستان ہین اسی ملک کا بڑا شہر میسان ہے (مراصد) خالد بن ولید نے بزمانہ خلافت حضرت ابوبکر ۱۲ھ مین اوسے فتح کیا تھا۔ ذہبی اپنی تاریخ کی ۱۲ھ مین کہتا ہے جب مرتدین عرب سے جنگ کا خاتمہ ہوگیا تو حضرت ابوبکر نے خالد بن ولید کو بصرہ کی طرف بھیجا جو اوس زمانہ مین ارض الہند کہا جاتا تھا۔ خالد فوج لیکر یمامہ سے چلے اور بصرہ کے علاقہ مین داخل ہوکر ایکہ مین تاخت کرتے ہوے میسان مین گھس گئے اور لوٹا اونھون نے وہان کے باشندون کو اسیر کرلیا۔ پھر وہانسے وہ سواد وغیرہ کے طرف چلے گئے۔ طبری حسن بصری کے باپ کا نام حبیب بتاتا ہے اور اوس کے اسیر ہونے کا حال لکھتا ہے۔

(۱۱) دیکھو تذکرہ ۸ کا نوٹ ۱۔

۱۴۹ ابوعلی حسن بن محمد بن الصبّاح الزعفرانی

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا شاگرد اور فقہ حدیث مین بڑا کامل تھا۔ دونون علمون مین کتابین تصنیف کی ہین۔ اور اپنے زمانہ مین نہایت مشہور تھا۔ امام شافعی کے ساتھ ساتھ رہتے رہتے تبحر حاصل کرلیا تھا وہ کہا کرتا تھا۔ اہل حدیث غفلت کی نیند مین سورہے تھے۔ شافعی نے ہی اونھین جگایا ہے کسی شخص نے قلم ہاتھ مین نہ لیا۔ جس پر شافعی کا احسان نہ ہوا ہو[۱]۔ شافعی کی کتابین اون کے سامنے درس کے وقت یہی حسن پڑھا کرتا تھا[۲]۔

حسن نے سفیان[3] بن عیینہ اور اوس کے طبقہ کے اور لوگون وکیع[4] بن الجراح وشمر وبن الہیثم
یزید بن ہارون[5] وغیرہم سے بھی علم حاصل کیا تھا حسن اون لوگون مین سے تھا جنھون نے شافعی رضی اللہ
عنہ سے اقوال قدیمہ[6] نقل کئے ہین یہ ناقل صرف چار آدمی ہین۔ حسن ابو ثور[7] ۔ احمد بن حنبل[8] ۔ اور کرابیسی[9]
اقوال جدیدہ کے راوی چھ ہین ۔ مزنی[10] ربیع بن سلیمان الجیزی[11] ربیع بن سلیمان المرادی[12] بویطی[13]
حرملہ[14] یونس بن عبد الاعلی۔ ان مین سے بعض کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ باقی کا بھی بیان آگے آئیگا۔
انشاء اللہ تعالے۔ حسن سے بخاری نے بھی اپنی صحیح مین روایت کی ہے۔ اور ابو داؤد السجستانی اور ترمذی
وغیرہم بھی اوس سے روایت کرتے ہین۔

سلخ شعبان کو اوس نے وفات پائی۔ ابن قانع[15] کہتا ہے کہ رمضان سنہ ۲۶۰ھ (۸۷۴ء) مین اوسکی
وفات ہوئی ہے۔ سمعانی نے کتاب الانساب مین لکھا ہے کہ ربیع الآخر ۲۴۹ھ مین اوس کا انتقال
ہوا ہے رحمہ اللہ تعالے[1]۔

زعفرانی بفتح زائے معجمہ وسکون عین مہملہ وفتح فا و رائے مہملہ والف ونون زعفرانیہ کی طرف
منسوب ہے جو بغداد کے قریب [illegible] (درب الزعفرانی یعنی کوچہ زعفرانی) کے
نام سے مشہور ہے وہ اسی امام کی طرف منسوب ہے کیونکہ وہان رہا کرتا تھا شیخ ابو اسحاق شیرازی
نے طبقات الفقہا مین لکھا ہے کہ وہان شافعی رضی اللہ عنہ کی ایک مسجد ہے۔ اسی مسجد مین کوچہ زعفرانی
مین مین پہلے پڑھا کرتا تھا وللہ الحمد والمنۃ۔

---

(۱) یہ الفاظ زعفرانی کے نہین ہین۔ بلکہ احمد بن حنبل کے ہین۔

(۲) یہ قاعدہ تھا کہ اوس زمانہ مین جو طالب علم لائق ہوتا استاد اوسے قرأت کا حکم دیا کرتے تھے باقی طلبا
سنتے رہتے تھے۔ جہان کہین کوئی بات اوستاد کو سمجھانی ہوتی یا کوئی طالب علم سوال کرتا تو استاد
اوسکی تشریح کرتے جاتے تھے۔ اس تشریح کو طالب علم لکھ لیتے اسی کو تعلیقہ کہا کرتے تھے۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۲۵۲۔

(۴) ابو سفیان وکیع بن الجراح بن ملیح بن عدی بن فرس جو بنی عامر بن صعصعہ سے تھا ایک بڑا فقیہ محدث اور ذی
علم تھا۔ ۱۲۹ھ (۷۴۶ء) مین بمقام کوفہ پیدا ہوا تھا۔ جہان اوس کا باپ بیت المال کا داروغہ
تھا۔ اوس کے استادون مین ایک امام ابو حنیفہ بھی تھے جن سے اس نے بہت فائدہ اوٹھایا

تھا۔ اور اونھین کے مذہب پر چلتا اور حنفی فقہ کے مطابق فتویٰ دیا کرتا تھا اس نے سترہ حج کئے ہین۔ اخیر
مرتبہ حج سے واپس آ رہا تھا کہ فیفہ کے مقام پر جو مکہ اور کوفہ کے درمیان واقع تھا سنہ ۱۹۵ھ (سنہ ۸۱۲ع)
مین اوس نے انتقال کیا۔ اپنے علم و تقوا اور عبادت و زہد کے باعث بہت مشہور تھا (مرآۃ الزمان)

(۵) ابو خالد یزید بن ہارون بن زاذان بن ثابت الواسطی یا یہ بخاری کے اولاد مین تھا جو قبیلہ سلیم کا غلام
تھا اور پھر آزاد کر دیا گیا تھا۔ یہ بڑا اونچی علم و لائق اور زاہد و عابد و حافظ حدیث فقیہ اور محدث تھا۔ بغداد
مین حدیث پڑھایا کرتا تھا۔ تیس ہزار احادیث یاد تھین۔ اوس کے عزت جو تمام لوگ اوسکی کرتے تھے
اوس سے معلوم ہوتی ہے کہ اوسکی مخالفت کے خوف سے خلیفہ مامون کچھ مدت اس مسئلے کے اظہار سے
جھجکتا رہا کہ قرآن مخلوق ہے یزید اس عقیدہ کے بالکل خلاف تھا۔ وہ سنہ ۱۱۸ھ (سنہ ۷۳۶ع) مین
پیدا ہوا اور سنہ ۲۰۶ھ (سنہ ۸۲۱-۲۲ع) مین مرا ہے (مرآۃ الزمان)

(۶) مین نے پہلے تذکرہ (۳) مین شافعی کے کتاب قدیم پر ایک نوٹ لکہا ہے اوس کے بعد مجھکو معلوم
ہوا ہے کہ طبقات الفقہا مین لکہا ہے کہ امام شافعی نے اسی مضمون پر اور بہی کچھ کتابین لکھی ہین۔
عثمان مصنف طبقات الفقہا کہتا ہے۔ شافعی نے عراق مین اپنے کتاب قدیم لکھے تھے جس کا نام
اونھون نے الحجۃ رکھا تہا۔ اوس کے بعد سنہ ۱۹۹ھ مین جب وہ مصر گئے تو اپنی کتاب جدید لکھی۔ اس
کتاب کا ذکر حاجی خلیفہ نے نہین کیا ہے۔ لیکن جو کچھ اوس نے حجہ کے نسبت لکہا ہے اوس سے
قیاس ہوتا ہے کہ وہ کتاب غالباً فقہ مین ہوگی۔ اس واسطے یہ قیاس کر سکتے ہین کہ اونکی کتاب قدیم
و فتوی ہی ہونگے جو رسول اللہ صلعم کے صحابہ نے معاملات فقہی پر دئے تھے۔ اور اسی وجہ سے اون
کی کتاب جدید مین اسی طرح کے وہ فتوے ہونگے جو اونکے بعد ائمہ اور مفتیان شرع نے دئے تھے۔

دیکھو تذکرہ ۵۳۔

(۷) دیکھو تذکرہ ۲۔

(۸) دیکھو تذکرہ ۹۱۔

(۹) دیکھو تذکرہ ۱۵۳۔

(۱۰) دیکھو تذکرہ ۹۰۔

(۱۱) دیکھو تذکرہ ۲۲۰۔

(۱۲) دیکھو تذکرہ ۲۱۹۔

(۱۳) دیکھو تذکرہ ۱۴۷۔

(۱۴) دیکھو تذکرہ ۲۲۵۔

(۱۵) حافظ ابو الحسین عبد الباقی بن قانع بن مرزوق بن واثق بنی امیہ کا ایک مولی اور بغداد کا رہنے والا سنہ ۲۶۵ھ (۸۷۸-۹ء) مین پیدا ہوا۔ اوس زمانہ کے بڑے بڑے علما سے حدیث پڑھی تھی۔ اوس نے ایک معجم الصحابہ (یا ایک کتاب تذکرات الصحابہ) لکھی ہے۔ مگر اوس کے حافظہ کو بعض لوگ اچھا نہین بتاتے دارقطنی کہتا ہے کہ گو وہ حافظ تھا۔ مگر اوس نے اکثر غلطیان کین ہین۔ اخیر عمر مین اوس کا حافظہ بگڑ گیا تھا۔ شوال سنہ ۳۵۱ھ (نومبر سنہ ۹۶۲ء) مین مرا ہے (کتاب الذہبی) ابن خلکان نے کہین کہین ابن قانع کے ایک تاریخ کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۰ ابو سعید حسن بن احمد بن یزید بن عیسی بن الفضل الاصطخری

شافعی فقیہ مقابلان ابو العباس بن سریج[1] اور اقران ابو علی بن ابی ہریرہ سے تھا۔ فقہ مین اوسکی اچھی اچھی کتابین ہین۔ جن مین ایک کتاب[2] الاقضیہ (قانونی فیصلہ جات کی کتاب) بھی ہے۔ یہ قم کا قاضی تھا[3] اور بغداد مین بھی محتسب[4] رہا تھا۔

حسن بڑا متورع اور پارسا تھا (خلیفہ) مقتدر نے اسے سیستان کا قاضی مقرر کیا تھا۔ جب وہان گیا تو دیکھا کہ اونھون نے جو نکاح کئے ہین ان مین اکثر رشتہ داری کا لحاظ نہین کیا گیا ہے اسے اوس نے ناپسند کیا اور تمام نکاحونکو باطل کر دیا۔ اسکی ولادت سنہ ۲۴۴ھ (۸۵۸ء) مین ہوئے تھے۔ اور جمادی الاخر (مارچ) مین بروز جمعہ ۱۲ یا ۱۴ تاریخ کو یا شعبان سنہ ۳۲۸ھ (سنہ ۹۴۰ء) مین مرا ہے رحمہ اللہ تعالے۔

اصطخری بکسر ہمزہ و سکون صاد مہملہ و فتح طاے مہملہ و سکون خاے معجمہ و راے مہملہ اصطخر کی طرف منسوب ہے۔ جو فارس کا ایک شہر ہے اور جہان بہت کثرت سے عالم ہوے ہین۔ رحمہم اللہ تعالے۔ بعض اسکی نسبت مین ایک زاے معجمہ بڑھا کر اصطخرزی کہتے ہین۔ جیسے مرد اور رے مین مروزی اور رازی کہا کرتے ہین

(۱) ابواسحاق المروزی نے کہا ہے جب مین بغداد مین گیا تو وہان ابن سُریج اور اصطخری کے سوا کوئی ایسا استاد نہ تھا جس سے تحصیل علم کیجائے (طبقات الشافعی)
(۲) ابواسحاق الشیرازی اپنے طبقات مین کہتا ہے کہ اصطخری نے ایک کتاب لکھی ہے جس مین قاضیون کے فرائض بتائے ہین جو ایک اچھی کتاب ہے (طبقات الشافعی)
(۳) قم طہران کے جنوب کو عراق عجم مین ایک شہر ہے۔
(۴) محتسب کا کام تھا کہ کہانے پینے کے اشیا کی برائی بھلائی اور اون کے پیمانون کی کمی بیشی وغیرہ کی نگرانی کرے۔ شراب نوشی وغیرہ ممنوعات شرعیہ کو روکے اور کوئی ایسا کام نہ ہونے دے جس سے علانیہ اسلام کی توہین ہوتی ہے۔

۱۵۱ ابوعلی حسن بن الحسین بن ابی ہُریرہ

شافعی فقیہ تھا۔ فقہ ابوالعباس بن سُریج اور ابواسحاق مروزی سے پڑہی تھی۔ پڑہاتے وقت مختصر المزنی کی اس نے تشریح کی تھی۔ جس سے ابوعلی الطبری نے اوس کتاب کی شرح لکھی ہے۔ فروع مین اس نے بہت مسائل لکھے ہین۔ بغداد مین پڑہایا کرتا تھا۔ کثرت سے لوگون نے علم ادب اس سے حاصل کیا۔ عراق عرب اور عراق عجم دونو کا امام وقت تھا۔ سلاطین و رعایا دونو اس کی عظمت کرتے تھے۔ اپنی اخیر عمر تک برابر عزت سے رہا۔ رجب ۳۴۵ھ (۹۵۶ء) مین وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالےٰ۔

۱۵۲ ابوعلی حسن بن القاسم الطبری

شافعی فقیہ تھا۔ فقہ ابوعلی بن ابی ہریرہ سے پڑہی تھی۔ جس کا ذکر ابھی اوپر ہوا ہے۔ اور اوسی کے بیان سے ایک تعلیقہ بھی اس نے لکھا تھا۔ جو تعلیقۃ الطبری[1] کے نام سے منسوب اور مشہور ہے۔ بغداد مین رہا کرتا تھا اپنے استاد ابوعلی مذکور کے بعد درس دیا کرتا تھا۔ ایک کتاب المحرر فی النظر (رسالہ مناظرہ) اسکی تصنیف سے ہے جو خلاف مجرد مین سب سے اول کتاب ہے اس سے پہلے اس فن مین کوئی کتاب نہین لکھی گئی۔ اسی کی تصنیف سے کتاب الافصاح

(شرح) فقہ مین ہے۔ اور کتاب العدۃ[2] کی اس نے لکھی ہے جو بہت بڑی کتاب ہے فن جدل[3] مین لکھی ہوئی ہے ایک کتاب جدل مین بھی تصنیف کی ہے۔ اصول فقہ مین بھی ایک کتاب اوس نے لکھی ہے۔ بغداد مین ۴۹۵ھ (۱۱۰۱ء) مین اس نے وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالے۔

طبر کی بعض طلبہ کہلاوے ہیں موجودہ وراے نہر طبرستان کی طرف منسوب ہے جوایک بڑا ملک ہے کثرت سے شہر وہان آباد ہین جن مین آمل سب سے بڑا شہر ہے علما و فقہا وہان کثرت سے ہوئے ہین۔ طبریہ شام کی طرف نسبت طبرانی کی آتی ہے جس کا بیان موقع پر آئیگا۔ انشاء اللہ تعالے۔ طبقات الفقہاء کی مین نے چند کتابون مین دیکھا ہے کہ اس شخص کا نام حسن ہے جیسے کہ اوپر مذکور ہوا۔ مگر خطیب نے اپنی تاریخ بغداد مین اوسے ان لوگون کے تحت مین لکھا ہے۔ جن کے نام حسین ہین۔

---

(۱) دیکھو تذکرہ ۲۵ نمبر ۳

(۲) عدۃ وہ زمانہ ہے جس کے گزرنے پر کوئی بیوہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے۔

(۳) فن جدل منطق کا وہ شعبہ ہے جو کسی امر کے تحقیق کے واسطے بحث مباحثہ کا طریق بتاتا ہے۔

---

۱۵۴ ابو علی حسن بن ابراہیم بن علی بن برہون الفارقی

شافعی فقیہ تھا۔ سب سے اول اوس نے تحصیل علم ابو عبد اللہ محمد الکازرونی سے میافارقین شہر مین کی تھی۔ جب وہ مرگیا تو یہ بغداد چلا گیا۔ وہان شیخ ابو اسحاق شیرازی صاحب کتاب المہذب سے اور ابو نصر بن الصباغ صاحب کتاب الشامل سے پڑھتا رہا۔ پھر شہر واسط[1] کا قاضی ہوگیا۔ حافظ ابو طاہر سلفی رحمہ اللہ تعالے نے ذکر کیا ہے کہ مین نے حافظ ابو الکرم خمیس بن علی بن احمد الحوزی سے واسط مین کچھ علما کا حال پوچھا۔ جن مین قاضی ابو علی الفارقی مذکور بھی تھا۔ اوس نے کہا ابو علی فقہ مین صاحب کمال تھا۔ واسط مین ابو تغلب کے بعد قاضی ہوا تھا۔ قضا کے کام مین عقل و عدل اور حسن سیرت جو اوس سے ظاہر ہوا وہ کسی کے گمان مین بھی نہ تھا۔ حدیث اوس نے خطیب ابو بکر اور اوس کے طبقہ کے لوگون سے سنی تھی۔ بڑا زاہد و متورع آدمی تھا۔ کتاب الفوائد اوس نے کتاب المہذب پر لکھی ہے (جو غالباً حواشی کا مجموعہ ہے) قاضی ابو سعد عبد اللہ بن ابی

عصر دن اس کا شاگرد تھا چنانچہ اوس کے بیان مین ذکر آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس کا کچھ دستور سا تھا کہ
شاگ کے درس کا ہمیشہ ذکر کیا کرتا تھا۔ بروز چہار شنبہ ۲۲۔ محرم ۴۲۵ھ (نومبر ۱۰۳۳ء) کو اوس نے
وسط مین وفات پائی۔ ربیع الآخر ۳۴۳ھ (دسمبر ۹۵۴ء) مین میا فارقین مین پیدا ہوا تھا۔ اپنے
مدرسہ مین ہی جہان وہ پڑھایا کرتا تھا مدفون ہوا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

بُرہُون بضم باے موحدہ وسکون راے مہملہ وضم ہا وواو ونون۔ فارقی (میا فارقین کا رہنے
والا) مشہور ہے ضرورت ضبط کی نہین۔

(۱) تذکرہ ۱۵۳ فارقی میا فارقین کا رہنے والا۔
(۲) امام ابو عبد اللہ محمد بن بیان کازرونی۔ شافعی مذہب کا عالم تھا۔ اور فقہ محاملی سے پڑے تھے
نصر المقدسی ابو بکر الشاشی ابو علی الفارقی ابو المحاسن الرویانی وغیرہ اس کے شاگرد تھے۔ اس کے فقہ مین
مین ایک کتاب الابانۃ ہے ۴۵۵ھ (۱۰۶۳ء) مین مرا ہے (طبقات الشافعیہ وطبقات الفقہا) ان کتابو
اس کا نام گازرونی لکھا ہوا ہے کازرونی نہین ہے جیسا ابن خلکان نے دیا ہے۔
(۳) ابو الکرم خمیس بن علی بن احمد واسط کا ایک مشہور حافظ اور محدث ذی علم و استبار اور عربی
زبان کا بڑا ماہر تھا۔ ۴۴۲ھ (۱۰۵۰ء) مین پیدا ہوا اور ۵۱۰ھ (۱۱۱۶ء) مین مرا ہے۔
(طبقات الحفاظ)

۱۵۴ ابو سعید حسن بن عبد اللہ بن المرزبان سیرافی نحوی معروف بقاضی

بغداد مین رہتا تھا۔ اور ابو محمد بن معروف(۱) قاضی کی طرف سے نائب تھا۔ بصریین کا نحو
سب سے اچھا جانتا تھا۔ سیبویہ کی کتاب کی نہایت عمدہ شرح لکھی ہے۔ اوسی کی تصنیف سے
یہ کتابین بھی ہین۔ الفات الوصل والقطع کتاب اخبار النحویین البصریین (نحویان بصرہ کے
تاریخ) کتاب الوقف والابتداء کتاب صنعۃ الشعر والبلاغۃ شرح مقصورۃ بن درید۔ اوس نے
قرآن کریم ابو بکر بن مجاہد سے لغت علی بن درید سے اور نحو ابو بکر بن السراج نحوی سے پڑھا تھا۔
اوس سے بھی بہت لوگ پڑھتے اور یہ فنون سیکھتے تھے۔ قرآن کریم اور اوسکی مختلف قراءتین
علوم القرآن نحو لغت فقہ فرائض حساب کلام شعر و سخن عروض قوافی یہ بڑا پاکباز و پرہیزگار

نیکو کار خوش اخلاق تھا۔ مذہب کا معتزلی تھا۔ مگر اس کا کبھی اظہار نہ کرتا تھا۔ بجز اپنے ہاتھ کی کمائی کے اور کچھ نہ کھاتا تھا۔ کتابین لکھا کرتا۔ اور اوسی کی آمدنی سے پیٹ پالتا تھا۔ اس کا باپ مجوسی تھا اور اوس کا نام بہزاد تھا مسلمان ہو گیا تھا۔ اوس کے بیٹے ابو سعید مذکور نے اوس کا نام عبد اللہ رکھدیا تھا۔ مجالس مین اکثر یہ شعر پڑہا کرتا تھا۔

اُسکُن الی سَکَنٍ تُسَرُّ بِہٖ ذَهَبَ الزمانُ وَانتَ مُنفَرِدٌ

کسی آرام کی جگہ جاکر رہو جس سے تجھے خوشی حاصل ہو۔ زمانہ تو گزر گیا اور ابھی تک تو تنہا ہے

تَرجُو غَدًا وَغَدٌ کَحَامِلَةٍ فِی الحَیِّ لَا یَدرُونَ مَا تَلِدُ

کل کی امید کر رہا ہے۔ اور کل ایک حاملہ عورت کے طرح قبیلہ مین ہے۔ لوگ یہ نہیں جانتے کہ وہ کیا جنیگی۔

اس قسم کے فضلا مین جیسا کہ قاعدہ ہے اوس مین اور ابو الفرج اصفہانی صاحب کتاب الاغانی مین تنافس و دشمنی تھی۔ ایک دوسرے کو برا بتاتا تھا۔ چنانچہ ابو الفرج نے حسن کی نسبت یہ شعر کہے ہین۔

لَستَ صَدرًا وَلَا قَرَأتَ عَلٰی صَدرٍ وَلَا عِلمُكَ البَكِیُّ بِشَافٍ

تو تو صدر اور اول درجہ کا نہین ہے اور نہ تو نے کسی اول درجہ کے شخص سے پڑہا ہے اور نہ تیرا ذرہ سا علم تسلی دینے والا ہے۔

لَعَنَ اللهُ كُلَّ نَحوٍ وَشِعرٍ وَعَرُوضٍ يَجِيءُ مِن سِيرَافِ

خدا اوس سب نحو شعر و سخن اور عروض پر لعنت کرے جو سیراف سے آتے ہین۔

۲۔ رجب ۳۶۸ھ (فروری ۹۷۹ء) کو بروز دوشنبہ اوس نے بغداد مین وفات پائی۔ چوراسی برس کی عمر تھی۔ خیزران کے قبرستان مین مدفون ہوا رحمہ اللہ تعالے۔ اوس کا بیٹا ابو محمد یوسف کہتا تھا۔ میرے باپ کا خاندان سیراف کا رہنے والا تھا۔ وہ وہین پیدا ہوا۔ اور وہین طالب علمی شروع کی تھی۔ مگر بیس سال کی عمر سے پہلے ہی وہان سے نکل آیا۔ عمان جاکر فقہ پڑہی۔ پھر سیراف لوٹ آیا۔ پھر عسکر مکرم چلا گیا۔ وہان ابو محمد بن عمر المتکلم کے پاس پڑہنے لگا۔ یہ استاد میرے باپ کو اپنے تمام شاگردون پر مقدم سمجھتا اور اچھا بتاتا تھا۔

پھر بغداد مین آیا۔ قاضی ابو محمد بن معروف کی طرف سے بغداد کے ایک حصہ جانب شرقی پر نائب رہا۔ پھر دونون جانبون کا کام کرنے لگا۔

سیرافی بکسر سین مہملہ و سکون یاے تحتانیہ و راے مہملہ و الف و فا سیراف کی طرف منسوب ہے جو ساحل بحر پر بلاد فارس کا کرمان کے قریب ایک شہر ہے۔ وہان بہت عالم ہوے ہین۔ رحمہم اللہ تعالے اوس کے بیٹے یوسف کے بیان مین سیراف کا باقی بیان بھی آئیگا انشاء اللہ تعالے۔

۱۔ ابو محمد عبید اللہ بن احمد بن معروف بغداد کا قاضی القضاۃ تھا۔ ماہ صفر ۳۸۱ھ (۹۹۱ء) مین مرا ہے۔

۲۔ جب مسلمانون نے شام اور ایران کا ملک فتح کرلیا۔ تو کوفہ بصرہ مداین وغیرہ شہرون مین جوان ملکون مین واقع تھے صحابہ رسول اللہ کثرت سے جاکر رہنے لگے چونکہ یہ لوگ اسلام کے رنگ مین رنگے ہوے اور رسول اللہ کے روبرو اسلامی قوانین پر چلتے اور عمل کرتے رہے تھے۔ اس واسطے تمام مخلوق ان کو قرآن کے معانی سمجھنے والا اور صحیح مطلب بتانے والا جانتے تھے۔ مگر قرآن کے عربی اصلی اور خالص عربی تھی یہ جو لوگ بدویان عرب کے زبان نہین جانتے تھے۔ اون کے لئے قرآن کا سمجھنا نہایت دشوار تھا۔ اس لئے شعراے جاہلیت کے اشعار کا پڑھنا پڑھانا قرآن کے سمجھنے کے لئے ضرور سمجھا گیا۔ مگر ان اشعار مین قدیمی الفاظ او رمحاورات بہت ہوتے تھے جن کے لئے صرف و نحو اور زبان عربی کا جاننا لازمی تھا۔ اس واسطے بصرہ اور کوفہ مین مدرسہ قائم ہو گئے تھے جن مین یہ علوم سکھائے جاتے تھے یہ مدرسہ رفتہ رفتہ اپنے اپنے جدا طرز کی تعلیم دینے لگے اور بتدریج دونون مقام پر تعلیم کے دو طرز قائم ہو گئے۔ جن مین اپنے اپنے طرز پر قرآن پڑھایا جاتا اور صرف و نحو سکھائے جاتے تھے جیسے لکھنو دہلی مین اردو زبان کے دو صورتین ہین اسی طرح سے کوفہ اور بصرہ کے صرف و نحو مین محاورات عربیہ وغیرہ مین بھی ایک دوسرے سے فرق ہو گیا تھا۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۸۶ کا نوٹ ۱

(۴) دیکھو تذکرہ ۸۰۹

---

۱۵۵ ابو علی حسن بن احمد بن عبد الغفار بن محمد بن سلیمان بن

ابان فارسی نحوی

شہر فسا مین پیدا ہوا اور بغداد مین ۳۰۷ھ (۹۱۹ء) مین آکر علم حاصل کیا تھا۔ نحو مین اپنے وقت کا امام مانا جاتا تھا۔ ملکون مین خوب گھوما تھا حلب مین بھی سیف الدولہ بن حمدان کے پاس ایک مدت تک رہا تھا۔ یہان وہ ۳۴۱ھ (۹۵۲ء) مین آیا تھا۔ یہان ابو الطیب المتنبی اور اوس سے خوب خوب مجلسین گرم رہین۔ پھر وہ بلاد فارس کو چلا گیا۔ عضد الدولہ بن بویہ کی صحبت مین رہنے لگا۔ اوس کی نظر مین اوسکی ایسی قدر و منزلت بڑھی تھی کہ عضد الدولہ کہنے لگا تھا۔ مین نحو مین ابو علی الفسوی کا غلام ہون۔ اس نے نحو مین عضد الدولہ کے واسطے ایک کتاب الایضاح (تشریح) اور اس کا تکملہ لکھا ہے جس کا قصہ مشہور[1] ہے۔ کہتے ہین وہ اور عضد الدولہ ایک روز میدان[2] مین شیراز مین کھیل رہے تھے۔ عضد الدولہ نے اس سے پوچھا۔ قام القوم الا زیدا مین زید مستثنی منصوب کیون ہے۔ کہا ایک فعل مقدر کی وجہ سے کہا اوس کی تقدیر کیونکر ہے کہا استثنی زیدا (زید کو مستثنی کرتا ہون) عضد الدولہ نے کہا بہلا اوسکو رفع کیون نہین دیتے اور فعل مقدر امتنع زیدٌ (زید رک گیا) کیون نہین مانتے اس پر شیخ خاموش ہو گیا اور کہا یہ جواب میدانی[3] ہے پھر جب وہ لوٹکر اپنے گھر آیا۔ تو اسکی نہایت عمدہ توجیہ لکھی۔ اور عضد الدولہ کے پاس بھیجدی۔ اوس نے جواب کو پسند کیا جسنے کتاب الایضاح مین ذکر کیا ہے کہ مستثنی ایک فعل کا مفعول ہے جو اوس سے پہلے مقدر ہے اور الا اوسکو تقویت دیتا ہے۔

ابو القاسم بن احمد اندلسی ذکر کرتا ہے کہ ابو علی کے سامنے ایک مرتبہ کچھ شعر شاعری کا ذکر ہو تا تھا مین بھی موجود تھا۔ ابو علی کہنے لگا مجھے تم پر بڑا رشک آتا ہے۔ تم لوگ شعر کہتے ہو۔ اور میری طبیعت اس کے لائق نہین۔ حالانکہ مین اون علوم سے خوب واقف ہون جو شعر شاعری کے لئے ضروری ہین۔ ایک شخص نے کہا کیا آپ نے کبھی کوئی شعر نہین کہا۔ کہا مجھے تو یاد نہین کہ مین نے بجز ان تین بیتون کے جو بڑہاپے کی نسبت ہین اور کبھی کوئی شعر کہا ہو وہ یہ ہین۔

خضبتُ الشَّيبَ لمّا كانَ عيبًا   وخضبُ الشَّيبِ أولى أن يُعابا

مین نے سپید بالون پر خضاب کیا ہے کیونکہ اوسے ایک عیب مانا جاتا تھا۔ مگر بالون پر وسمہ لگانا بھی زیادہ معیوب ہونا چاہئے۔

ولم اخضب مخافة هجر خل　　ولا عيباً خشيت ولا عتابا

مین نے اس خوف سے خضاب نہین لگایا کہ کوئی دوست چھوڑ کر چلا جائیگا۔ اور نہ مجھے کسی کے عیب اور غصہ کرنے کا خوف تھا۔

ولكن المشيب بدا ذميماً　　فصيرت الخضاب له عقابا

لیکن سپیدی بری معلوم ہوئی اس لئے مین نے اوس کو سزادہی کے طور پر رنگ لیا ہے۔
کہتے ہین کہ کتاب الایضاح کے باب کان مین جو اوس نے ابو تمام الطائی کی اس بیت سے۔

من كان مرعى عزمه وهمومه　　روض الاماني لم يزل مهزولا

وہ شخص جس کے ارادہ اور منزل مقصود کے چراگاہ امیدون کا باغ ہو ہمیشہ غریب و مفلس رہیگا۔
استشہاد کیا ہے۔ حالانکہ اوسکی عادت کے خلاف ہے وہ ابو تمام کے شعر سے کبھی استشہاد نہین کرتا تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ عضد الدولہ اس بیت کو پسند کرتا اور اکثر اوسے پڑھا کرتا تھا۔ اوسکی تصانیف بھی بہت ہین۔ جن مین سے بعض یہ ہین۔ کتاب التذکرہ (یادگار) جو ایک بڑی کتاب ہے۔ کتاب المقصور والممدود کتاب الحجہ فی القرآت۔ کتاب الاغفال جن مین اون غفلتون کا بیان ہے جو زجاج نے اپنی کتاب المعانی مین کی ہین۔ کتاب العوامل المأتہ کتاب المسائل الحلبیات کتاب المسائل البغدادیات کتاب المسائل الشیرازیات کتاب المسائل القصریات کتاب المسائل العسکریہ۔ کتاب المسائل البصریہ کتاب المسائل المجلسیات وغیرہ۔

ایک مرتبہ مین نے سنہ ۶۴۸ھ (سنہ ۱۲۵۰ء) مین بمقام قاہرہ ایک خواب دیکھی۔ اوس مین دیکھتا کیا ہون کہ قلیوب کو گیا۔ اور ایک مقبرہ مین پہونچا ہون۔ وہ مقبرہ ایک پورانی عمارات ہے۔ اور گرد و غبار نے اوسے بدرنگ کر دیا ہے۔ تین شخص وہان رہتے ہین جو مجاور ہین مین اوسکی خوشنمائی اور مضبوطی کو دیکھ دیکھ کر تعجب کر رہا تھا۔ اون لوگون سے پوچھا کہ یہ عمارت کس نے بنائی ہے۔ کہنے لگے ہمین نہین معلوم۔ پھر ایک اون مین سے بولا۔ شیخ ابو علی فارسی اس مشہد مین کتنے ہی سال رہا تھا۔ اس پر ہمارے آپس مین اوس کا کچھ تذکرہ شروع ہو گیا۔ اسی مین وہ کہنے لگے کہ اس فضیلت کے ساتھ وہ شعر بھی اچھے کہتا تھا۔ مین نے کہا مین نے تو اوس کا کوئی شعر کبھی نہ سنا۔ کہا مین آپ کو سناتا ہون۔ پھر ہلکی آواز سے تین بیتین پڑھین۔ اسے پڑھتے ہی مین میری آنکھ کھل گئی۔ کانون مین آواز کا

لطف آرہا تھا۔ بیت اخیر مجھے اوس مین سے یاد بھی ہو گئی تھی وہ یہ ہے۔

الناس فی الخیر لا یرضون عن احد ۔ فکیف ظنک سیموا الشر او ساءوا

لوگ خوشحالی کے زمانہ مین ایسے ہوتی ہین کہ کسی سے خوش نہین رہتے۔ پھر اوس وقت تمھارا کیا خیال ہوگا کہ اون کا کیا دل کہتا ہے) جب کہ اون پر ظلم کیا جاوے یا وہ (دوسرون پر ظلم کرین) غرض وہ اسقدر مشہور ہے کہ اوس کے فضل وکمال کے بیان کرنے کی حاجت نہین۔ مگر لوگ اوس پر اعتزال کی تہمت لگایا کرتے تھے ۲۹۰ھ (۹۰۲ء) مین پیدا ہوا۔ اور بروز یکشنبہ ۱۷۔ ربیع الاخر یا ربیع الاول ۳۷۷ھ (اگست ۹۸۷ء) شہر بغداد مین وفات پائی۔ شونیزی مین مدفون ہوا۔ فارسی مشہور لفظ ہے حاجت ضبط نہین۔ اوسے فسوی بھی کہتے تھے۔ فسوی۔ بفتح فا وسکون سین مہملہ منسوب ہے فسا کی طرف جو فارس کا ایک شہر ہے۔ اور بساسیری[10] کے بیان مین اوس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ قلیوب۔ بفتح قاف وسکون لام وضم یائے تحتانیہ وسکون واؤ وبائے موحدہ ایک چھوٹا شہر ہے قاہرہ سے دو تین فرسخ پر وہان باغات بہت کثرت سے ہین۔

۱۔ مجکو اس قصہ کا پتہ کہین نہین ملا۔ ورنہ مین اوس کا کچھ حال لکھتا۔

۲۔ میدان کے معنے مین گھوڑ دوڑ کا میدان۔

۳۔ میدانی جواب سے اوس کی مراد ہے کہ جس طرح گھوڑ دوڑ کے میدان مین ہر ایک فریق اپنے اپنے قاعدہ کو ملحوظ رکھتا ہے اوسی طرح یہان صرف ونحو کے بحث مین بھی اپنا اپنا خیال ملحوظ رکھا گیا ہے

۴۔ الف مقصورہ وہ الف جو کھینچکر نہ پڑھا جاوے۔ ممدود جو کھینچ کر پڑھا جاوے۔

۵۔ دیکھو تذکرہ ۶۸ کا نوٹ ۱

۶۔ دیکھو تذکرہ ۱۹ کا نوٹ ۷

۷۔ مجاورت کے معنے ہین۔ کسی مسجد یا مقبرہ وغیرہ مین مذہبی اعتقاد کے وجہ سے جا کر رہنا۔

۸۔ لفظی ترجمہ یہ کسکی عمارت ہے۔

۹۔ معتزلی فرقہ مسلمانون مین ایک مسلمان حکما کا مذہبی فرقہ ہے۔

۱۰۔ دیکھو تذکرہ ۶۸۔

---

۱۵۶ ابو احمد حسن بن عبد اللہ بن سعید عسکری

علم ادب کا بڑا امام اور حدیث کا بڑا حافظ اور صاحب اخبار و نوادر تھا۔ اشعار قدما کا بہت بڑا راوی اور صاحب تصانیف مفیدہ ہے۔ ایک کتاب التصحیف[۲] اوس نے لکھی ہے۔ جس مین بہت کچھ جمع کیا ہے۔ اور اس فن مین کمال کو پہونچا دیا ہے۔ اور بھی اس کی کتنی ہی کتابین ہین صاحب بن عباد چاہتا تھا کہ اوس سے ملاقات کرے۔ مگر کوئی سبیل نہین ملتی تھی۔ آخرکار اوس نے اپنے مخدوم موئدالدولہ بن بویہ سے کہا کہ عسکر مکرم کے معاملات مین کچھ خلل واقع ہوا ہے اور اوس کی تحقیق کے لیے مجھے خود جانے کی ضرورت ہے۔ موئدالدولہ نے اوسکی اجازت دیدی جب وہان آیا تو اوسے امید تھی کہ حسن اوس سے ملنے آئیگا۔ مگر وہ نہ آیا تو صاحب نے اوسے لکھکر یہ بیتین بھیجین۔

وَلَمَّا أَبَيْتُمْ أَنْ تَزُورُوا وَقُلْتُمْ ضَعُفْنَا فَلَمْ نَقْدِرْ عَلَى الوَخَدَانِ

جب تم نے آنے سے انکار کیا اور کہا ہم ضعیف و ناتوان ہین اونٹ کے سواری کی قدرت ہین نہین ہے۔

أَتَيْنَاكُمُ مِنْ بُعْدِ أَرْضٍ نَزُورُكُمْ وَكَمْ مَنْزِلٍ بِكْرٍ لَنَا وَعَوَانِ

تو ہم ایک دور کے ملک سے تمہارے پاس آے کہ تم سے ملین اور ملنے کے لئے تم کو جگہ دیکھا) جن مین بہت سے مقام ایسے تھے جہان ہم کبھی نہین گئے تھے اور بہت سے پورانے تھے۔

نُسَائِلُكُمْ هَلْ مِنْ قِرًى لِنَزِيلِكُمْ بِمِلْءِ جُفُونٍ لَا بِمِلْءِ جِفَانِ

اب ہم تم سے پوچھتے ہین کیا تمہارے مہمان کے لئے مہمانی کا حق میسر ہوگا۔ جس مین بڑی بڑی رکابیان (کھانون سے) بھری ہوئی نہین۔ بلکہ (تم کو دیکھکر) آنکھون کی خوشی سے بھرے ہوے چاہئے ہین۔

اوران کے ساتھ کچھ نثر بھی لکھی۔ ابواحمد نے نثر کا نثر مین جواب دیا۔ اور نظم کے جواب مین یہ مشہور بیت لکھی۔

أَهُمُّ بِأَمْرِ الحَزْمِ لَوْ أَسْتَطِيعُهُ وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ العَيْرِ وَالنَّزَوَانِ

اگر مجھ مین طاقت ہوتی تو مین ایک کام کا ارادہ رکھتا ہون۔ مگر گورخر کے اور سرعت کے درمیان

رکاوٹ حائل ہوگئی ہے[۴]۔

جب صاحب نے اس جواب کو دیکھا تو اوسے بڑا تعجب ہوا کہ ابو احمد نے اس بیت کو اپنے معاملہ کے ساتھ کس خوبی سے چسپان کرلیا[۵]۔ واللہ اگر مین جانتا کہ وہ اس بیت کو کام مین لائیگا۔ تو مین اس ردیف مین نظم لکھتا ہی نہین۔ یہ بیت صخر بن عمرو بن الشرید خنسا (شاعرہ) کے بھائی کے مشہور بیتون مین سے ہے۔ صخر ایک مرتبہ بنی اسد کی لڑائی مین گیا تھا۔ ربیعہ بن ثور الاسدی کے ہاتھ سے اوس کے ایک برچھا لگا۔ اور ایسا صدمہ ہوا کہ زرہ کے حلقہ اوس کے پسلیون مین پس گئے۔ ایک برس تک وہ اسی زخم کی سخت بیماری مین مبتلا رہا۔ اوسکی مان اور اوسکی بی بی سلیمی اوسکی خدمت کرتی تھین۔ بی بی اوسکی نہایت دق ہوگئی۔ ایک عورت کھین جاتے جاتے اوس سے صخر کا حال پوچھنے لگی۔ بی بی نے کہا نہ تو وہ زندہ ہی ہے کہ اوس سے آیندہ کوئی امید ہو۔ اور نہ مرا ہی ہے کہ یاد سے فراموش ہوجاے۔ کہین صخر کے کان مین یہ آواز پڑگئی۔ اس پر اوس نے یہ شعر پڑھے۔

أَرَى أُمَّ صَخْرٍ لَا تَمَلُّ عِيَادَتِي　　وَمَلَّتْ سُلَيْمَى مَضْجَعِي وَمَكَانِي

مین دیکھتا ہون کہ صخر کے یعنی میری مان میری بیمارداری سے ملول نہین ہوگئے ہے۔ مگر سلیمی میرے بستر اور میرے موجودگی سے گھبرا گئے تھے۔

وَمَا كُنْتُ أَخْشَى أَنْ أَكُونَ جِنَازَةً　　عَلَيْكِ وَمَنْ يَغْتَرُّ بِالْحَدَثَانِ

مجکو تو اس کا کبھی خوف نہ تھا کہ مین مجھ پر ایسا بھاری اور دشوار ہوجاونگا۔ مگر ایسا کون ہے جو حوادث مین مبتلا نہ ہوا ہو۔

لَعَمْرِي لَقَدْ نَبَّهْتِ مَنْ كَانَ نَائِمًا　　وَأَسْمَعْتِ مَنْ كَانَتْ لَهُ أُذُنَانِ

مجھے اپنی عمر کی قسم ہے تو نے اوس شخص کو جگا دیا جو میٹھی نیند سو رہا تھا۔ اور جسکی دو کان تھی اوسکو آواز سنادی

وَأَيُّ امْرِئٍ سَاوَى بِأُمٍّ حَلِيلَةً　　فَلَا عَاشَ إِلَّا فِي شَقًى وَهَوَانِ

کون سا مرد ہے جس نے اپنے بی بی سے ایسے ہی محبت کی ہو جیسے اپنے مان سے کرتا تھا اوس شخص نے ضرور اپنے زندگانی شقاوت اور ذلت مین بسر کی ہوگی۔

أَهُمُّ بِأَمْرِ الْحَزْمِ لَوْ أَسْتَطِيعُهُ　　وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الْعَيْرِ وَالنَّزَوَانِ

اگر مجھ مین طاقت ہوتی تو مین ایک بڑے کام کا ارادہ رکھتا ہون۔ مگر گور خر کے اور سرعت کے درمیان رکاوٹ حائل ہو گئی ہے۔

فللموتُ خیرٌ من حیاۃٍ کانّما معرّسُ یعفوبٍ براسِ سنانِ

واقعی اوس (دردانگیز) زندگانی سے موت بہتر ہے۔ جس مین کسی سردار کا بستر ایسا مصیبت آمیز ہو جیسے نیزہ کی نوک۔

اوس کی ولادت روز پنجشنبہ ۱۶ شوال ۲۹۳ھ (اگست ۹۰۶ء) کو ہوئی اور بروز جمعہ ۷ ذی الحجہ ۳۸۲ھ (فروری ۹۹۳ء) کو وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالے۔ ابو بکر بن درید کا شاگرد تھا۔ یہ کتابین اوسکی تصنیف سے ہین۔ کتاب المختلف والموتلف (غیر مماثل اور مماثل)[7] کتاب علم المنطق کتاب الحکم والامثال کتاب الزواجر (شگونون کی کتاب) وغیر ذالک۔

عسکری بفتح عین مہملہ وسکون سین مہملہ وفتح کاف وراے مہملہ منسوب ہے چند مواضع کی طرف جس مین عسکر مکرم (مکرم کا لشکرگاہ) بہت مشہور ہے۔ یہ شہر اہواز کے علاقہ مین ہے۔ اور مکرم جس کی طرف یہ منسوب ہے مکرم الباہلی ہے۔ اسی نے اس کی بنیاد ڈالی تھی۔ ابو احمد اسی جگہ کا رہنے والا تھا۔ دوسرے مواضع کی طرف جو عسکری منسوب ہے اوس کا ذکر بھی دوسری جگھون پر آئیگا ان شاء اللہ تعالے۔

---

(۱) دیکھو تذکرہ ۷۲ کا نوٹ ۱

(۲) دیکھو فلوگل کا ترجمہ کتاب حاجی خلیفہ جلد دوم صفحہ ۳۰۱

(۳) دیکھو تذکرہ ۹۳۔

(۴) یہ شعر اوسی وزن اور قافیہ کا ہے جن مین صاحب نے اپنے نظم لکھی ہے۔

(۵) یہ شعر اکثر اوس وقت طنزاً گھڑا کرتے ہین جب کوئی غیر متوقع طور پر کسی سے ملاقات کرتا ہے۔ اور ملنے کی اُمید نہین ہوتی ہے۔

(۶) اوس کا ارادہ تھا کہ اپنے جورو کو قتل کر دے مگر اوس مین اٹھنے کی طاقت نہ تھی۔

(۷) معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک گزیٹیر کے سے کتاب ہوگی جس مین وہ مختلف مقامات دکھاے گئے ہین جن کے ایک ہی نام ہین۔

(۸) دیکھو تذکرہ ۹۲۔

۱۵۷ ابو علی حسن بن رشیق معروف بالقیروانی

فضلا و بلغا سے زمانہ مشہور تھا۔ اوس نے اچھی اچھی کتابین لکھی ہین۔ اون مین سے بعض یہ ہین
کتاب العمدۃ (مشہور) جس مین اشعار کی برائی بھلائی اور شعر گوئی کے قواعد لکھے ہین۔ کتاب الانموذج الرسائل الفائقہ
او النظم الجید۔

ابن بسام نے کتاب الذخیرہ مین لکھا ہے مین نے سنا ہے کہ وہ مسیلہ مین پیدا ہوا اور کچھ مدت اوسی جگہ ادب
کی تحصیل کی۔ پھر قیروان کو سنہ ۴۰۶ھ مین چلا گیا۔ مگر دوسری روایتون مین ہے کہ وہ ۳۹۰ھ (۱۰۰۰ع) مین مہدیہ
مین پیدا ہوا تھا۔ باپ اوسکا ایک رومی غلام بنی ازد کا مولی تھا۔ پھر وہ ۴۶۳ھ (۱۰۷۱ع) مین مرگیا۔ باپ
اوس کا اپنے شہر محمدیہ مین زرگری کرتا تھا۔ اور یہ پیشہ بیٹے کو بھی سکھایا تھا۔ مگر اوس نے محمدیہ مین ادب
پڑھنا شروع کر دیا۔ اور شعر کہنے لگا۔ پھر اس فن مین ترقی کرنے اور اہل ادب سے ملنے کا اوسے ایسا شوق
پیدا ہوا۔ کہ قیروان پہونچا۔ وہان خوب شہرت حاصل کی۔ وہان کے حاکم (المعز بن بادیس) کی مدح لکھی اور
اوس کی خدمت مین رہنے لگا۔ پھر جب عربون نے قیروان پر حملہ کرکے خراب و برباد کر ڈالا۔ باشندون کو قتل
و ہلاک کیا تو یہ جزیرہ صقلیہ چلا گیا۔ مازر شہر مین قیام کیا اور وہین مرگیا۔ ایک فاضل کے ہاتھ کا مین نے
لکھا ہوا دیکھا ہے کہ وہ مازر مین ۴۵۶ھ (۱۰۶۴ع) مین مرا ہے۔ مگر اول روایت زیادہ تر اعتبار کے قابل
ہے۔ رحمہ اللہ تعالے۔ یہ شہر جزیرہ صقلیہ مین ہے۔ اوس کا ذکر مازری کے بیان مین آئیگا انشاء اللہ تعالے
یہ بھی کہتے ہین کہ وہ شب شنبہ یکم ذی قعدہ ۴۵۶ھ کو مازر مین مرا ہے۔ واللہ اعلم اوس کے اشعار مین سے
یہ شعر ہین۔

أُحِبُّ أَخِي وَإِنْ أَعْرَضْتُ عَنْهُ ۔۔۔ وَقَلَّ عَلَى مَسَامِعِهِ كَلَامِي

مین اپنے بھائی سے محبت کرتا ہون۔ اگرچہ مین اس سے مونھ چھپائے رہتا ہون اور بہت ہی کم میری
آواز اوس کے کانون تک پہونچتی ہے۔

وَلِي فِي وَجْهِهِ تَقْطِيبُ رَاضٍ ۔۔۔ كَمَا قُطِّبْتَ فِي وَجْهِ الْمُدَامِ

مین اپنے چہرہ پر (اوسے دیکھکر) رضامند ہونے کے شکن ڈال لیتا ہون۔ جیسے تو شراب کے
سامنے شکن ڈال لیا کرتا ہے۔

وَرُبَّ تَقَطُّبٍ مِنْ غَيْرِ بُغْضٍ ... وَبُغْضٌ كَامِنٌ تَحْتَ ابْتِسَامِ

بغض وحسد کے بغیر بھی بارہا شکن پڑا کرتی ہے۔ اور تبسم و ہنسی کے نیچے اکثر نفرت و دشمنی چھپی رہتی ہے۔

اوسی کے شعر یہ بھی ہیں۔

يَا رَبِّ لَا أَقْوَى عَلَى دَفْعِ الْأَذَى ... وَبِكَ اسْتَعَنْتُ عَلَى الضَّعِيفِ الْمُوذِي

اے پروردگار مجھے اذیت کے دور کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ کمزور موذیوں کے مقابلہ میں بھی تجھ سے ہی مدد چاہتا ہوں۔

مَا لِي بَعَثْتَ إِلَيَّ أَلْفَ بَعُوضَةٍ ... وَبَعَثْتَ وَاحِدَةً إِلَى نَمْرُوذِ

میرے طرف تو نے ہزار مچھر کیوں بھیج دی۔ حالانکہ نمرود کے طرف صرف ایک مچھر بھیجا تھا۔

اور اوسی کی ہیں یہ شعر جنھیں ابن بسام نے ذخیرہ میں لکھا ہے۔

أَسْلَمَنِي حُبُّ سُلَيْمَانِكُمْ ... إِلَى هَوًى أَيْسَرُهُ الْقَتْلُ

تمہارے سلیمان کی محبت نے مجھے ایسے شوق میں ڈالدیا ہے۔ کہ جس کے بہت ہی آسان چیز قتل ہے۔

قَالَتْ لَنَا جُنْدُ مَلَاحَاتِهِ ... لَمَّا بَدَا مَا قَالَتِ النَّمْلُ

جب اوس کی ملاحت وخوبصورتی کا لشکر سامنے آیا تو ہم سے اوس نے وہ بات کہی جو چیونٹی نے کہی تھی

قُومُوا ادْخُلُوا مَسْكَنَكُمْ قَبْلَ أَنْ ... يَحْطِمَكُمْ أَعْيُنُهُ النُّجْلُ

اوٹھو۔ اور اپنے بلوں میں اوس سے پہلے گھس جاؤ کہ تم کو اپنے بڑے بڑے آنکھوں (کے سحر انگیز طاقت) سے کچل ڈالے۔

یہ بھی اوسی کے ہیں اور اوس وقت کہے ہیں جبکہ اوسے بوڑھا ہو کر چلنا مشکل ہو گیا تھا۔ اچھا مضمون ہے

إِذَا مَا خَفَفْتُ كَعَهْدِ الصِّبَا ... أَبَتْ ذَلِكَ الْخَمْسُ وَالْأَرْبَعُونَا

جب میں نے چاہا کہ ایام طفولیت کی طرح ہلکا اور خوش ہو جاؤں تو پانچ اور چالیس (پینتالیس سال) نے اس سے انکار کر دیا ہے۔

وَمَا ثَقُلَتْ كِبَرًا وَطْأَتِي ... وَلَكِنْ أَجُرُّ وَرَائِي السِّنِينَا

میرے قدم بوڑھاپے سے بھاری نہیں ہو گئے ہیں۔ بلکہ اون سالوں سے ہو گئی ہیں جو میں

اپنے پیچھے کھینچے لا رہا ہون۔

یہ بھی اوسی کے ہین۔

وَقَائِلَۃٌ مَاذَا الشُّحُوبُ وَذَا الضَّنَی   فَقُلْتُ لَهَا قَوْلَ الْمَشُوقِ الْمُتَیَّمِ

معشوقہ سے نے پوچھا یہ دبلا پن اور بیماری کس لئے ہے۔ اس کے جواب مین مین نے اوسے وہی بات کہی جو ایک آرزومند عاشق نے کہی تھی۔

هَوَاكِ أَتَانِي وَهْوَ ضَیْفٌ أُعِزُّهُ   فَأَطْعَمْتُهُ لَحْمِي وَأَسْقَیْتُهُ دَمِي

تیری محبت میرے پاس آئے۔ وہ ایسا مہمان تھا جس کی مین عزت کرنے لگا۔ اور اوسکی ضیافت مین مین نے اوسے اپنا گوشت کھلایا۔ اور اپنے خون کا پانی پلایا۔

اوسکی تصانیف سے ایک کتاب قراضۃ الذہب (پارہاے طلا) بھی ہے۔ گوکہ وہ حجم مین بہت چھوٹی ہے۔ مگر بڑی مفید ہے۔(۲) ایک اور کتاب الشذوذ لغت مین لکھی ہے۔ جس مین اوس نے ہر ایک ایسے کلمہ کو درج کیا ہے۔ جس کا استعمال شاذ اور خاص مفہومات مین ہوتا ہے۔ چونکہ ہم کو اختصار منظور ہے اس لئے ہم اون وقائع اور ماجریات کو یہان قلم انداز کرتے ہین جو اس کے اور عبد اللہ محمد بن ابی سعید بن احمد المعروف بابن شرف القیروانی کے درمیان گزرے ہین اور بہت طول طویل ہین۔ رشیق۔ بفتح راے مہملہ وکسر شین مثلثہ و یاے تحتانی و قاف۔ مسیلہ کا ذکر اوپر آچکا ہے(۳)۔ اعادہ کی ضرورت نہین۔

(۱) اسکو قیروانی غالباً اس سبب سے کہتے ہین کہ ابن رشیق انکا تب ابو العباس احمد سے اوسے امتیاز ہوجاے جس نے قرطبہ مین پڑھا اور زبان عربی فقہ اور حدیث مین بڑا درجہ حاصل کیا تھا۔ ابو الجیش مجاہد بن عبد اللہ العامری اسکی بڑی خاطر کرتا تھا۔ اوس نے اسے جزیرہ میجارقہ کا والی کردیا تھا۔ یہ وہان مدت تک بڑے عدل وانصاف کے ساتھ حکومت کرتا رہا اور بڑی عمر کا ہوکر سنہ ۴۴۰ھ (سنہ ۱۰۴۹ء) سے کچھ ہی پہلے انتقال کیا۔ اوس کے رسائل کو لوگون نے فراہم کیا ہے اور وہ مشہور ہین۔ (الحلۃ السیارہ)

(۲) یہ ایک علم ادب کی کتاب ہے (دیکھو کشف الظنون) اوس نے قیروان کی ایک تاریخ بھی لکھی ہے جس کا ذکر اکثر مورخین کیا کرتے ہین اس کا بھی کشف الظنون مین حوالہ دیا گیا ہے۔

(۳) مسیلہ سنہ ۳۱۵ھ (سنہ ۹۲۷ء) مین القائم بامر اللہ فاطمی نے کر آباد کیا تھا۔ اور اوس کا نام محمدیہ رکھا تھا۔ (ابو الفدا) (۴) یہ واقعہ سنہ ۴۴۹ھ (سنہ ۱۰۵۷ء) کا ہے (ابو الفدا)

(۵) ایک حدیث مین ہے کہ نمرود ناک مین ایک مچھر گھس جانے کے سبب سے مرگیا تھا۔

(۶) سورۃ النمل آیت ۱۸ کے طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے قالت نملۃ یا ایھا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وھم لا یشعرون (ایک چیونٹی نے کہا چیونٹیو اپنے اپنے بلون مین گھس جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اوس کے لشکر تم کو کچل ڈالین۔ اور اون کو اسکی خبر بھی نہ ہو۔

(۷) یہ عہد قدیم کے اشعار کا مجموعہ ہے (کشف الظنون)

(۸) دیکھیے تذکرہ ۱۳۳

۱۵۸ ابو علی حسین بن عبد الصمد بن الشخباز العسقلانی (۱)

مخاطب بالشیخ المجید (شیخ لائق) خطب سے مشہور اور رسائل دلچسپ کا مصنف ہے۔ شرفویسے کے شہسوارون مین تھا اس مین اوسے بڑی قدرت حاصل تھی۔ کہتے ہین کہ قاضی فاضل رحمہ اللہ اوس کے کلام کو نہایت کوشش سے یاد کیا کرتا تھا۔ چنانچہ اکثر اوسے یاد ہوگیا تھا۔ عماد الدین اصفہانی نے خریدہ مین اوس کا ذکر کیا اور کہا ہے کہ مجید واقعی مجید اور لائق تھا۔ ابتداء کلام پر بخوبی قادر تھا۔ اوس نے خطب بدیعہ اور معنا مین دلربا بہت لکھے ہین ابن بسام نے بھی ذخیرہ مین اوس کا ذکر کیا ہے۔ اور کچھ رسائل نقل کیے ہین۔ اور اوسکی نظم مین ایک قصیدہ کے کچھ شعر بھی لکھے ہین وہ یہ ہین۔

مَا زَالَ یَخْتَارُ الزَّمَانُ مُلُوکَہُ حَتّٰی أَصَابَ الْمُصْطَفَی الْمُتَخَیَّرَا

زمانہ ہمیشہ اپنے بادشاہون کو منتخب کرتا رہتا ہے۔ یہان تک کہ آخر کار اوسے چیدہ اور پسندیدہ شخص مل جاتا ہے۔

قُلْ لِلْأُوْلٰی سَاسُوْا الْوَرٰی وَتَقَدَّمُوْا قِدْمًا ھَلُمُّوْا شَاھِدُوْا الْمُتَأَخِّرَا

کہدو اون سے جنھون نے مخلوق پر سیاست وحکومت کی اور قدیم زمانہ مین اعلے درجہ حاصل کیا آؤ اور اخیر زمانے کے بادشاہ کو بھی دیکھو۔

تَجِدُوْہُ أَوْسَعَ فِی السِّیَاسَۃِ مِنْکُمُ صَدْرًا وَأَحْمَدَ فِی الْعَوَاقِبِ مَصْدَرَا

اگر تم دیکھو تو اوسے سیاست وحکمرانی مین اپنے آپ سے وسیع تر سینہ والا (اچھے دل والا) اور آخرین نتائج کے لحاظ سے زیادہ تعریف کے قابل پاؤگے۔

إن كان رأي شاوروه أحنفا   أو كان بأس نازلوه عنترا

اگر کبھی راے لینا ہو تو اوس سے مشورہ لو۔ اوس وقت وہ احنف کی سی راے دیگا۔ یا اگر کچھ خوف ہو تو اوس سے لڑو۔ اوسوقت بہادری مین اوسے عنترہ کے طرح پاؤگی۔

قد صام والحسنات ملء كتابه   وعلى مثال صيامه قد أفطرا

اوس نے روزہ رکھا (مگر کام نہ چھوڑا) اوسکے نیک کام اسقدر ہین کہ اون سے کتاب بھر گئی ہے۔ اور جیسے اوس کے روزہ رکھنے کے دن ہوتے ہین ایسے ہی اوس کے روزہ نہ رکھنے کے ہوتے ہین۔

ولقد تخوفك العدو بجهده   لو كان يقدر أن يرد مقدرا

دشمن نے اپنے کوشش سے تجھے خوف مین ڈالنا چاہا (مگر کچھ نہ کر سکا) ہان اگر اس کے ساتھ ہی اوس مین مقدر پلٹ دینے کے قدرت بھی ہوتی تو کچھ کر سکتا تھا۔

إن أنت لم تبعث إليه ضمرا   جردا بعثت إليه كيدا أضمرا

اگرچہ تونے اوس کے طرف (گھوڑے) چکنے پیٹھ کے تیز رفتار نہین بھیجی۔ مگر اوسکی طرف (مقابلہ کیلئے پوشیدہ تدبیر کی پالسی) کو روانہ کیا ہے۔

يبدي وما حملت رجال أبيضا   فيه ولا ادرعت كماة أسمرا

جب یہ کھید جاتا ہے تو مردان کار شمشیر رخشان نہین اوٹھاے ہوتے اور نہ دلاور زرہ کے کپڑے پہنے ہوتے ہین۔

خفوا إليك فخاطروا بنفوسهم   وأمرت سيفك فيهم أن يخطرا

جب دشمن تیرے طرف جلدی کرتے ہین تو وہ اپنے جانون کو خطرہ مین ڈالتے ہین تو اپنے تلوار اون مین چلنے کا حکم دیتا ہے۔

عجبوا لحلمك أن تحول سطوة   وزلال خلقك كيف عاد مكدرا

اس وقت جب تیرا حلم حملہ سے بدلجاتا۔ اور تیرے خلق کا شیرین چشمہ لوٹ کر مکدر ہو جاتا ہے تو اونکو بڑا تعجب ہوتا ہے۔

لا تعجبوا من رقة وقساوة   فالنار تقدح من قضيب أخضرا

نرمی اور سختی پر (دشمنو) تم تعجب نہ کرو دیکھو سبز لکڑی سے آگ نکلا کرتے ہے۔

تطویل کے اندیشہ سے مین اسی پر اختصار کرتا ہون - یہ بھی ذکر کرتے ہین کہ اوسے خزانۃ البنود مین قتل کر دیا گیا - جو شہر قاہرہ المعزیہ مین ایک قید خانہ تھا - یہ واقعہ (۵۸۶؁ھ ۱۱۸۹؁ء) کا ہے - رحمہ اللہ تعالے

یہ اشعار بھی اوسی کے طرف منسوب ہین[۹] -

یَا سَیْفَ نَصْرِی وَالْمُهَنَّدُ يَانِعُ ‎ ‏وَرَبِیعَ أَرْضِی وَالسَّحَابُ مُصَافُ

اے تلوار جو میرے نصرت کے لئے ہے اور اے تیز شمشیر سرخ (دشمن کے خون سے) اور اے موسم بہار کے ابر میری زمین کے لئے جب کے ابر اس طرف سے صاف ہو گیا ہو -

أَخْلَاقُكَ الْغُرُّ السَّنِيَّةُ مَا لَهَا ‎ ‏حَمَلَتْ قَذَى الْوَاشِینَ وَهْيَ سُلَافُ

تیری صاف و پاک اخلاق کو کیا ہو گیا ہے - جو اوس نے غمازون کے تہمت اور بدگمان کو کہا ہے - حالانکہ وہ تیرا اخلاق صاف شراب کی طرح ہے -

وَالْإِفْكُ فِي مِرْآةِ رَأْيِكَ مَا لَهُ ‎ ‏يَخْفَى وَأَنْتَ الْجَوْهَرُ الشَّفَّافُ

تیرے آئینہ رائی مین کیا ہو گیا ہے کہ جھوٹ چھپ جاتا ہے - حالانکہ تو جوہر شفاف ہے (جس مین کوئی چیز چھپ نہین سکتے) -

یہ دو نو مشہور بیتین بھی اوس کے دیوان مین مین نے دیکھی ہین -

حِجَابٌ وَإِعْجَابٌ وَفَرْطُ تَصَلُّفٍ ‎ ‏وَمَدُّ يَدٍ نَحْوَ الْعُلَا بِتَكَلُّفٍ

پردہ (جو دربار مین عرضی گزارون کی لئے پڑا رہتا ہے) اور فضیلت جتانے اور کثرت سے لاف زنی کرنا اور بلند مرتبہ والے کے طرف مجبوری سے ہاتھ بڑہانا - (آج کل کے اہل دربار کو یہ تکلیفین اُٹھانا پڑتی ہین)

وَلَوْ كَانَ هٰذَا مِنْ وَرَاءِ كِفَايَةٍ ‎ ‏عَذَرْنَا وَلٰكِنْ مِنْ وَرَاءِ تَخَلُّفٍ

اگر یہ امر لیاقت کی وجہ سے ہوتا تو ہم اس پر کچھ زیادہ خیال نہ کرتے لیکن یہ تو نالائقی کے وجہ سے ہوتا ہے

شخبا بفتح شین مثلثہ و سکون خاے معجمہ و باے موحدہ والف ممدودہ عسقلانی منسوب ہے شہر عسقلان کی طرف جو ساحل (شام) پر مشہور ہے -

---

(۱) میرے ابن خلکان کے عربی نسخہ مین جو میرے پاس ہے - الشخبار لکھا ہے - مگر انگریزی مترجم نے اسے الشخبار بیان کیا ہے دیکھو تذکرہ ۱۰۱ کا نوٹ ۶

(۲) مجید جس کے معنے یہان لائق کے دیے ہین - حقیقت مین وہ شخص ہے کہ جو کام وہ ہاتھ مین لے

اوسکو پورا اچھی طرح کردے۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۸۷ نوٹ ۴

(۴) لفظی ترجمہ دراز دست۔

(۵) ابتداع کے معنے ہین عبارت آرائی کا نیا ڈھنگ اختیار کرنا۔عماد الدین بھی اپنے تصنیفات مین ایسے ہی منشیانہ عبارتین لکہتا ہے۔قدیمی عربی مین ایسے عبارتون کے دستور تھی یہ ایرانیونکی ایجاد ہے

(۶) احنف بن قیس اپنی دانشمندی اور عقل کی وجہ سے مشہور تھا دیکھو تذکرہ ۲۹۲

(۷) دو لکڑیان لو ایک اون مین سے کہردری اور ذرہ سخت ہوا ور دوسرے نرم اور صاف ہو تو رگڑنے سے آگ نکل آتی ہے۔جنگلون مین اسی طرح آگ نکال لیتے ہین یہ اشعار جس قصیدہ سے لئے گئے ہین معلوم ہوتا ہے کہ اوس مین فاطمی خلیفہ مستنصر باللہ کے مدح کی گئی ہوگی۔

(۸) خزانۃ البنود (جھنڈون کے میگزین) کو فاطمی خلیفہ الظاہر نے بنایا تھا۔یہان کام کرنے والون مین تین ہزار کاریگر اسلحہ سازی کا کام کیا کرتے تھے (خطط مقریزی)

(۹) معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشعار ابن خلکان نے بعد مین اسی تذکرہ مین بڑہا دیئے ہین پہلے نہ تھے۔

(۱۰) اس مصرعہ کے اخیر حصہ والمہند یانع کا ترجمہ انگریزی مترجم نے یون لکہا ہے "جب کہ دشمن کی تلوار (خون سے) سرخ ہے" اور اوسپر یہ نوٹ دیا ہے۔"یانع پر نقطہ مختلف طرز پر دی گئی ہین۔لیکن کوئی لفظ موقع کے مناسب نہین معلوم ہوتا ہے۔متن مین کوئی لفظ ایسا نہین ہے جس سے اطمینان ہو اگر قیاس کرنا کچھ بیجا نہ ہو تو میرے قیاس مین یہان لفظ ثالم رکھ دینا چاہئے۔جس کے معنے کہٹلی اور ٹوٹی ہوئی کے ہین"۔

(۱۱) مین نے عذر کے معنے خیال نہ کرنا لئے ہین۔

۱۵۹ ابو محمد حسن بن ابراہیم بن الحسین بن الحسن بن علی بن خالد بن راشد بن عبد اللہ بن سلیمان بن زولاق مصری

ایک شخص کی اولاد مین تھا جو قبیلہ لیث کا مولی تھا۔فن تاریخ کا بڑا فاضل تھا۔اس فن مین اوسنے

ایک بڑی اچھی کتاب لکھی[1] ہے - خطط مصر (یعنی مصر کے مقامات مختلفہ کے بیان) مین بھی اوس نے ایک کتاب
لکھی ہے اور اس مضمون کو پورا پورا ادا کر دیا ہے - کتاب اخبار قضاۃ مصر بھی اوس کی ہے - جو اوس نے
ابو عمر محمد بن یوسف بن یعقوب الکندی[2] کی کتاب اخبار قضاۃ مصر کی ذیل کے طور پر لکھی ہے - ابو عمر کی
کتاب مین ۲۴۶ھ تک کا بیان ملتا ہے - ابن زولاق مذکور نے اوسکی تکمیل کی - قاضی بکار بن قتیبہ کے
بیان سے شروع کیا اور محمد بن النعمان کے بیان پر ختم کیا ہے - محمد بن النعمان کا حال اوس مین رجب
۳۸۶ھ (جولائی ۹۹۶ء) تک کا ہے - اس کا دادا حسن بن علی علماے مشاہیر سے تھا -

ابو محمد بروز سہ شنبہ ۲۵ - ذی قعدہ ۳۸۷ھ (نومبر ۹۹۷ء) کو مرا ہے - رحمہ اللہ تعالے - مین
نے اوس کی کتاب اخبار قضاۃ مصر مین جہان اوس نے قاضی عبید کا حال بیان کیا ہے لکھا دیکھا ہے
کہ فقیہ منصور بن اسمعیل الضریر جمادی الاولی ۳۰۶ھ (اکتوبر ۹۱۸ء) مین مرا ہے - پھر کہتا ہے کہ وہ میری
پیدائش سے تین مہینہ سے پہلے مرا ہے - علی ہذا التقدیر ابن زولاق مذکور کی ولادت شعبان ۳۰۶ھ
(جنوری ۹۱۹ء) مین ہونا چاہیے - یہ طحاوی سے حدیث کی روایت کیا کرتا تہا -

زُولاق - بضم زاے معجمہ و سکون واو و لام و الف و قاف لیث سے مراد لیث بن کنانہ ہے جو ایک
بہت بڑا قبیلہ ہے - ابن یونس مصری نے کہا ہے کہ وہ لیثی بالولا تھا -

---

(۱) جو کشف الظنون کے مطابق غالباً عبد الرحمن الصوفی کے تاریخ مصر کا دوسرا ضمیمہ ہے -
(۲) سیوطی کے قول مندرجہ حسن المحاضرہ کے مطابق اسی الکندی نے جو بظاہر یعقوب الکندی مشہور فلسفی کا پوتا نظر آتا ہے
مصر کے خطیبون کے بیان مین بھی ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام اوس نے فضائل مصر رکھا ہے - یہ شخص کافور کا ہم عصر
تھا - کشف الظنون مین مقریزی سے لیکر اس کے وفات کی تاریخ [illegible] ([illegible]) بتائی ہے -

---

۱۶۰ ابو نزار حسن بن ابی الحسن صافی بن عبد اللہ بن نزار بن ابی الحسن نحوی

معروف بملک النحاۃ تھا - عماد الدین کاتب نے خریدہ مین اوس کا ذکر کیا - اور کہا ہے کہ بڑے زبردست
فاضلون مین سے تھا - اور اپنے اون مکاتبات کا ذکر بھی کیا ہے - جو ان دونون مین دمشق[1] مین ہوئے

ہین۔ واقعی نحو مین اوسے بڑا کمال تھا۔ اپنے طبقہ کے لوگون مین کوئی اوس کو نھین پہونچتا تھا۔ بڑا ہی ذوفہم فصیح اور ذکی تھا۔ ہان اتنی بات تھی کہ اوسے غرور تھا۔ اپنا لقب خود ہی ملک النحاۃ رکھا تھا۔ اگر اوسے کوئی اس لقب سے نہ پکارتا تو اوس سے ناراض ہوتا تھا۔ سنہ ۵۲۲ھ (سنہ ۱۱۲۷ء) مین بغداد سے اکر واسط مین سکونت اختیار کرلی تھی۔ مدت تک وہان رہا۔ وہان کے باشندون نے اوس سے علم ادب مین بڑا فائدہ اٹھایا۔ اوس کی فضیلت وعلمیت پر سب کا اتفاق تھا۔ ابو البرکات المستوفی نے تاریخ اربل مین اوس کا ذکر کیا اور کہا ہے کہ وہ اربل کو آیا۔ پھر بغداد ہو کر وہان حدیث پڑہی۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب کے فقہ اور اصول الدین ابو عبد اللہ القیروانی سے اور خلاف اسعد المیہنی سے اور اصول الفقہ ابو الفتح بن برہان مصنف الوجیز والوسیط فی اصول الفقہ سے اور نحو فصیحی سے پڑہا تھا۔ یہ فصیحی عبد القاہر جرجانی (۲) صاحب الجمل (نھین بلکہ الجمل) (۳) اصغری کا شاگرد تھا۔ پھر یہ ہزار خراسان کرمان غزنہ کو پھرتا پھراتا شام کو چلا گیا دمشق مین وطن اختیار کرلیا۔ وہین بروز سہ شنبہ ۹۔ شوال ۵۶۹ھ (۳ مئی ۱۱۷۴ء) کو اوس نے وفات پائی دوسرے روز چہار شنبہ کو مقابر باب الصغیر مین دفن ہوا۔ اسی (۸۰) سال سے عمر تجاوز کر گئی تھی رحمہ اللہ تعالی۔ اس کے بعد مجھے اوس کی تاریخ ولادت بھی ملگئی۔ بغداد کے محلہ دار الدقیق مین جانب غربی کو ۴۸۹ھ مین پیدا ہوا تھا۔ فقہ اصول دین اور اصول فقہ مین اور نحو مین اوس کی تصنیفات بہت ہین۔ اشعار کا ایک دیوان بھی ہے جس مین اوس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح مین قصائد لکھے ہین یہ اوس کے شعر ہین۔

سَلَوْتُ بِحَمْدِ اللهِ عَنْهَا فَاَصْبَحَتْ — وَدَاعِي الْهَوٰى مِنْ نَحْوِهَا لَا اُجِيْبُهَا

اللہ کو تعریف ہو مجھے اوس کی طرف سے تسلی ہو گئی ہے۔ اب اوس کی طرف سے محبت کے بولانے والے بولاتے ہین مگر مین اونھین جواب نھین دیتا۔

عَلٰى اَنَّنِيْ لَا شَامِتٌ اِنْ اَصَابَهَا — بَلَاءٌ وَلَا رَاضٍ بِوَاشٍ يُعِيْبُهَا

اوس پر بھی میری حالت یہ ہے کہ اگر میرے محبوب پر کوئی بلا پڑے تو مین کچھ خوش نھین ہوتا اور اگر کوئی غماز اوس پر عیب لگالے تو اوس سے بھی راضی نھین

اس کی جتنی تصانیف ہین اچھی ہین وہ بڑا مجموعہ فضائل وکمالات تھا۔

(۱) عربی مکاتیب ومراسلات مین اکثر نظم بھی ہوا کرتے تھے۔ عماد الدین نے جو کچھ لکھا ہے وہ اسی قسم کی کچھ تھوڑی سی تحریر تھی (دیکھو خریدہ)

(۲) ابوبکر عبدالقادر بن عبدالرحمن الجرجانی بڑا مشہور نحوی شافعی فقیہ زہد و ورع اور علم کی وجہ سے مشہور تھا اوس نے ذیل کی کتابین لکھی ہین۔
مجمل علم ادب مین شرح مجمل جس کا نام تلخیص ہے کتاب العمد صرف اور اشتقاق مین مفتاح تفسیر سورہ فاتحہ۔ مغنی جو ابوعلی فارسی کے کتاب ایضاح کے تیس جلدون مین شرح ہے اور اور بھی کئی کتابین لکھی ہین مسلک مین یہ اشاعرہ کا پیرو تھا ۴۷۱ھ (۱۰۷۸ء) یا ۴۷۴ھ مین وفات پائی ہے۔
(۳) المجمل الکبری کا مصنف ابن فارس الرازی تھا۔

۱۶۱ ابومحمد حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسی الرضا بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین بن علی ابی طالب رضی اللہ عنہم

امامیہ (شیعہ) فرقہ کے اعتقاد کے روسے بارہ امامون سے ایک امام ہین۔ ابوالقاسم محمد المنتظر صاحب السرداب (تہ خانہ) کے باپ ہین۔ عسکری کے لقب سے یہ بھی مشہور ہین۔ اور اون کے باپ بھی اسی لقب سے مشہور تھے اون کے باپ کا اور نیز باقی ائمہ (فرقہ امامیہ) کا آیندہ ذکر آئیگا۔ انشاء اللہ تعالے۔ حسن مذکور کی ولادت بروز پنجشنبہ ۲۳۱ھ (۸۴۵ء - ۸۴۶ء) کے کسی مہینہ مین ہوئی تھی۔ بعض نے تاریخ ولادت ۶۔ ربیع الاول یا ربیع الآخر ۲۳۲ھ بھی بتائی ہے۔ بروز جمعہ یا چہارشنبہ ۸ ربیع الاول یا جمادی الاول ۲۶۰ھ (جنوری ۸۷۴ء) کو سر من رای مین وفات پائی۔ اپنے باپ کے قبر کی پاس مدفون ہوئے۔ رحمہ اللہ تعالے۔
عسکری بفتح عین مہملہ وسکون سین مہملہ وفتح کاف وراے مہملہ۔ سر من رای کی طرف منسوب ہے معتصم نے جب اس مقام کو آباد کیا تو اپنا لشکر لیکر وہان چلا گیا تھا۔ اسی سے اُسے عسکر (لشکر) کہنے لگے تھے۔ حسن مذکور اوس کی طرف اس لئے منسوب ہو گئے۔ کہ خلیفہ متوکل نے ان کے باپ علی کو نکالکر وہان بھیجدیا تھا وہ وہان بیس سال نو مہینے رہے۔ اور اوسی مقام کے ساتھ وہ اور اون کے یہ بیٹے منسوب ہو گئے۔

۱۶۲ ابوعلی حسن بن ہانی بن عبدالاول بن الصباح المعروف بابی

نوّاس حکمی

مشہور شاعر تھا اس کا دادا جراح بن عبداللہ الحکمی والی خراسان کا مولی تھا۔ اسی لئے مین نے اوسی کی طرف منسوب کیا ہے۔ محمد بن داود بن الجراح نے کتاب الورقہ مین ذکر کیا ہے۔ کہ ابونواس بصرہ مین پیدا ہوا۔ اور وہین پرورش پائی تھی۔ پھر وَالبَۃُ بنُ الحُبَاب کے ساتھ کوفہ چلا گیا۔ وہان سے بغداد چلا گیا مگر اورون نے لکھا ہے کہ وہ اہواز مین پیدا ہوا اور دو ہی سال کی عمر مین وہان سے چلا گیا تھا۔ اس کی مان جلبان اہوازیہ تھی۔ اور اوس کا باپ مروان بن محمد آخر ملوک بنی امیہ کے لشکر کا آدمی اور دمشق کا باشندہ تھا مگر اہواز مین جا رہا اور وہان جلبان سے نکاح کر لیا تھا۔ اس کے پیٹ سے کئی بچہ پیدا ہوئے جن مین دو ابونواس اور ابومعاذ تھے۔ اس ابونواس کو مان نے ایک عطار کے سپرد کر دیا تھا۔ وہان کہین ابو اسامہ والبۃ بن الحباب کی نگاہ اس پر پڑگئی۔ اُس نے بہت پسند کیا۔ اور کہا مجھے تیرے خیالات بہت اچھے معلوم ہوتے ہین۔ میرے نزدیک اونھین ضائع نہ کر تو شعر کہنے لگے گا میرے ساتھ رہو۔ مین تجھے سکھاؤنگا۔ ابونواس نے پوچھا تو کون ہے۔ کہا مین ابواسامہ والبۃ بن الحباب ہون۔ کہا واللہ مین تو تجھے ڈھونڈھتا تھا اور چاہتا تھا کہ تیری تلاش مین کوفہ جاؤن تاکہ تجھ سے کچھ سیکھون اور تیرے اشعار سنون پھر ابونواس اوس کے ساتھ رہنے لگا۔ بغداد کو آیا۔ سب سے اول ایام طفلی مین ہی جو شعر اوس نے کہے تھے یہ ہین۔

حَامِلُ الھَوٰی تَعِبٌ　　یَسْتَخِفُّہُ الطَّرَبُ

جو عشق و محبت کی بوجھ کو اٹھاتا ہے وہ ماندہ تھکا ہو جاتا ہے خوشی اوسے اچھی نہین معلوم ہوتی۔

اِنْ بَکٰی یَحِقُّ لَہٗ　　لَیْسَ مَا بِہٖ لَعِبٌ

اگر وہ روئے تو اوسکو یہ زیبا اور حق بجانب ہے جو اوس کا کام ہے وہ کوئی کھیل کی چیز نہین ہے۔

تَضْحَکِیْنَ لَاھِیَۃً　　وَالْمُحِبُّ یَنْتَحِبُ

(محبوبہ) تو تو دل لگی سے ہنستی ہے حالانکہ تیرا چاہنے والا ہاے ہاے کرتا ہے۔

تَعْجَبِیْنَ مِنْ سَقَمِیْ　　صِحَّتِیْ ھِیَ الْعَجَبُ

تجھے میرے بیماری پر تعجب آتا ہے۔ لیکن (درحقیقت) میری صحت اور اچھا ہونا ہے تعجب کی بات ہے

یہ ابیات بہت مشہور ہین۔ کہتے ہین کہ خصیب صاحب دیوان الخراج (افسر مالگزاری) نے مصر مین ابونواس سے اوس کا نسب پوچھا۔ کہنے لگا میرے علم ادب نے مجھے نسب بیان کرنے کی ضرورت نہین رکھی ہے۔ خصیب سنکر خاموش ہوگیا۔ اسمٰعیل بن نوبخت کہتا ہے کہ مین نے ابونواس سے زیادہ کسی کو عالم نہ پایا۔ اور باوجود قلت کتب کے اوس کا سا حافظہ کسی کا نہ دیکھا۔ اوس کے مرنے کے بعد ہم نے خانہ تلاش کی تھی۔ وہان ایک کتاب وان پایا جس مین چند کترنین (؟) کاغذ کی تھین اون پر کچھ خیالات غریبہ لکھے تھے اور کچھ لغوا ہین تھین اور بس۔ (یعنی اسلام کے زمانہ کے) شعرا مین وہ اول درجہ کا شخص تھا۔ وہ دس قسم کے شعر کہتا تھا۔ اور دسون مین اچھا تھا۔ ابوبکر الصولی۔ علی بن حمزہ ابراہیم بن احمد بن محمد الطبری معروف بہ توزون سے چند علما نے اوس کے اشعار جمع کئے ہین۔ اور اسی لئے اوس کے دیوان مختلف ہین چونکہ دیوان اوس کا بہت مشہور ہے۔ ہمین اوس کے اشعار نقل کرنے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی۔ ایک کتاب مین مین نے دیکھا ہے کہ مامون کہتا تھا۔ مین اگر دنیا کی توصیف کرتا تو ابونواس کے قول کے برابر نہین کرسکتا تھا وہ یہ ہے۔

أَلَا كُلُّ حَيٍّ هَالِكٌ وَابْنُ هَالِكٍ ‏ ‏ ‏ ‏ وَذُو نَسَبٍ فِي الْهَالِكِينَ عَرِيقِ

یاد رکھو ہر جاندار مرنے والا اور مرنے والے کا بیٹا ہے۔ اور ہر نسب والے کی اصل اور جڑ مرنے والون مین بھی ہوتی ہے۔

إِذَا امْتَحَنَ الدُّنْيَا لَبِيبٌ تَكَشَّفَتْ ‏ ‏ ‏ ‏ لَهُ عَنْ عَدُوٍّ فِي ثِيَابِ صَدِيقِ

جب کسی عاقل نے دنیا کو جانچا اور امتحان لیا تو ظاہر ہوا کہ وہ دوست کے لباس مین ایک دشمن ہے۔

بیت اول کا مضمون امرؤ القیس کے قول سے ملتا ہے۔

فَبَعْضَ اللَّوْمِ عَاذِلَتِي فَإِنِّي ‏ ‏ ‏ ‏ سَيَكْفِينِي التَّجَارِبُ وَانْتِسَابِي

میری ملامت کرنے والی۔ ملامت کم کر۔ مجھے تجربہ اور میرے باپ دادون کی یاد ہی نصیحت کے لئے کفایت کرتی ہے۔

إِلَى عِرْقِ الثَّرَى وَشَجَتْ عُرُوقِي ‏ ‏ ‏ ‏ وَهَذَا الْمَوْتُ يَسْلُبُنِي شَبَابِي

میری (خاندان کے درخت کے) جڑین زمین کے جڑ تک گھسی ہوئی ہین۔ مگر یہ موت مجھ سے میری جوانی (کے کپڑے) چھین لیجائیگی۔

حسن بصری کے بیان مین اس مضمون کی ایک نظیر گزر چکی ہے۔ ابو نواس کا ظن اللہ تعالے عز و جل کی نسبت کیا ہے اچھا تھا وہ کہتا ہے۔

تَكَثَّرْ مَا اسْتَطَعْتَ مِنَ الْخَطَايَا　　فَإِنَّكَ بَالِغٌ رَبًّا غَفُوْرَا

جہان تک تجھ سے ہو سکے خوب کثرت سے گناہ کر۔ کیونکہ تو پروردگار مغفرت کرنے والے کے پاس جانے والا ہے۔

سَتُبْصِرُ إِنْ وَرَدْتَ عَلَيْهِ عَفْوًا　　وَتَلْقَى سَيِّدًا مَلِكًا كَبِيْرَا

جب تو اوس کے پاس جائے گا تو تو وہان معافی دیکھے گا۔ اور بڑے زبردست بادشاہ سے ملاقات کرے گا۔

تَعَضُّ نَدَامَةً كَفَّيْكَ مِمَّا　　تَرَكْتَ مَخَافَةَ النَّارِ السُّرُوْرَا

تو وہان اپنے دونو ہاتھ ندامت و افسوس سے کاٹ لیگا کہ تو نے آتش دوزخ کے خوف سے خوشی کو ترک کر دیا تھا۔

یہ بہت ہی اچھا اور نادر مضمون ہے۔ اوسکی کہانیان بہت ہین۔ اوس کے اچھے اور مشہور نظم مین اوس کا میمیہ قصیدہ ہے جس پر ابو تمام حبیب کو جس کا ذکر اوپر آچکا ہے رشک آیا تھا۔ اور اوس کے وزن پر یہ شعر لکھا تھا۔

دِمَنٌ أَلَمَّ بِهَا فَقَالَ سَلَامُ　　كَمْ حَلَّ عُقْدَةَ صَبْرِهِ الْإِلْمَامُ

ٹیکریان (محبوب کے قبیلہ کے چلے جانے کے بعد) پڑے ہین وہ (عاشق) وہان فروکش ہوا۔ پھر سلام کیا۔ اس اوترنے ٹھیرنے کا بار ہا اوس کے صبر کی گرہ کھول دی ہے (یعنی صبر جاتا رہا ہے)

ابو نواس کے قصیدہ کا مطلع جس کا ذکر کیا اور جو اوس نے امین محمد بن ہارون رشید کی مدح مین اوس کے ایام خلافت مین لکھا تھا یہ ہے۔

يَا دَارُ مَا صَنَعَتْ بِكِ الْأَيَّامُ　　لَمْ يَبْقَ فِيْكِ بَشَاشَةٌ تُسْتَامُ

(چھوٹے ہوے) مکان (گردش) ایام نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ اب تجھ مین خوشی کے آثار ہی باقی نہین رہے جنکی قیمت پوچھی جاے۔

اسی مین وہ اپنے ناقہ کی صفت مین کہتا ہے۔

وَتَجَشَّمَتْ بِيْ هَوْلَ كُلِّ تَنُوفَةٍ ۔ هَوْجَاءُ فِيْهَا جُرْأَةٌ إِقْدَامُ

اوس نے میرے ساتھ ہر ایک بیابان کے ہول اور دہشت میں مشقت اوٹھائی وہ ایک تیز رفتار اونٹنی بڑہنے کے اوس میں بڑی جرات ہے۔

تَذَرُ الْمَطِيَّ وَرَاءَهَا فَكَأَنَّهَا ۔ صَفٌّ تَقَدَّمَهُنَّ وَهِيَ إِمَامُ

وہ دوسرے سواریوں کو پیچھے چھوڑکر آگے نکل جاتی ہے۔ گویا دوسرے سواریاں (نمازیوں کی) صف ہین جن سے آگے ہو کر وہ امام ہوجاتی ہے۔

وَإِذَا الْمَطِيُّ بِنَا بَلَغْنَ مُحَمَّدًا ۔ فَظُهُورُهُنَّ عَلَى الرِّجَالِ حَرَامُ

جب اونٹ ہم کو لیکر محمدؐ کے پاس پہونچ جائینگے تو اوس وقت اون کی پشتین مردون کے لیے حرام ہوجائنگی اس اخیر بیت کا ایک قصہ ہے جس کا ذکر ذی الرمہ غیلان مشہور شاعر کے بیان مین آے گا۔ مجھے ایک واقعہ کی وجہ سے یہ بیت یاد ہوئی ہے جو میرے دوست جمال الدین محمود بن عبداللہ الاربلی ادیب سے جو بڑا خوش آواز اور لائق تھا میرے ساتھ گزرا ہے۔ ایک مرتبہ مین شہر قاہرہ مین ۶۴۵ھ کے کسی مہینہ مین ایک شاہی مجلس مین شریک تھا۔ جمال الدین میرے پاس آیا۔ مجمع کثیر تھا۔ کامون مین لوگ مشغول تھے۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر چلا گیا۔ مجھے خیال بھی نہ رہا۔ اسی مین اوسکا غلام آیا۔ اور ایک رقعہ لایا جس مین لکھا تھا۔

يَا أَيُّهَا الْمَوْلَى الَّذِي بِوُجُودِهِ ۔ أَبْدَتْ مَحَاسِنَهَا لَنَا الْأَيَّامُ

مولی۔ جس کے وجود (با جود) سے زمانہ اپنے خوبیان ہم کو دکہاتا ہے (یعنی تیرے وقت مین زمانہ سے ہم کو فائدہ ہوتی ہین)

إِنِّي حَجَجْتُ إِلَى مَقَامِكَ حَجَّةً ۔ الْأَشْوَاقُ لَا مَا يُوجِبُ الْإِسْلَامُ

مین نے تیرے گھر کا حج کیا۔ وہ حج جو شوق ملاقات کے لیے تھا نہ وہ جس کو اسلام نے واجب کیا ہے۔

وَأَنَخْتُ بِالْحَرَمِ الشَّرِيفِ مَطِيَّتِي ۔ فَتَسَرَّبَتْ وَاسْتَاقَهَا الْأَقْوَامُ

اور اپنے سواری کو حرم شریف مین جاکر کھڑا کیا۔ مگر وہ کسی طرف چھید مین گھس گئی اور لوگ اوسے ہنکالیگئے

فَظَلَلْتُ أَنْشُدُ عِنْدَ نَشْدِي لَهَا ۔ بَيْتًا لِمَنْ هُوَ فِي الْقَرِيضِ إِمَامُ

پھر جس وقت مین اوسے ڈھونڈ رہا تھا تو مین یہ بیت اوس شخص کی پڑہنے لگا جو شعر و سخن مین امام ہے۔

وَإِذَا الْمَطِيُّ بِنَا بَلَغْنَ مُحَمَّدًا ۔ فَظُهُورُهُنَّ عَلَى الرِّجَالِ حَرَامُ

جب اونٹ ہم کو لیکر محمد کے پاس پہنچ جاینگے تو اون کی پشتین مردون پر حرام ہو جاینگی۔

مین نے رقعہ پڑہا۔ اور غلام سے پوچھا کیا بات ہے۔ اوس نے کہا جمال الدین جب آپ کے پاس سے اوٹھا تو معلوم ہوا کہ جوتا چوری گیا تھا۔ یہ تضمین مجھے نہایت پسند آئی۔ عرب جوتے کو راحلہ (سواری) سے مشابہت دیا کرتے ہین۔ متقدمین اور متاخرین دونو کے کلام مین یہ بات آئی ہے۔ متنبی نے بھی اپنے اشعار مین کئی مواضع پر استعمال کیا ہے۔ پھر جمال الدین مذکور میرے پاس آیا۔ ان ابیات کا ذکر ہوتا رہا۔ مین نے کہا میرا نام محمد نہین بلکہ احمد ہے۔ کہا مین جانتا ہون۔ لیکن محمد اور احمد دونو برابر نہین۔ غرض یہ تضمین بہت ہی عجیب ہے کسی کا ہی نام کیون نہ ہو۔

محمد الامین ابونواس پر ایک مرتبہ ناراض ہو گیا۔ اور ایسا غصہ ہوا کہ قید مین بھیجکر بولا تجھے قتل کر ڈالونگا ابونواس نے قیدخانہ سے یہ شعر لکھکر اوسے بھیجے۔

بِكَ أَسْتَجِيرُ مِنَ الرَّدَىٰ ‏ ‏ مُتَعَوِّذًا مِنْ سَطْوِ بَاسِكْ

موت سے مین تجھ ہی سے پناہ مانگتا ہون۔ تیرے خوف کے دبدبہ سے تیری ہی پناہ گیر ہوتا ہے۔

وَحَيَاةِ رَاسِكَ لَا أَعُوْ ‏ ‏ دُ لِمِثْلِهَا وَحَيَاةِ رَاسِكْ

تیرے سر کے زندگی کی قسم ہے ایسا پھر کبھی نہ کرونگا۔ تیرے سر کی زندگی کی قسم ہے۔

مَنْ ذَا يَكُونُ أَبُو نُوَا ‏ ‏ سِكَ إِنْ قَتَلْتَ أَبَا نُوَاسِكْ

اگر آپ اپنے ابونواس کو قتل کر ڈالینگے تو پھر آپ کا ابونواس کون ہوگا۔

اس خلیفہ سے اور اوس سے بہت معاملہ ہوے ہین۔ ابو عمر احمد بن دَرّاج القَسْطَلی کے ذکر مین ابونواس کے ایک رائیہ قصیدہ کا کچھ حصہ لکھ چکے ہین خطیب ابوبکر نے تاریخ بغداد مین اوس کا ذکر کیا اور کہا ہے کہ وہ ۱۴۵ھ (۷۶۲ء) مین یا ۱۳۶ھ مین پیدا ہوا۔ اور ۱۹۵ھ (۸۱۰ء) مین یا ۱۹۶ھ یا ۱۹۸ھ مین بغداد مین وفات پائی۔ قبرستان شونیزی مین دفن ہوا۔ رحمہ اللہ تعالے۔

ابونواس (ہلانے والا) کاکلون کے سبب سے کہتے تھے۔ جو اوس کے کندھون پر ہلتی رہتی تھین حَکَمی بفتح حاے مہملہ وکاف ومیم حَکَم بن سعد العشیرہ کی طرف منسوب ہے جو یمن کا ایک بڑا قبیلہ ہے۔ اسی قبیلہ سے جَرّاح بن عبد اللہ حَکَمی خراسان کا امیر تھا۔ اوپر لکھ چکے ہین کہ ابونواس اوس کے مَوالی سے تھا۔ اسی لئے اوس کی طرف منسوب ہے۔ سعد العشیرہ کا ذکر متنبی کے بیان مین بحرف ہمزہ مین کر چکے ہین۔ صولی کا بیان

محمدون مین آسے گا۔ علی بن حمزہ کا حال مجھے نھین معلوم۔ توزون نے علم ادب ابو عمر الزاہد سے سیکھا اور بڑا صاحب کمال تھا۔ بغداد مین رہا کرتا تھا جمادی الاولی ۳۵۴ھ (مئی ۹۶۵ء) مین وفات پائی ہے۔ رحمہ اللہ تعالےٰ۔

(۱) ابو اسامہ والبتہ بن الحباب کوفہ کا رہنے والا بڑا مشہور شاعر تھا۔ منصور وغیرہ خلفاے عباسی کے دربار مین بڑی عزت تھی۔ مدح وذم دونومین اعلےٰ درجہ کی لیاقت رکھتا تھا۔ ابو نواس کو برمکیون کے یہان اسی کے ذریعہ سے رسوخ ہوا تھا۔ جہان سے اوسے بڑے بڑے انعام واکرام ملتے تھے۔ جب ابو نواس کو روز افزون ترقی نظر آئی تو اپنے محسن کی عنایتون کو فراموش کر بیٹھا۔ والبتہ کو بارہا اپنے ناشکر گزار شاگرد کی بدخلقی پر نہایت سخت افسوس کرنا پڑا۔ والبتہ بغداد مین رہتا تھا۔ اس کی شاعری اوس زمانہ کی بگڑی ہوئی شاعری کی طرح اکثر شراب کی صفت اور حسن وجمال کی توصیف مین ہے۔ کبھی کبھی بشار بن برد اور ابو العتاہیہ کی مذمت بھی لکھا کرتا تھا۔ مگر اونھون نے اس کا ایسا پیچھا کیا۔ کہ یہ ہار کر بغداد سے نکل گیا اپنے وطن کوفہ مین جاکر خانہ نشینی اختیار کر لی (مسالک الابصار و کتاب الاغانی)

(۲) جراز بجیم وراے مہملہ والف وزاے معجمہ یا بزاے معجمہ والف وراے مہملہ کاٹنے والی چیز کو کہتے ہین۔ مگر مین نے یہان کٹے ہوئی چیز اور کترن کے معنے لیئے ہین۔

(۳) نحول ناحل کی جمع ہے ناحل پتلی تلوار کو کہتے ہین۔

(۴) دیکھو تذکرہ ۱۹ کا نوٹ ۱

(۵) شارحین اور مفسرین کا قول ہے کہ زمین کی جڑ سے یہان مراد حضرت آدم یا حضرت اسمٰعیل ہین۔ شاعر کی یہ غرض ہے کہ اوس کا نسب حضرت آدم تک پہونچتا ہے۔ امرا القیس کے خاندان کا نسب کندی ہے۔ مگر وہ حضرت اسمٰعیل کے اولاد مین نھین ہے بلکہ قحطانی ہے۔

(۶) ایسے نظیر حسن بصری کے تذکرہ مین کوئی مجکو معلوم نھین ہوتے شاید وہ موجود اوس نے موت کے آنے مین شک کے نسبت کہا ہے۔

(۷) یہ مضمون شرع اسلامیہ کے بالکل برخلاف ہے۔ بلکہ اس سے زناکاری وغیرہ گناہون کے کرنے کے ترغیب ہوتی ہے۔ اس لیئے ایسے خیالات بہت برے ہین۔

(۸) لفظ دِمَن ؔ کے معنے مینگنی اور گوبر کے ہین جب بدویان عرب اپنے خیمے اوکھاڑ کر اپنے اونٹون وغیرہ جانورون کے ساتھ چل دیتے ہین تو مینگنیان پڑی رہ جاتی ہین اور اون سے قافلہ کے قیام اور چلے جانیکے

آثار معلوم ہوجاتے ہین۔ یہ خیالات شعراے جاہلیت کے اشعار مین ہمیشہ سے باندھے جاتے تھے۔

(۹) دیکھو تذکرہ ۴۹۶۔

(۱۰) جو جمال الدین نے ابن خلکان کے پاس اندر آتے وقت باہر چھوڑ دیا تھا۔

(۱۱) احمد کے معنے ہین لائق حمد اور قابل ستائش محمد کے معنے ہین وہ شخص جس مین بہت سے امور قابل ستائش ہون یا اوسکی بار بار تعریف کیجاے۔

(۱۲) یہ بالکل ایسی ہی ہے جیسے تیری جان کی قسم۔

(۱۳) مولی وہ غلام ہے جو کسی نے آزاد کر دیا ہو۔ اور مولی وہ شخص بھی ہے جو کسی غلام کو آزاد کرے۔

(۱۴) دیکھو تذکرہ ۴۹

(۱۵) ابن خلکان نے صول کا ذکر ابراہیم صولی کے تذکرہ مین کر دیا ہے۔ دیکھو تذکرہ ۱۰ دوسری جگہ محمد الصولی کے لئے دیکھو تذکرہ ۶۲۰۔

(۱۶) ایک علی بن حمزہ الکسائی کا حال آئندہ چلکر ابن خلکان نے دیا ہے۔ دیکھو تذکرہ ۴۰۶ یہ وہ نہین ہے۔

۱۶۳ ابو محمد حسن بن علی بن احمد بن محمد بن خلف بن حیّان بن صدقة بن زیاد الضبی معروف بابن وکیع التنّیسی

مشہور شاعر تھا۔ اوس کے باپ دادے بغداد کے تھے مگر وہ خود تنّیس مین پیدا ہوا تھا۔ ابو منصور ثعالبی نے یتیمة الدہر مین اوس کا ذکر کیا۔ اور لکھا ہے کہ وہ شاعر بارع عالم جامع اپنے زمانہ کا یکتا تھا۔ اوس سے کوئی لگا نہ کہا تا تھا۔ اوس کے تمام مضامین بدیعہ ایسے ہین کہ گویا اذہام پر سحر کا اثر کرتے اور افہام کو اپنا غلام بناتے ہین۔ صاحب یتیمہ نے اوس کے مزدوجہ مربعہ (جو مصرعی مثنوی) کا ذکر کیا ہے جو واقعی نہایت ہی عمدہ نظم ہے۔ اور دوسرے اشعار بھی اوس کے سبعے ہین۔ اس کے اشعار کا ایک اچھا دیوان ہے۔ ایک اور کتاب بھی اوس نے لکھی ہے جس مین ابو الطیب المتنبی کے سرقات کا ذکر کیا ہے۔ اور اوس کا نام المنصف رکہا ہے۔ اس کی زبان مین کچھ لکنت تھی۔ اوسے عاطس (چھینکنے والا) بھی کہا کرتے تھے۔ اوس کے اشعار یہ ہین۔

سلا عن حبك القلب المشوق فما يصبو اليك ولا يتوق

دل جو کبھی شائق و فریفتہ تھا اب تیرے محبت سے بے پروا ہو گیا ہے۔ اوسے تیرے ساتھ نہ کچھ محبت ہے اور نہ کوئی آرزو ہے۔

جفاوك كان عنك لنا عزاء وقد يسلی عن الولد العقوق

جو ظلم و ستم تیرے طرف سے ہوے ہین۔ وہ ہمارے لئے صبر کا باعث ہوگئے ہین۔ بعینہ اوسی طرح سے جیسے نافرمان بیٹے کے مرجانے سے تسلی ہو جاتی ہے۔

یہ بھی اوسی کے ہین۔

ان كان قد بعد اللقاء فودنا باق ونحن على النوى احباب

اگرچہ ملنے کا زمانہ ابھی بہت دور ہے پھر بھی دوستی باقی رہیگی اور جدائی پر بھی ہم دوست ہی رہینگی۔

كم قاطع للوصل يومن وده ومواصل بوداده يرتاب

بہت ایسا ہوتا ہے کہ وصل کا وعدہ توڑ دیا جاتا ہے۔ مگر پھر بھی اوس کی دوستی مین فرق نہین آتا۔ اور بہت ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو دوستی کرنے والا سچا ہوتا ہے۔ اوس کی دوستی مین شک آجاتا ہے۔

یہ بھی اوسی کے ہین۔

لقد شمت بقلبي لا فرج الله عنه

مجھے اپنے دل (کے رنج والم) سے بڑی خوشی ہوتی ہے۔ خدا کرے وہ اوس سے کبھی دور نہ ہو۔

كم لمته في هواه فقال لا بد منه

مین نے اوسکے محبت پر اوسے بارہا ملامت کی ہے۔ مگر اوس نے یہی کہا ہے کہ اوس مین مجبوری ہے۔

یہی مضمون اور بھی ایک شخص نے باندہا ہے وہ کہتا ہے۔

لا رعى الله عزمة ضمنت لي سلوة القلب والتصبر عنه

خدا اس ارادہ کو نہ رہنے دے جو میرے لئے اس سے تسلی دل کا اور صبر کرنے کا کفیل ہوا ہے۔

ما وفت غير ساعة ثم عادت مثل قلبي تقول لا بد منه

یہ ارادہ ایک گھڑی کے سوا نہ رہا۔ پھر میرے دل کی طرح لوٹ پڑا اور کہنے لگ گیا کہ اوس (کی محبت) پر مجبوری ہے۔

ایسا ہی اسامہ بن النقذ کا بھی قول ہے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

لا تستعِن جلداً علی ہجرانہم　　فقواک تضعف عن صدودٍ دائم

اون اپنے دوستون کی جدائی پر صبر کرنے کے لئیے مانگے کی قوت نہ لیلی۔ کیونکہ دائمی اعراض اور
مونھ پھیر لینے کے لئیے تجھ مین قوت نہین ہے۔

واعلم بانک ان رجعت الیہم　　طوعاً والا عدت عودۃ راغم

یہ یاد رکھ کہ اگر تو خوشی سے اون کی طرف پھر گیا تو پھر گیا نہین تو تجھے اپنے مرضی کے خلاف لوٹنا ہی پڑیگا۔

ایک فقیہ مجھ سے کہتا تھا کہ مین نے ابن وکیع مذکور کا یہ قول قرافہ مین شیخ مرتضی الدین ابو الفتح نصر بن محمد بن
مقلد القضاعی الشیرازی کے سامنے پڑھا تھا جو امام شافعی رضی اللہ عنہ کی تربت پر مدرس تھا۔

لقد قنعت ہمتی بالخمول　　وصدّت عن الرتب العالیہ

میری ہمت نے خمول اور گمنامی مین رہنے پر قناعت کر لی ہے۔ اور بڑی بڑی مراتب کے جستجو سے منہ پھیر لیا ہے

وما جہلت طعم طیب العلا　　ولکنہا تؤثر العافیہ

پھر بھی یہ نہین ہے کہ بڑائی کے لذت کو نہ جانتی ہو۔ لیکن اوس نے آرام اختیار کر لیا ہے۔

اسی پر ابو الفتح نے فی البدیہہ یہ شعر کہکر سنایا ہے۔

بقدر الصعود یکون الہبوط　　فایاک والرتب العالیہ

جس قدر بلندی ہوگی اوسے قدر نیچے گرنا ہوگا۔ اس لئے بڑی مراتب سے تجھے محترز رہنا چاہئے۔

وکن فی مکانٍ اذا ما سقطت　　تقوم ورجلاک فی العافیہ

اور ایسے جگہ مین رہو کہ اگر تو وہان سے گر جائے تو ایسا کھڑا رہے کہ تیرے دونو پیر آرام سے رہین۔

یہ شعر بھی ابن وکیع کے ہین۔

ابصرہ عاذلی علیہ　　ولم یکن قبل ذا راٰہ

میری ملامت کرنے والے نے اوس پر نظر ڈالکر اوسے دیکھا۔ اس سے قبل اوس نے اوسے نہ دیکھا تھا۔

فقال لی لو ہویت ہذا　　مالامک الناس فی ہواہ

پھر مجھ سے کہا اگر تو ایسے کی محبت کرتا ہے۔ تو لوگ اوس کی محبت سے تجھے ملامت نہ کرینگے۔

قل لی من علّ لت عنہ　　فلیس اہل الہوی سواہ

کہہ سے کس کی خاطر تو دل پھر گیا ہے جو اوسے چھوڑ دیا ہے۔ اوس کے سوا اور کوئی محبت کرنے کے
قابل نہیں ہے۔

فَقُلْ مِنْ حَيْثُ لَئِنْ يَلْدَهَارِي   يَا عُذُولُ بِالْحُبِّ مَنْ فَهِمَا

پھر وہ اسی طرح پر کہ گویا جانتا ہی نہیں ہے محبت کے لئے اس سے کہنے لگا جس کو اوس نے اوس
سے پہلے منع کیا تھا۔
یہی ابیات میں اپنے ایک دوست شیخ شہاب الدین محمد بن تقی الدین عبد المنعم معروف بالخیمی
کے روبرو پڑہتا تھا کہ اوس نے اسی مضمون پر اپنا یہ قول مجھے سنایا۔

لَوْ رَأَى وَجْهَ حَبِيبِي عَاذِلِي   لَتَفَاصَلْنَا عَلَى وَجْهٍ جَمِيلْ (۳)

اگر میرا ملامت کرنے والا ہے دوست کے چہرہ کو دیکھتا تو اوس چہرہ جمیل پر وہ بھی خود ہم سے جھگڑنے لگتا
اس بیت کے ساتھ اور بہت بیتیں ہیں۔ یہ بہت ہی اچھا مضمون لکھا۔ اور تذکرہ میں اچھی خوبی
دکھائی ہے۔ ابن وکیع کے تمام مضامین اچھے ہوتے ہیں۔
بروز سہ شنبہ ۱۳ جمادی الاولی ۳۹۳ھ (مارچ ۱۰۰۳ء) میں بمقام تنیس اوس کا انتقال ہوا۔
قبرستان کبری کے اوس قبہ میں مدفون ہوا جو اوس کے گذشتہ دادا نے بنایا تھا۔ رحمہ اللہ تعالی۔
وکیع بفتح واو وکسر کاف وسکون یاے تحتانیہ وعین مہملہ ابو بکر محمد بن خلف اوس کے دادا کا لقب
ہے۔ جو عبدان جوالیقی قاضی کا اہواز میں نائب تھا۔ یہ شخص بڑا ہی فاضل اور فصیح تھا۔ قرآن فقہ
نحو سیر اور مخلوق کی جنگ وجدال اور اخبار کا عالم تھا۔ اوس کی تصنیف بھی بکثرت ہیں جن میں
سے بعض یہ ہیں۔ کتاب الطریق۔ کتاب الشریف (۵)۔ کتاب عدد آیات القرآن مع بیان اختلاف
علما۔ کتاب الرمی وَالنِّضَال (تیر اندازی کے بیان) کتاب المکاییل والموازین (پیمانوں اور
اوزان کے بیان میں) وغیرہ ذلک۔ اوس کے شعر بھی علما کے اشعار کی طرح ہوتے تھے۔ بروز
یکشنبہ ۲۴ ربیع الاول ۳۰۶ھ (ستمبر ۹۱۸ء) کو بغداد میں وفات پائی۔ عبدان الاہوازی
عسکر مکرم میں ۳۰۶ھ (سنہ ۹۱۹ء) میں مرا (۶) یہ نافع ابن قانع کا قول ہے۔ رحمہ اللہ تعالے
تنیسی بکسر تاے فوقانیہ وکسر نون مشددہ وسکون یاے تحتانیہ وسین مہملہ منسوب ہے تنیس
کی طرف جو دیار مصر میں دمیاط کے قریب ایک شہر ہے۔ جسے تنیس بن حام بن نوح علیہ السلام نے

بسایا ہے۔ اس لئے اوس کے نام سے موسوم ہے۔ مرتضی شیرزی مذکور ۵۹۸ھ (۱۲۰۱ء) مین مصر مین مرا اور دامن کوہ مقطم مین دفن ہوا ہے رحمۃ اللہ تعالے۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۱۰۹

(۲) یہ دونو شعر اوسی وزن اور قافیہ کے ہین جو پہلے دونون شعرون کا وزن اور قافیہ ہے۔

(۳) اخیر مصرعہ کے یہ بہی معنے ہو سکتے ہین "ہم دونو فیصلہ کرکے خوش خوش الگ ہو جاتے" مگر اصلی معنی وہ ہی ہین جو شعر کے نیچے لکھدئے گئے ہین۔

(۴) اپنی اصلی ارادہ کو چھپاکر دوسرا ارادہ ظاہر کرنا۔

(۵) معلوم نہین کہ یہ کتابین کس علم و فن مین تہین۔ کشف الظنون مین ان کا کچھ ذکر نہین ہے۔

(۶) حافظ ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن موسی بن زید الاہوازی الجوالیقی معروف بہ عبدان بہت ملکون مین پہرا تہا اور بہت لوگون سے حدیث پڑہی تھی۔ وہ بہت اچھا حافظ تھا۔ ابن قانع حدیث اوسی کی روایت سے پڑہا تا تھا۔ اوس نے بہت کتابین لکھی ہین۔ ۳۰۶ھ (۹۱۸ء) مین مرا ہے نوے برس سے کئی مہینے زیادہ کے عمر ہوئی تھی (ذہبی کی تاریخ الاسلام)

۱۶۴ ابو بکر حسن بن علی بن احمد بن بشار بن زیاد معروف با بن العلاف

(چارہ فروش) الضریر (نابینا) نہروانی

مشہور شاعر اور اچھے شعرا سے تھا۔ حدیث ابو عمر الدوری[۱] المقری حمید بن مسعدۃ البصری نصر بن الجہضمی[۲] محمد بن اسمعیل الحسانی سے پڑہی تھی۔ عبد اللہ بن الحسن بن النحاس ابو الحسن الخراجی القاضی ابو حفص بن شاہین[۳] وغیرہم اوس کے حدیث مین شاگرد تھے۔ امام معتضد باللہ کا ندیم تھا۔ کہتے ہین وہ کہتا تھا کہ مین ایک مرتبہ رات کو چند دیگر ندما کے ساتھ معتضد کے گھر مین رہا۔ شب کے وقت خادم ہمارے پاس آیا۔ کہا امیر المومنین نے فرمایا ہے آپ لوگ چلے گئے تو مین شب کو جاگتا رہا۔ نیند نہ آئی اوس وقت مین نے یہ شعر کہا۔

وَلَمَّا انْتَبَهْنَا لِلْخَيَالِ الَّذِي سَرَى ۔۔۔ إِذَا الدَّارُ قَفْرٌ وَالْمَزَارُ بَعِيدُ

جب ہم اوس خیال (محبوب) سے جو راتکے وقت (ذہن مین) آیا تھا جاگ اوٹھے تو دیکھا کہ گہر ایک اجاڑا اور بیابان ہے اور ملنے کا زمانہ بہت دور ہے۔

مگر یہ مضمون پورا نہ کرسکا۔ اگر کوئی شخص اوسی میری غرض کے موافق پورا کردے تو مین انعام دونگا۔ ابن العلاف کہتا ہے کہ تمام حیران رہگئے۔ کہ کس طرح اوسے پورا کرین۔ حالانکہ سب شاعر اور عالم فاضل تھے۔ مین نے اسی مین جلدی سے یہ شعر پڑہا۔

فَقُلْتُ لِعَيْنِي عَاوِدِي النَّوْمَ وَاهْجَعِي لَعَلَّ خَيَالاً طَارِقاً سَيَعُودُ

تو مین نے اپنی آنکھ سے کہا پہر سوجا اور ذرا ٹھہر۔ کیا تعجب ہے جو خیال رات مین آیا تھا پھر لوٹ آئے خادم یہ شعر پیر الیکر گیا اور لوٹ کر خبر دی کہ امیر المومنین نے اسے بہت پسند کیا اور آپکو انعام دیا ہے اس ابو بکر کی ایک بلی تھی اوسے بہت پیار کرتا تھا۔ وہ ہمسایہ کے گھرون مین جاتی اور کبوتر والون کے دربون مین گھسکر اون کے بچون کو کہا جاتی تہی۔ جب بار بار یہی حالت دیکھی تو کبوتر والون نے پکڑ کر اوسے مار ڈالا۔ ابو بکر نے بلی کے نسبت یہ قصیدہ لکھا جو ہم نیچے نقل کرتے ہین۔ مگر بعض نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ یہ قصیدہ اس نے عبد اللہ بن المعتز کے مرثیہ مین لکھا ہے جس کا ذکر ہم آیندہ لکھین گے انشاءاللہ تعالی۔ اس عبد اللہ کو امام المقتدر نے مار ڈالا یہ ڈرتا تھا کہ کہین دو بلان جاے اس لئے بلی کے نام پر لکھکر اپنا دل ٹھنڈا کر لیا۔ اور کچھ ابیات مین بلی کا نام بھی لے لیا۔ تاکہ کسی کو کچھ گمان نہ ہو۔ اس عبد اللہ سے اور ابن العلاف سے بڑی دوستی تھی۔ اکثر ساتھ ساتھ رہا کرتے تھے۔ محمد بن عبد الملک ہمدانی نے اپنی تاریخ صغیر مین جس کا نام اوس نے معارف متاخرہ رکھا ہے وزیر ابو الحسن علی بن الفرات کے بیان مین لکھا ہے کہ صاحب ابو القاسم بن عباد نے بیان کیا ہے کہ ابو الحسن بن ابی بکر العلاف نے جو اکول (کہاؤ) اس سبب سے مشہور تھا۔ کہ مجالس رؤسا و ملوک مین وہ سب سے زیادہ کہاتا تھا بلی کے بیان مین اپنے باپ کے قصائد مجھے سنائے۔ اور بیان کیا۔ کہ محسن بن الفرات کے خرابی کے زمانہ مین اس کا مرثیہ بلی کے نام سے لکھا ہے کیونکہ اوس کے نام لینے اور مرثیہ لکھنے کی جسارت کوئی نہین کرسکتا تھا۔ یہ محسن وزیر مذکور کا بیٹا تھا۔ جس کا بیان اوس کے باپ ابو الحسن علی بن محمد بن الفرات کے ذکر مین آئیگا انشاءاللہ تعالے۔ صاعد اللغوی نے کتاب الفصوص مین لکھا ہے کہ ابو الحسن مرزبانی بیان کرتا تہا۔ علی بن عیسی کی ایک لونڈی تھی۔ ابو بکر بن العلاف

سے کہ ایک غلام پر فریفتہ ہو گئی تھی جب دوست اُن کا حال معلوم ہوا تو وہ توڑ مار کر کھانون مین بھس بھر دیا
اس پر اس کے مولی ابو بکر نے یہ قصیدہ اوس لونڈی کے مرثیہ مین لکھا اور بلی کو بظاہر مخاطب ٹھیرایا
واللہ اعلم یہ بہت اچھی نظم ہے پینسٹھ شعر ہین سب تو ہم نقل نہین کر سکتے۔ عمدہ عمدہ چند اشعار
جن مین حکمت و دانائی کی باتین ہین یہان لکھے جاتے ہین وہ یہ ہین۔

يَا هِرُّ فَارَقْتَنَا وَلَمْ تَعُدِ ‏ ‏ ‏ وَكُنْتَ عِنْدِي بِمَنْزِلِ الْوَلَدِ

بلی۔ تو ہم کو چھوڑ گئی ہے اور پھر لوٹ کر نہین آئیگی۔ تو تو میرے پاس میرے بیٹے کے طرح رہتی تھی۔

فَكَيْفَ نَنْفَكُّ عَن هَوَاكَ وَقَدْ ‏ ‏ ‏ كُنْتَ لَنَا عُدَّةً مِنَ الْعُدَدِ

تیری محبت کو ہم کیسے چھوڑ سکتے ہین۔ تو تو ہمارے لئے حفاظت کے چیزون مین سے ایک چیز تھی۔

تَطْرُدُ عَنَّا الأَذَى وَتَحْرُسُنَا ‏ ‏ ‏ بِالْغَيْبِ مِنْ حَيَّةٍ وَمِنْ جُرَدِ

تو ہم سے اذیت و تکالیف کو دفع کرتی تھی اور سانپ و چھچھوندر سے ہماری غیبت مین نگرانی کرتی تھی۔

وَتُخْرِجُ الْفَارَ مِنْ مَكَامِنِهَا ‏ ‏ ‏ مَا بَيْنَ مَفْتُوحِهَا إِلَى السُّدَدِ

چوہون کو اون کے چھپے ہوے گھرون سے نکالتے اور اون کے سوراخ سے دروازون تک بھگا لیجاتی تھی۔

يَلْقَاكَ فِي الْبَيْتِ مِنْهُمْ مَدَدٌ ‏ ‏ ‏ وَأَنْتَ تَلْقَاهُمْ بِلَا مَدَدِ

گھر مین جب وہ ملجاتی تو اون سے تجھے خوراک ملجاتی تھی۔ اور تجھے اون تک پہونچنے کے لئے کچھ مدد کی ضرورت نہ تھی۔

لَا عَدَدٌ كَانَ مِنْكَ مُنْفَلِتًا ‏ ‏ ‏ مِنْهُمْ وَلَا وَاحِدٌ مِنَ الْعَدَدِ

غول کا غول اون مین سے تجھ سے نہین بھاگ سکتا۔ بلکہ ایک بھی نہین بچ سکتا تھا۔

لَا تَرْهَبُ الصَّيْفَ عِنْدَ هَاجِرَةٍ ‏ ‏ ‏ وَلَا تَهَابُ الشِّتَاءَ فِي الْجَمَدِ

دوپہر کی گرمی کے وقت بھی تجھے موسم گرما سے اندیشہ نہ تھا اور نہ موسم سرما مین پانی سے تجھے کچھ خوف تھا۔

وَكَانَ يَجْرِي وَلَا سَدَادَ لَهُمْ ‏ ‏ ‏ أَمْرُكَ فِي بَيْتِنَا عَلَى سَدَدِ

تارے گھر میں تیرا حکم ٹھیک ٹھیک جاری تھا - اون کیلئے کوئی مانع و مزاحم نہ تھا -

حتّى اعتقدت الاذى غيرنا　　ولم تكن للاذى بمعتقد

یہانتک کہ ہمارے ہمسایوں کے لئے تونے دل میں اذیت کا خیال کیا - مگر مجھے یہ خیال کبھی نہیں ہوا ہے کہ تو نے اذیت کا ارادہ کیا ہے -

تحبّت حول الذي ظلمهم　　ومن يحم حول حوضه يرد

انپر ظلم و ستم کرنے کے لئے تو موت کے گرد گھوما لیکن جو پرند کسی چشمہ کے گرد منڈلاتا ہے وہ آخر خود پانی پینے کیلئے اترتا ہے

وكان قلبي عليك مرتعدا　　وانت تلماب غير مرتعد

میرا دل تیرے اوپر بڑا پریشان رہتا تھا - مگر تو بلا پریشانی و بے اندیشہ رہتی تھی -

تدخل برج الحمام متّئدا　　وتبلغ الفرخ غير متّئد

تو کبوتروں کے درجے میں آہستہ آہستہ گھستی تھی مگر اون کے بچوں کو کھا جاتی میں آہستہ اور سست نہ تھی

وتطرح الريش في الطريق لهم　　وتبلع اللحم بلع مزدرد

اور اونکے پر اونکے مالکوں کے رستہ میں ڈالدیتی تھی - اور اونکا گوشت ہڑپ کرنے والے کی طرح ہڑپ کرجاتی تھی -

اطعمك الغيّ لحمها فرأى　　قتلك اربابها من الرشد

ایسے برے کام نے اون کے گوشت سے تیرا پیٹ بھرا جس سے اون کے مالکوں نے تیرا قتل اچھا جانا -

حتى اذا داوموك واجتهدوا　　وساعد النصر كيد مجتهد

یہانتک کہ وہ مدت تک تجھے دیکھتے اور کوشش کرتے رہے - اس سے کوشش کرنے والی کی چالاکی کے ساتھ نصرت و فتح موافق ہوگئی

كادوك دهرا فما وقعت وكم　　افلت من كيدهم ولم تكد

ایک مدت تک وہ تیرے ساتھ چالاکیاں چلتے رہے لیکن تو اون کے پھندے میں نہیں پڑتی تھی بارہا تو اونکی چالاکیوں سے بچ بھی جاتی اور قریب تھا کہ ایسے ہی بچ جاتی

فحين اخفرت وانهمكت وكا　　شفت واسرفت غير مقتصد

مگر جب تو نے رشتہ خرد کو توڑ دیا اور منہمک ہو کر کھلم کھلا چوری کرنے لگی اور میانہ روی کا طریقہ چھوڑ دیا -

صادوك غيظا عليك وانتقموا　　منك وزادوا ومن يصد يصد

تو اونھوں نے تجھ پر غصہ کرکے تجھے پکڑا اور تجھ سے بدلا لیا اور اوس سے بھی کچھ زیادہ کیا - اور جو شکار کرتا ہے وہ کبھی شکار ہوتا ہے

ثم شفوا بالحديد انفسهم　　منك ولم يرعوا على احد

پھر اونھوں نے لوہے کی چھری سے تجھ سے بدلا لیکر اپنے دل خوش کئے۔ اور کسی کے کہنے سے وہ پھر نہیں باز رہے۔

فَلَمْ تَزَلْ لِلْحَمَامِ مُرْتَصِدًا   حَتَّی سُقِیتَ الْحِمَامَ بِالرَّصَدِ

تو ہمیشہ کبوتروں کی تاک میں لگی رہتی تھی۔ یہانتک کہ کمین گاہ سے تجھے موت (کا گھونٹ) پلا دی گئی۔

لَمْ یَرْحَمُوا صَوْتَكَ الضَّعِیفَ کَمَا   لَمْ تَرْثِ مِنْهَا لِصَوْتِهَا الْغَرِدِ

اونھوں نے تیری کمزور آواز پر کچھ رحم نہ کیا جیسے تونے اون کے چہکنے کی آواز پر رحم نہیں کیا تھا۔

اَذَاقَكَ الْمَوْتَ رَبُّهُنَّ کَمَا   اَذَقْتَ اَفْرَاخَهُ یَدًا بِیَدِ

اون کے پالنے والے نے تجھے موت کا مزہ چکھا دیا جیسے تونے اوس کے بچوں کو چکھایا تھا۔ یہ بدلا ایک ہاتھ سے دینا دوسرے ہاتھ سے لینا تھا

کَاَنَّ حَبْلًا حَوٰی بِجَوْدَتِهِ   جِیدَكَ لِلْخَنْقِ کَانَ مِنْ مَسَدِ

گویا وہ رسی جو اوس نے ونالی سے تیرے گردن میں اوس کے گھونٹنے کے لئے ڈالی تھی وہ کھجور کے ریشہ کی بنی ہوئی تھی

کَاَنَّ عَیْنِی تَرَاكَ مُضْطَرِبًا   فِیهِ وَفِی فِیكَ رَغْوَةُ الزَّبَدِ

گویا اس وقت میری آنکھ تجھے اوس میں تڑپتے دیکھ رہی ہے اور تیرے مونہہ میں جھاگ کا اوپھان آرہا ہے۔

وَقَدْ طَلَبْتَ الْخَلَاصَ مِنْهُ فَلَمْ   تَقْدِرْ عَلٰی حِیلَةٍ وَلَمْ تَجِدِ

تونے چاہا کہ اوس سے چھوٹ جاے۔ مگر تیرا کوئی حیلہ نہ چل سکا اور نہ تجھے (کوئی حیلہ) مل سکتا ہے۔

فَجُدْتَ بِالنَّفْسِ وَالْبَخِیلُ بِهَا   اَنْتَ وَمَنْ لَمْ یَجُدْ بِهَا یَجُدِ

پھر تونے جان دیدی۔ حالانکہ تو اسے دینا نہیں چاہتی تھی جس شخص نے اوسے نہیں دیا وہ (ایک دن) دیگا۔

فَمَا سَمِعْنَا بِمِثْلِ مَوْتِكَ اِذْ   مِتَّ وَلَا مِثْلِ عَیْشِكَ النَّکِدِ

اب جبکہ تو مرگئی ہے۔ ہم نے نہ تو تیری سی موت کبھی سنی ہے اور نہ تیرے سے دشوار زندگی سنی ہے۔

عِشْتَ حَرِیصًا یَقُودُهُ طَمَعٌ   وَمِتَّ ذَا قَاتِلٍ بِلَا قَوَدِ

تونے اپنی زندگی حریصانہ بسر کی جسے لالچ لئے پھرتا تھا اور اب مرگئی ہے۔ یہی قاتل جس سے قصاص لینے والا کوئی نہیں ہے

یَا مَنْ لَذِیذُ الْفِرَاخِ اَوْقَعَهُ   وَیْحَكَ هَلَّا قَنِعْتَ بِالْغُدَدِ

اوہ۔ بچوں کے مزہ نے اوسے ہلاک کردیا۔ افسوس وٹ کی چربی پر کیوں تونے قناعت نہ کی۔

اَلَمْ تَخَفْ وَثْبَةَ الزَّمَانِ کَمَا   وَثَبْتَ فِی الْبُرْجِ وَثْبَةَ الْاَسَدِ

زمانے کے جھپٹ کا تجھے خوف کیوں نہ رہا۔ اوسکی جھپٹ ایسی ہے جیسے دربے میں شیر کی طرح تو جھپٹتی تھی۔

عاقبۃ الظلم لا تنام وان تأخرت مدۃ من المدد

ظلم کا انجام سویا نہین کرتا اگرچہ اوس کے آنے مین کچھ مدت کی کبھی تاخیر ہو جاتی ہے۔

اردت ان تاکل الفراخ ولا یاکلک الدھر اکل مضطہد

تونے چاہا کہ تو پرندون کو کھا جاے۔ مگر تجھے زمانہ ظالم (درندہ) کے طرح سے نہ کھا جاے۔

ھذا بعید من القیاس وما اعزہ فی الدنو والبعد

یہ تو بالکل قیاس سے بعید ہے۔ تجھے اس اعذاب کے نزدیک اور دور ہونے مین بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔

لا بارک اللہ فی الطعام اذا کان ھلاک النفوس فی المعد

خدا اوس کھانے مین برکت نہ دے جو ایسا ہو کہ اوس سے معدون مین جا کر جانین ہلاک ہوتی ہون۔

کم دخلت لقمۃ حشا شرہ فاخرجت روحہ من الجسد

بارہا ایک لقمہ حرص سے آنتون مین اندر داخل ہوا ہے کہ اوس نے اوس کے جان ہی بدن سے نکالدی ہے۔

ما کان اغناک عن تصعدک البرج ولو کان جنۃ الخلد

اگر جنت خلد (ہمیشہ کا باغ) بھی تجھے مل جاتی تو اوسے بھی چھوڑ کر تو دربے پر چڑھنے سے نہین باز رہتے۔

قد کنت فی نعمۃ وفی دعۃ من العزیز المھیمن الصمد

تجھے اوس عزت والے امن دینے والے بے نیاز نے نعمت اور راحت دے رکھی تھی۔

تاکل من فار بیتنا رغدا واین بالشاکرین للرغد

تو ہمارے گھر کے چوہے خوشی خوشی کھاتی تھی۔ مگر اس خوشی پر شکر کرنے والے کہان ہین۔

وکنت بددت شملھم زمنا فاجتمعوا بعد ذلک البدد

تو اون کے غولون کو بارہا پریشان کردیا کرتی تھی۔ پہر وہ اس کے الگ ہونے کے بعد جمع ہو جایا کرتے تھے۔

فلم یبقوا لنا علی سبد فی جوف ابیاتنا ولا لبد

پھر وہ ہمارے گھرون مین نہ تو کپڑے چھوڑتے تھے اور نہ اونی چیزین۔

وفتتوا الخبز فی السلال فکم تفتتت للعیال من کبد

وہ برتنون مین روٹیون کو چورا کردیتے تھے۔ اس طرح اونھون نے بارہا بال بچون کے جگر چورا چورا کئے ہین۔

وفرغوا قعرھا وما ترکوا ما علقتہ ید علی وتد

وہ انہیں بیچ تک خالی کر دیتے تھے - اور جو چیز کہ بیچ پر ہاتھ لگا دیتے تھے اوسے بھی نہیں چھوڑتے تھے

وَمزقوا من ثیابنا جدد (۸) فکلنا فی المصائب الجدد

اور ہمارے نئے نئے کپڑے پھاڑ دیتے تھے جس سے ہم سب پر نئے نئے مصیبتیں آ پڑتی تھیں -

اس قصیدہ میں سے ہم اسی پر اختصار کرتے ہیں یہ اوس کے عمدہ اشعار ہیں -

ابن العلاف کی وفات ۳۱۸ھ (۹۳۰ء یا ۹۳۱ء) میں ہوئی ہے - اسوقت عمر اوس کی سو برس کی تھی - رحمہ اللہ تعالے - نہروانی - بفتح نون و سکون ہا و فتح رائے مہملہ و واو و الف و نون منسوب ہے نہروان کی طرف جو بغداد کے قریب ایک پورانا چھوٹا شہر ہے - سمعانی نے اوسے بضم را بتایا ہے مگر صحیح نہیں ہے -

(۱) ابو حفص بن العزیز بن صہبان الدوری بغداد کا رہنے والا قبیلہ ازد سے عراق میں بہت بڑا نحوی اور قاری قرآن تھا - سرّ من رای میں رہتا تھا کہتے ہیں کہ یہی شخص ہے کہ جس نے سب سے اول قرآن کے مختلف قرأت کو جمع کیا (دیکھو تذکرہ ۲۰۹ کا نوٹ ۴) بڑے بڑے صاحب کمال چاروں طرف سے اوس سے حدیث پڑھنے کو آتے تھے - اوس کا علم بھی بہت بڑا تھا اور اوسکو ثقہ بھی سمجھا جاتا تھا - وہ بہت اچھا متورع آدمی تھا - اخیر عمر میں اوس کے نظر جاتی رہی تھی - شوال ۲۴۶ھ (ابتدائی ۸۶۱ء) میں وفات پائی - دُور بغداد شہر کے مشرقی جانب دریائے دجلہ کے کنارہ ایک محلہ کا نام ہے - دوری اوس کے طرف منسوب ہے (طبقات القرا سے لیا)

(۲) نصر بن علی جہضمی ۲۵۰ھ (۸۶۴ء) میں مرا ہے (نجوم)

(۳) ابو حفص عمر بن شاہین ایک مشہور حافظ و واعظ اور مفسر قرآن بغداد کا رہنے والا تھا - اس کا ذکر پہلے بھی تذکرہ ۱۳۱ کے نوٹ ۲ میں آچکا ہے -



(۴) دیکھو تذکرہ ۳۱۴

(۵) دیکھو تذکرہ ۴۶۰

(۶) بلی اردو میں مونث بولی جاتی ہے - مگر عربی میں مذکر [illegible]

(۷) یہ اوس سورہ کے طرف اشارہ ہے جس میں ابو [illegible] سے عذاب کی خبر دی گئی ہے -

(۸) یہاں قمری سو سال مراد ہیں جن کے شمسی صد چھیانوے برس کے قریب ہوتے ہیں -

تمت

چوتھی جلد میں سب سے اول تذکرہ نمبر ۱۶۵ ابوالجوائز کا ہے

مین ہمیشہ تصنیف و تالیف اور انگریزی یا عربی زبانون سے ترجمہ کیا کرتا ہون چونکہ کافی روپیہ نہین ہے اسواسطے یہ ارادہ کیا ہے کہ تھوڑے تھوڑے اجزا سے جو مضامین تیار ہو گئے ہین انکو چھاپنا اور فروخت کرنا شروع کر دون تاکہ ان کے فروخت سے جو روپیہ ملے اس سے آئندہ کے چھاپنے مین آسانی ہو۔ جس قدر کتابین چھپکر تیار ہو جائین گی ہر مہینے مین اسی قدر ہر پارہ روانہ کئے جائینگے۔ غالباً ہر مہینے مین سو صفحہ تیار ہو جایا کرینگے اور انکی قیمت ایک روپیہ ہو گی۔ لیکن جو صاحب سال بھر کی پیشگی قیمت عنایت کر دینگے انسے بارہ سو صفحہ کے صرف ۵ روپیہ لیے جائینگے

بالفعل کتب ذیل تیار ہیں انکے ساتھ چھپائی شروع کی جائے گی۔ اور آئندہ جو اور ترجمہ اور تصنیف و تالیف ہو گی سب کو بھی اسی طرح چھپایا جائے گا۔

	صفحے	
ترجمہ تاریخ رشیدی از انگریزی	۵۰۰	ہندستان کی نایاب تاریخ ہے۔
فلسطین (ارض مقدس) بعہد اسلام از انگریزی	۵۵۰	دمشق اور اس کے اطراف کے مقامات مشہور وغیرہ کا بیان اسلامی جغرافیا تمام کتابون سے لیکر دیا گیا ہے
جغرافیہ قدیم عہد اسلام	۵۵۰	ایران توران عراق عرب وغیرہ کا قدیمی زمانہ اسلام کا جغرافیہ عربی کتابون سے لیکر دیا گیا ہے
مختصر تاریخ دکن	۲۰۰	دکن کے بچون کے واسطے یہ کتاب گو بہت ہی مختصر بنائی گئی ہے مگر کوئی بڑا واقعہ اس وقت تک کا نظر انداز نہین کیا گیا ہے اسلئے تمام شائقین تاریخ کے لئے دلچسپ ہے۔
تاریخ دکن جلد چہارم	۵۰۰	اس جلد میں اورنگ زیب کے زمانہ کا ذکر ہے
مشاہیر الاسلام ترجمہ تاریخ ابن خلکان از عربی	۳۲۵۰	اسکی سولہ جلدون میں سے تین جلدیں چھپ گئی ہیں جلد اول ۳۰۲ صفحہ قیمت دو روپیہ جلد دوم ۳۴۰ صفحہ دو روپیہ ۸ آنے جلد سوم ۳۴۰ تین روپیہ بوجہ گرانی کاغذ
اقوام الہند ترجمہ از انگریزی	۵۰۰	اس مین ہندوستان کی قومون کا بیان ہے
لآلی منظوم مطبوعہ	۶۴	بچون کے پڑھنے کے واسطے عاشقانہ اشعار کو چھوڑکر آجکل کے شعراے معاملہ فہم کے اشعار کا مجموعہ تیار کیا ہے قیمت فی جلد ۲

عبد الغفور خان رامپوری محلہ کٹل گوڑہ حیدرآباد دکن